CHECKED

سنہ ۱۳۰۹

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

سعید المنتہ کہ درین زمان میمنت اقتران و
اوان سعادت توامان این کارنامہ نادرہ وقعات غریبہ عجیبہ

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مولفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تام
جناب مولوی امجد علی صاحب ادیب دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد لله الذی قال فی سورة البقرة فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای
فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آوینگے پس
جو کوئی میرے ہادیون کی اطاعت کریگا نہ اسکو دنیا مین ڈر ہے اور نہ آخرت مین غم ہے والصلوة والسلام
علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیهم اثنا
عشر خلیفة کلهم من قریش ترجمہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے اور وہ
سب کے سب قوم قریش سے ہونگے عادت اللہ ہمیشہ سے اسبات پر جاری ہے کہ جب کسی ملک مین رحمت الٰہی جوش مین
آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی و ہدایت خلق اللہ کے اُسی ملک کے لوگون مین سے کسی شخص کو پسند کرکے
ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے اور معجزے اور خرق عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی
کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کر دیتا ہے پھر اسوقت جو سعید ازلی ہوتے ہین اُس ہادی کی اطاعت اختیار
کرکے عقوبت دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کرلیتے ہین اور جو شقی ازلی ہوتے ہین وہ اُس ہادی سے مقابلہ
اور اُسکی تعلیمات سے انکار کرکے دنیا مین ذلت اور آخرت مین عذاب کے سزاوار ہو جاتے ہین ایسے ہادیون من اللہ کے آنے کے
وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب مین اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہین اُنہین علوم اور فنون مسلمہ کی ترقی
کا آلہ یا کمال اُنہین علوم اور فنون کا اسطرح سے اُنکو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جسمین ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہین چنانچہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر مین ساحرون کا بڑا زور تھا اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا
اسیواسطے حضرت موسیٰ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی استاد ظاہری کے اس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت
کیے گئے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُسکو دیکھکر بسر موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہو گئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی

مگر دین حق سے نہ پھرے - پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا
بڑا زور تھا چنانچہ اُسوقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمین غسل کرتا فوراً اچھا ہو جاتا تھا اسی لئے اُس
حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہین علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے رد کرنیکو ایسے معجزے عنایت
کیے تھے کہ آپ مادر زاد اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا ترکیب کے فوراً اچھا کر دیتے تھے اور ان
سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مردون کو زندہ کر دیتے تھے - انکے بعد جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے تو
اُسوقت ملک عرب مین فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب
ساری دنیا کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب صواب دید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب
مین ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء عرب
عاجز آگئے - اور باوجود یکہ بابجا قرآن مین للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے
بنا لاؤ ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہین بنی - گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی
مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعۂ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون مین جو کام
نبی کیا کرتے تھے وہ اِس اُمت مین حسب صواب دید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء اُمت انجام دیکر
بشارت عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (یعنی میری اُمت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت
ہدایت کو انجام دیا کرینگے) مین داخل ہوتے رہینگے -

دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا مین عموماً اور ملک ہندوستان مین
خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تمغہ اسلام کا ہے برائے نام رہگئی تھی - گور پرستی تعزیہ داری
اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون مین صدہا رسومات شرک و بدعت
کھلی کھلی ہوا کرتی تھین ہزارون ہندوؤن کی رسمین بیاہ شادی اور تجہیز تکفین وغیرہ مین داخل ہو کر مثل فرض و واجب
کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھین کونسی قبر اور چلہ بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جوالا مکھی
وغیرہ کے نہوکر وہان کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہوتی ہو - بیوہ کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا
تھا یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبد العزیز صاحب مین بھی گھس گئی تھی - بیوی کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ
کے گھر مین ہوا کرتی تھی - شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہے) مراقبہ مین کرنا خاندان عالی
شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی جاری تھا - اکثر صوفیون مین الحاد اور مسئلہ وحدت وجود کا زور ہو گیا تھا ہر فرد
بشر اپنے کو خدا جانتا تھا - فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا مسئلہ تقدیر پر پہلے سرے کا

جدال و قتال تھا کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا مثل
خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سنیوں میں
آ گئے تھے۔ افتخار بمکارم آبا و اجداد شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھکر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی
تھی۔ مسلمانوں میں سے ہمدردی اور اخوت اسلامی و رسم محبت مفقود ہو چلی تھیں۔ استماع غنا و مزامیر و اختلاط
امارد عمدہ عبادات اور تزکیہ نفس سے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ سنتیں مٹتی چلی جاتی تھیں۔
بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا۔ منطق و فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے۔ قرآن و حدیث کا چرچا اٹھ چلا تھا۔ مسلمانان
در گور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ وغیرہ کو اصل کمال
انسانی اور سبیل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اسکے طریق مفقود
ہو گئے تھے اور اسکی قدر و منزلت دلوں سے اٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا۔ پنجاب و سرحد لیکر
دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی قاتل گاؤ کو پھانسی کی سزا ہوتی
تھی۔ ادھر دکن میں مرہٹوں کا زور شور تھا وہ حملہ کر کے آگرہ اور دہلی تک آ پہنچے تھے۔ اگر خدانخواستہ یہی کیفیت اور ایک صدی تک رہتی
تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا۔ مگر جب یہانتک نوبت گمراہی اور ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت
صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو واسطے دور کرنے خرابیوں کے تیرھویں صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۶ع قصبہ بیانسی بریلی ممالک اودھ میں جناب سید محمد صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ
سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر ماحی شرک و بدعت سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپکا سلسلہ نسب حضرت
حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اسطرح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ ابنہ عبداللہ محض ابنہ ابو محمد صاحب
نفس الزکیہ ابنہ ابو محمد عبداللہ الاشتر ابنہ محمد الثانی ابنہ حسن الاعور نقیب الجواد ابنہ ابو محمد عبداللہ ابنہ سید قاسم ابنہ
سید جعفر ابنہ سید حسین عرف ابی الحسن ابنہ سید حسن ابنہ سید عیسیٰ ابنہ سید یوسف ابنہ سید رشید الدین احمد المدنی
ابنہ سید قطب الدین محمد الکرکی ابنہ سید نظام الدین ابنہ سید رکن الدین ابنہ سید صدر الدین ابنہ سید قیام الدین
ابنہ سید علی ابنہ سید احمد ابنہ سید زین الدین ابنہ سید صدر الدین ابنہ سید قطب الدین ابنہ سید علاء الدین ابنہ
ابنہ سید محمود ابنہ سید احمد ابنہ سید محمد معظم ابنہ سید فضیل ابنہ سید محمد علم اللہ ابنہ سید محمد مہدی ابنہ سید محمد نور ابنہ
سید محمد عرفان ابنہ سید احمد صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی عبدالحق گورکھپوری سے
روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھکو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔ **حلیہ شریف**
بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش و بروت سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت حسین
وجمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اُس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں جو مشکوٰۃ شریف میں اسطرح سے روایت ہے

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہی اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اُسکا نام تمہارے نبی کے نام
پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق مین مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت
اور انصاف سے بھر دیگا - اِس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہین کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھی ہونگے اگر اِس بزرگ کو مجدد
تیرھوین صدی یا مہدی وسط کہا جاوے تو مبالغہ نہوگا - بقول شاعر - ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی + ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اُسیکے
اندر + مگر احتمال ہی کہ نئی روشنی والے لوگ اُن وقعات سے سخت حیرت زدہ ہونگے مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو باہم ہر دو
سوانح سے تفاوت نپاوینگے بلکہ بوقت موازنہ جان لینگے کہ شیخ اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے مین نے اس کتاب
کو بہ ہزار استنباط لوگونکی معتبر تحریرون سے نقل کیا ہی جنہون نے ان واقعات کو خود دیکھا ہی میرے نزدیک اس کتاب کی کسی روایت مین دروغگوئی
یا مبالغہ کو کچھہ دخل نہین ہی گو بعض مورخون کی بے توجہی سے اکثر واقعات پس و پیش ہوگئے ہین اس سے مجھکو بالترتیب لکھنے مین بہت دشواری
ہوئی کیونکہ جسقدر کتابین مین نے اس سوانح کے جمع کرنیکے لئے فراہم کین اُنمین مورخون نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات
کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جسکا سمجھنا آسان نہین قلمبند کیا ہی اس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ٹھکانے
تھے جنکے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے مین راقم کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینے پڑے اگرچہ انہیں
سعی مین جزئیات یہ دعوی نہین کرتا کہ کل مطالب تاریخ وار اپنے اپنے موقع پر قائم ہوگئے مگر اسمین کچھ شبہ نہین کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات
سابق اور عام فہم اور نہایت اصح ہوگئی ہی اور اس قابل ہی کہ ناظرین ان قصص سے عبرت پکڑین اور اُس ہادی کا تتبع اختیار کرین
لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ - ان سوانح کو سلیس اردو عبارت مین لکھ کر مین نے ان سوانح کو پانچ حصون پر منقسم
کیا ہی **حصہ اول** مین ۱۲۰۱ھ سے ۱۲۳۱ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت اور درویشانہ زندگی اور فیوض باطنی اور ترویج ہدایت اور سفر حج
وغیرہ کلی ذکر ہی **حصہ دویم** اسمین آپکی تعلیمات پر تاثیر کا بیان ہی علاوہ بیان دیگر تعلیمات کے صراط المستقیم کو سلیس اردو کرکے بطور رسالہ شامل کردیا
حصہ سویم اسمین شروع ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کا بیان ہی جسمین کل معرکہ اور جنگ جو سکھون
اور دیگر مخالفون سے ہوئے شرح و بسط کیساتھ شامل کئے گئے **حصہ چہارم** مین آپکے خلفا کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج
کرکے اُسی حصہ کے آخر مین مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور مولوی شیخ محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی - ان بزرگ
خلیفون کے سوانح بشرح تمام درج کئے گئے **حصہ پنجم** اسمین سید صاحب کے مکاتیب ہین جو انہون نے رؤسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہین
(یہ مجموعہ مکاتیب قابل دید ہی) واللہ المستعان وعلیہ التکلان

(حصہ اول حالات ایام طفولیت)

صاحب مخزن احمدی جو سید صاحب کے بھانجے اور ہمسن اور ہمیشہ آپکے ساتھ رہے ہین لکھتے ہین کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند
کے آپکے والد بزرگوار نے آپکو واسطے تعلیم کے ایک مکتب مین بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھہ رغبت نتھی اُسکی طرف بالکل توجہ نکرتے تھے
ہر چند آپکا اُستاد اور بڑے بھائی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھہ اثر آپ پر نہوتا تھا آثار امیت مثل نبی امی کے جو بطور
میراث آپکی جبلت مین امانت تھے روز بروز ظاہر ہونے لگے تین برس تک آپ مکتب مین رہے مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے

آپکو کچھ بھی یاد نہوا- آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت و خواند کا معاملہ
خدا پر چھوڑیئے وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کر دیوےگا- جب آپ تھوڑے بڑے
ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکون سے ایک لشکر اسلام جمع کر کے بطور جہاد باآواز بلند
تکبیرین کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائین آپکے لشکر اطفال
سے بلند ہوتی تھین- آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمعیل شہید خاتمۂ صراط المستقیم مین تحریر فرماتے ہین کہ
حضرت ایشان (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالاتِ طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار این طریق
از وجدانِ حلاوت مناجات لاسیما در نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از
ملوثِ بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات در خرد سالی بر ایشان ظاہر
و باہر - القصہ آثارِ طہارت جبلیہ در جذر طبیعت ایشان پیدا بود و انوار سعادت ازلیہ بر جبین مبارک ایشان
ہویدا بود" پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور
ترحم ضعیفون اور مسکینون اور یتیمون اور بیوہ عورتون اور بچون سے خواہ وہ شریف ہون یا رذیل آپنے کرنا
شروع کیا- آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے ہمقوم سیدون کو جو دوسرون سے خدمت کرانے کے عادی
تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن و ملامت کر کے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ
پرواہ نہ تھی- آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینون اور بیوون کے گھرون مین جا کر اُنکا حال
پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ مین اُسکے سرانجام کرنے کو دل و جان
سے حاضر ہون اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگون کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذلیل
آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگون کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہین ہم آپکی
خدمت کرنیکو تیار ہین نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کرین آپ اسکے جواب مین ایک دفتر فضائل خدمتگذاری
ضعفا و مساکین و محتاجون کا اُنپر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور
آپسے اپنی خدمت کراتے- اپنے ہمسایون اور عزیزون کے گھرون مین جا کر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر
لا دیتے اور جس کسیکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شادان و فرحان جنگل کو جا کر گٹھڑ لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر
پہونچا دیتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کرا کے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر
مین اُسکا ممنون و مشکور رہونگا ؎

حالات سفر اول لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُنہین ایام مین ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ اُنمین ایک سید صاحب بھی تھے

رائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا لیکن
جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ منّت سماجت کرکے دوسرے کمزور آدمیون
کو اپنی باری مین بھی سوار کرا دیتے جب آدھی منزل طے ہو گئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر
ایک گٹھر اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ یہان سے کوئی مزدور
لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھدو مگر عند التلاش وہان کوئی مزدور نہ ملا اسواسطے سارے سید بھائیون کو سخت حیرانی
تھی اُسوقت سید صاحب نے سب ساتھیون سے نہایت عجز و انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک عرض ہے
اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائین تو مین عرض کرون تب سب نے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرمائینگے
ہمکو بسر و چشم منظور ہوگا بعد پختہ ہو جانے عہد کے آپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل مین باندھکر میرے سر پر
رکھدو مین تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا تم سب بھائی فراغت سے چلو چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگون
نے سارا اسباب ایک کمبل مین باندھکر آپکے سر مبارک پر رکھدیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شادان و فرحان
گٹھر اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگون نے آج مجھ پر کیا
ہے مین تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا - اسیطرح سے گٹھر اسباب کا اُٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ
طے کرکے داخل شہر لکھنؤ ہوئے ؛

لکھنؤ مین پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار مین اِدھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہان جو کچھ تھوڑا تھوڑا
خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہو گیا اب ان بیچارون کو دو مشکل درپیش ہوئین ایک تلاش روزگار دوسرے
تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جزو کتاب
مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار مین فروخت کر آتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سیکر بیچ لاتے
مگر بااینہمہ بھی اُنکو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونو وقت
کا کھانا مقرر ہو گیا تھا جہان سے دونو وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپکے واسطے آجاتے مگر آپکے ساتھیون
کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہوتا تھا مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیون کے دسترخوان پر
رکھکر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرما لیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونو وقت ساتھیون
کو کھلا دیتے بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیون پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ
کرکے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیون کو کھلا دیتے چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے بعد چار مہینے کے
اُس امیر محب سادات کو جسکے یہان سید صاحب کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت
ہوئی مگر اس خبر کو سنکر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہو گئے تب اُس امیر نے ہر دس امیدوارون مین سے

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور دو ساسامیان رہا تھا سید صاحب کے حوالہ کردین لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی بندون کو فضل الٰہی کا امیدوار کر کے وہ دونوا ساسامیان دو سرے دو اجنبی و غریب لوگون کو محض لوجہ اللہ عنایت کردین*

اس عرصہ مین والی لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا اور وہ امیر بھی جنکے ہان سید صاحب مہمان تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اس سفر مین شریک ہوے سید صاحب بھی مع اپنے ساتھیون کے ساتھ ہولئے لیکن مثل خروج از وطن اس سفر مین بھی آپ سب ساتھیونکا اسباب ایک کمبل مین باندھکر شادان و فرحان ہمیشہ رفیقون کے ساتھ چلا کرتے تھے اُس سخت موسم سرما مین قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اِس سفر مین سید صاحب وعظ و نصیحت واسطے ترک دنیا نا پائیدار کے ہر ایک ساتھی کو سُنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجا تو تلاش دُنیا دلفریب کے تم لوگ دہلی چلکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپنے دیکھا کہ ساتھیون پر کچھ اثر آپکے وعظ اور نصیحت کا نہین ہوتا تو ایکروز چُپ چاپ تن تنہا محمدی کے جنگل مین سے آپ دہلی کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیونکو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی (کہ وہ جنگل ایسے درندون سے بھرا ہوا ہی) آپکو راہ مین سے کھا گیا بوجہ ایسے خیالون کے آپکے ساتھیون کو تین روز تک بہت غم و الم و دامنگیر رہا چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اُس لشکر مین آیا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اُسکو راہ مین ملا تھا اور ایک گھٹرا سے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا اُسنے کہا کہ مینے اس حمال کو بصورت شرفا دیکھکر اُس سپاہی سے اسکا سبب پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب مین اپنے مکان سے یہ اسباب کا گھٹرا لیکر روانہ ہونیکو تھا تو اتفاق سے اُسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اِس گھٹرے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور مین بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گھٹرے کی نہ تھی مگر محض بطمع حصول چند آنون کے وہ یہ گھٹرا اُٹھا کر میرے ساتھ ہولیا اور گرتا پڑتا بصد دُشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا راہ مین یہ جوان ہمسے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھ کر اُسکے آنسو بھر آئے اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھسے کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیون پکڑا ہے تو خدا سے نہین ڈرتا مینے کہا کہ مین نے اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہین پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہی تب اُس جوان نے مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین دو روز سے بھوکا تھا پیٹ بھرنیکی طمع سے مین نے یہ سخت کام بخوشی خود اپنے اوپر لیا ہی سپاہی کا اسمین کچھ قصور نہین ہے تب اُس جوان نے مجھسے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر رخصت کردو ورنہ سخت مواخذۂ الٰہی مین گرفتار ہوگے مین نے اُسوقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اس جوان کے ہاتھ پر رکھدیے اُسنے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کر کے بصد منت و زاری مجھسے کہا کہ اس مزدور کو رخصت دے

اور یہ گھڑا اراب کا میرے سر پر رکھدے مین بعوض اس مزدور کے اس گھڑے کو تیرے مکان تک پہونچا دونگا
مینے اسکی شکل شریفون کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ مین آپکے سر پہ یہ بوجھ نہ رکھونگا مگر اُس جوان نے بمنت
وزاری مجھکو اسبات پر مجبور کردیا کہ مینے اُس مزدور کو رخصت کیا تھا وگرنہ یہ گھڑا اس بزرگ کے سر پر رکھدیا یہ جوان
وہ گھڑا اپنے سر پہ اُٹھا کر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا فقط اُنکے
ساتھیون کو اسطرح سے آپکی خیر و عافیت معلوم ہوکر قدرے تسلّی ہوگئی - جب آپ گھڑا اراب کا پہونچا کر جانب
دہلی روانہ ہوئے تو اُسوقت آپکے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل
تھی آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کا ستّو اور گُڑ خرید کیا اور گھولکر پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے
صدا کی کہ مین چار روز سے بھوکھا ہون سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سنکر میرے نفس نے یہ صلاح
دی کہ جھٹ پٹ سارے ستّو کو پیکر سائل کو خشک جواب دیدو مگر اُسیوقت غیب سے یہ بات میرے دل پر الہام
ہوئی کہ مین دو روز کا بھوکھا ہون اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اُسکا حق مجھ سے زیادہ ہے مینے
اُسیوقت کل ستّو اُسکے حوالہ کردیے اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہوکر فجر کو آگے روانہ
ہوے دوسری منزل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستّو اور گُڑ خرید کر نوش جان فرمائے اُسکے بعد دو تین روز
تک آپنے کچھ نہین کھایا پانچوین منزل پر آپ ایک مسجد مین جا کر مقیم ہوئے وہان ایک شخص نے جو آپکے
والد کے مریدون مین سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لیگیا آپکے پائون سے خون جاری تھا اُس شخص
نے آپکو غسل دلا کر پائون مین مہندی اور ببول کے پتون کا لیپ کردیا بعد چند روز کے جب آپکے آبلے
اچھے ہوگئے اُس شخص نے آپکو سوار کراکے اور خود ہمراہ رکاب ہوکے دہلی پہونچا دیا - دہلی پہونچکر آپ مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب سے جا کر ملاقی ہوئے حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپکو اپنے پہلو مین
بٹھلا کر آپ سے دریافت کیا کہ کہان سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ رائے بریلی سے پھر مولانا نے پوچھا
کہ آپ کس قوم سے ہین آپنے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہون پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید ابوسعید
اور سید ابوالنعمان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابوسعید میرے نانا اور سید ابوالنعمان میرے حقیقی چچا تھے
یہ بات سنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی
ہے اُسپر آپنے کہا کہ آپکی ذات مقدس کو غنیمت جانکر واسطے طلب باریتعالیٰ جلشانہ کے یہانتک آیا ہون
تب مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس مین تو منصب ولایت موروثی ہے دو ایک پشت کے بعد ضرور
اُس خاندان مین مادرزاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل آلہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور ارث اپنے آبا و اجداد
کے اپنے مقصد کو پہونچ جاؤگے - اُسکے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبرآبادی مسجد

مین میرے بھائی عبد القادر کے پاس پہونچا دو اور اونکے ہاتھ مین اُنکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اس
مہمانِ عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان خود اُنکی خدمت نسے قصور نکرنا اور اُنکا مفصل حال بروقت ملاقات
کے مین تمسے خود بیان کردونگا - اُس روز سے سید صاحب مسجد اکبر آبادی مین بمصاحبت مولوی عبد القادر
صاحب کے رہنے لگے - چونکہ اس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری مین اکثر معاملات باطنی جنکو خرقِ عادات
یا کرامات کہتے ہین بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جسوقت سے سید صاحب یا شاہ عبد العزیز صاحب کے
صحبت یافتہ لوگ اس دار فانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے اس فرقۂ موحدین ہند مین کوئی شخص موصوف
اُن اوصاف باطنی کا نہین رہا اور یہ ایک قاعدہ کلیہ انسانون کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم
کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہین پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اس سبب سے
بعض کم علم موحدین فیوضِ باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہورہے ہین حالانکہ ضرور اُنکے پیشوا و فرقہ
مولانا محمد اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین لکھتے ہین کہ "شریعت کو ظاہر اور باطن دونون چیزین ہین سو دلکا تعلق
اور محبت ساتھ باریتعالیٰ کے پیدا ہونا اسکو باطنِ شریعت کہتے ہین اور اسی تعلق کا نام صوفیون کے نزدیک
نسبت ہے اور شریعت کے حکمون پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اسکا نام ظاہر شریعت ہے اور ان
افعال ظاہری اور اُن تعلقاتِ قلبی کو آپسمین ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے پس جس شخص کا ظاہر
اور باطن دونو علاقون پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُسکے افعال سے
ملکر شیر و شکر ہوجاتا ہے - مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر تمسک کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت
قلبی اُسکے اندر پیدا نہین ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے" - اور بذیل ثمرات حب ایمانی کے
مولانا شہید لکھتے ہین کہ "اُس فرقہ سے اہلِ خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ
بعد انکشاف مدعوٗلہ کے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعائین بہدف ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا و غیر رضا حق
کے اپنے نورِ جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی
کہتے ہین" - اب مین خاصکر ان لوگون کو اُنکی غلطیون پر متنبہ کرنیکے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے
شروع کرتا ہون - آپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک
آپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف
سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپنے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہوگیا ہے
فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت مین عرض
کی تو آپ نے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر

حالات بیعت بردست شاہ عبدالعزیز صاحب

آتی ہے یا سب چیزین ایسی ہی معلوم ہوتی ہین توآپنے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور
سب چیزین برابر جون کی تون دکھائی دیتی ہین تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو رکھدو خداوند تعالیٰ نے
تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑھنا ضرور نہین ہے خداوند تعالیٰ خود بخود بلا تعلیم کسی
ظاہری معلم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلا دیویگا - اُردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور
نمونہ دکھلاکر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسیکہ ہندوستان مین دستور ہے آپنے چھوڑنا
چاہا - اسکے بعد آپنے طریقہ نقشبندیہ مین مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اُسوقت مولانا
ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی
احتیاج نہین ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس فقط واسطے
رفع حجت اہل ظاہر کے بیعت لیلیتا ہون سنہ ١٢٢٢ ہجری مین کہ اسوقت آپکی عمر بھی پورے بائیس سال
کی تھی یہ بیعت آپکو نصیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفۂ قلب کی
تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچون لطیفے آپ پر کھل گئے تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو
آپ طے کر گئے چوتھے جلسہ مین نفی و اثبات باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہوگیا چھٹے جلسہ مین طریقہ یاد داشت

تعلیم شغل برزخ

آپنے سیکھ لیا - اسکے بعد شغل برزخ کہ جسمین تصویر شیخ کا مراقبہ کرتے ہین آپکو تعلیم کرنا چاہا اُسوقت
سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل مین اور بت پرستی مین کیا
فرق ہے اُسمین صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اسمین صورت خیالی جو تہ دل مین جگہ پکڑتی ہے
تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی سے بمے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مُغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم
مے نوشی کا جو گناہ کبیرہ ہے کیجئے تو اُسکی تعمیل کو بھی حاضر ہون مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصاً غیبت شیخ
مین اور توجہ اور استعانت چاہنا اُس تصویر سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہین ہوسکتا
اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع امت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہین ہے -
بعد سُننے اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل مین پکڑکر اور آپکے رخسارہ
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت

تفصیل ولایت اولیا و ولایت انبیا

انبیا کی جو افضل ولایتون کی ہے تمکو عطا کی اُسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت
انبیا مین فرق کیا ہے - اُسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندون مین
سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کرلیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت باریتعالیٰ

کی اُس شخص کے تہ قلب مین قائم ہوجاتی ہے اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار
ہوجاتا ہے محبت جاہ ومال واولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُسکے دل سے محو ہوجاتی ہے اُسکا نفس اور قلب اور
سب اعضاء جویائے قربت آلہی اور متلاشی مرضیات باریتعالی کے ہوکر اُسمین منہمک اور مشغول ہوجاتے
ہین کہ عوام الناس ایسے لوگون کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگجاتے ہین - پس صاحبِ ولایت ولی کا قیام اور
صیام اور کثرتِ نوافل اور خدمت خلائق کے ذریعہ سے مجاہدہ نفس مین مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو
محبوب اور مرغوب رکھتا ہے اور مجرمین وفاسقین سے کچھ تعرض نہین کرتا اور ایسے اعمال کو اصطلاح
صوفیون مین قرب النوافل کہتے ہین - اور اصحاب ولایت نبی کے قلب مین اسقدر محبت آلہی قائم ہوتی
ہے کہ ایثار (جیسیکہ آیۂ کریمۂ مین حکم ہے وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ یعنی
دوسرے لوگون کو خدا کی رضامندی کے واسطے فائدہ پہونچانیکو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین
اگرچہ اُنکو ہزار تنگی اور تکلیف کیون نہو) اُنکے ہر قول اور فعل مین داخل ہوجاتا ہے اور بوجہ غلبۂ ایثار تمام
رذائل اور ظلمات وکدورات نفسانی وجسمانی ایسے لوگون سے زائل ہوکر خصائلِ حمیدہ وسجایائے پسندیدہ
سے وہ متصف ہوجاتے ہین اور اُنکی تمام ہمت ہدایت خلق ونصائح مجرمین واجرائے اقامت فرائض آلہی
واحیاءِ سننِ انبیاء والمرسلین مین منہمک اور مصروف ہوجاتے ہین اور جہاد با کفار وتادیب اشرار وتعذیر
گنہگاران اُنکا شعار ہوجاتا ہے اور مسلمانونکی مجلسون مین یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیرخواہی کرنا
اپنا اصل کام سمجھتے ہین اور اسکی کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ اور نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے
اِس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاحِ صوفیون مین قرب الفرائض کہتے ہین ایسے بزرگونکا عمل قرآن وحدیث
ونصوص صریح پر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلی ہے - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَآءُ - بعد ختم کرنے اِس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لیجا کر
اِن اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجئے اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق
نفی واثبات اور توجہ قلب وروح بعالم قدس رکھکر مناجات والحاح وتضرع بجناب آلہی کثرت سے کرتے
رہئے اور حتی الامکان اُنکو کبھی ناغہ نہ کیجئے اور اپنے کو بہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کرکے اُسکے فضل
اور کرم کے امیدوار ہوجائیے - سید صاحب نے حسب فرمودہ مولانا کے اشغال اور تسبیح وتہلیل وغیرہ مین
بہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا - اسی اثنار مین اکیسوین شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی اس روز سید
صاحب نے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اِس عشرہ کی کونسی رات مین شب بیداری کرکے
جویائے شب قدر کا ہونا چاہئے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پہ کہ تمہارا

معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اُسی طرح سے اِن راتون مین بھی معمول شب بیداری کا رکھو صرف
شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہین مگر اِس دولت
سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہین اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے
اگر تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کردیویگا سید صاحب بعد سُننے
اِس کلام کے رخصت ہوکر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے
تھے مگر ستائیسوین رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہون اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور
مراقبہ مین مشغول رہکر صبح کردون لیکن اُس رات کو بعد ادائے عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ
سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے - جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت
دو آدمیون نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑکر جگا دیا آپنے خواب ہی مین دیکھا کہ آپکے دہنی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اور بائین طرف حضرت ابوبکر صدیق رض بیٹھے ہین اور آپکو فرماتے ہین کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر
سید صاحب ان دونون بزرگون کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑتے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے
گئے اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے
لگ گئے اور اثنائے غسل مین حضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت
جلدی سے غسل سے فارغ ہوکر اِن حضرات کے حضور مین حاضر ہوگئے حضرت م نے فرمایا کہ اے فرزند آج
شب قدر ہے تو یادِ الٰہی مین مشغول ہوجا اور دعا اور مناجات کرتا رہ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونون
حضرت تشریف لیگئے - صاحب مخزن لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات میں
بفضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے مین آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیائے
دنیا کی سجدے مین سر رکھے ہوئے تحمید و تہلیل و تسبیح مین مصروف تھے مگر طرفہ یہ کہ اِن ظاہری آنکھون سے
ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشم قلب سے سجدے میں ... بی ہوئی دکھائی دیتی تھی
اُسوقت مین بھی سجدے مین سر رکھکر شکر الٰہی بجا لایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا
اُسوقت فنائے کلی اور استغراق کامل مجھکو حاصل ہوا اور اُسی حالت مین صبح تک سجدے مین پڑا رہا یہانتک
کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھکو ہوش آیا اور وضو کرکے جماعت مین شریک ہوگیا اور جب بعد ادائے
اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہوکر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہوکر آپنے فرمایا کہ
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آجکی رات تم اپنی مراد کو پہونچگئے پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار
ترقیات اور علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگین - اس معاملۂ عجیبہ

[illegible]

بعد صاحب مخزن بحوالۂ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین چھوارے
اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے مونہہ مین ایک دوسرے کے بعد رکھکر بہت پیار اور محبت سے کھلائے
اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھوارون کی آپکے ظاہر اور باطن سے ہویدا تھی - اسکے بعد ایک دن حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدة النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب مین دیکھا اس رات
کو حضرت علی رضہ نے اپنے دست مبارک سے آپکو نہلایا اور حضرت فاطمہ رضہ نے ایک لباس فاخرہ اپنے ہاتھ سے
آپکو پہنایا بعد ان وتوجہات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب وتاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے
اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی اور تربیت یزدانی بلاواسطہ کسی کے متکفل حال آپکے
ہوگئی اور نہایت عجیب وغریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہانتک کہ ایکدن ایک رویا حقہ مین
اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑکر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت
رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے رکھکر فرمایا کہ تجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزین
تجھکو عطا فرماوینگے - اُنہین ایام مین ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر اُن
ایام مین سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور
نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کر
بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا - اُسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت
کے جناب باری مین اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندون مین سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے
اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس دنیا مین جو کوئی کسیکی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ
رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہین ہے پس اُس معاملۂ اخذ بیعت
مین تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھون ہون مین
ہر ایک کو کفایت کرونگا بعد وقوع ان معاملات مذکورۂ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپکو حاصل
ہوگیا - اسکے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی و حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئین اور قریب ایکماہ تک کسی قدر تنازعہ ان دونون روحون کے درمیان
رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونون روحون مین سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر
بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونون روحونکی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی تب دونون ارواح مقدسہ
نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بنفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اُس ایک
[illegible] ان دونون خاندانون کی آپکو حاصل ہوگئی - اسکے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ

رویا میں کھلانا خرما رسول مقبول کا و دینا غسل حضرت علی رض کا اور لباس دینا فاطمہ رض کا اور حق تعالیٰ کو رویا میں دیکھنا

متوجہ ہونا ارواح غوث الثقلین و حضرت بہاء الدین رضی اللہ عنہما کا

خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اُسوقت روح پُر فتوح خواجہ صاحب
مرحوم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اُس روح نے آپکے اوپر توجہ قوی فرمائی اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی
بھی آپکو حاصل ہوگئی اور اُسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانون کی خود بخود آپکو
حاصل ہوگئی بعد ان وقوعات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہوگیا۔ بعد تکمیل
ان دونون سلوکون کے ایکروز عالم مراقبہ مین آپکی ملاقات روح پر فتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی

ملاقات ہونا روح حضرت خواجہ صاحب کی

رحمہ اللہ علیہ سے ہوئی اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے
سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر وہ چھتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہین۔ چونکہ
سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ معاملہ معکوس دیکھ کر آپکو بہت شرم
ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترسان و لرزان بخدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت
خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان
و خندان اُسکے جواب مین فرمایا کہ اے فرزند جاے تعجب نہین ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہین
اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے اور مشتی نمونہ از خروارے و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تمپر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اِس
سے بڑھ بڑھکر ہزاران ہزار اِس قسم کی باتین تمپر ظاہر ہوا کرینگی ❊

ہندوؤن کے میلے مین جبراً سید صاحب کو لیجانا اور وہان آپکا بیہوش سا ہو جانا

انہین ایام مین ایکروز برلب دریاے جمنا ہندوؤنکا کوئی میلہ تھا اُس روز سب مرد عورت اقوام
ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہو کر اُس میلہ مین شامل ہو کر اشنان اور بت پرستی
مین مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے دو تین نوجوان
طلباء مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا اُنہون نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت
مین بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشاء قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کرین۔ آپنے
یہ درخواست دوستون کی سنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے اور پھر
بکمال عجز یارون سے کہا کہ مجھکو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو مین ایسی جگہہ مین ہرگز نہ جاؤنگا
مگر یارون کے سر پر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی اُنہون نے آپکے عذر کو کچھ نہ سنا اور جبراً و کرہاً آپکو اپنے کاندھے
پر اُٹھا کر میلہ مین لیگئے آپکا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری
ہوگئی۔ جب اُن اندھون نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو اُنکی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے
ہوئے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویون سے اسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ
ایکروز آپ کسی مجلس مین تشریف رکھتے تھے وہان لوگون نے کچھ مزامیر اور غنا شروع کردیا پھر وہ استماع اُس آواز

نا شروع کئے آپ بیہوش ہو گئے - اسی حفاظتِ الٰہی کا نام عصمت اور اذعانِ قلبی ہے - صاحب مقالات
طریقت لکھتا ہے کہ اِن ایام مین شوق درویشی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت مین بھرا ہوا تھا - اکثر اوقات
اُس مقام کے درویشون اور طالب علمون و مسافرون اور نیز مسجد کی خدمت مین دل و جان سے لگے
رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام لیل سے پانو مین ورم ہوکر خون جاری
ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبدالقادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اِس بزرگ کے احوال سے آثار
کمال ظاہر ہوتے ہین اور مادّہ اِس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے - مولوی سید
جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ اسقدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایکمرتبہ وطن کو تشریف لیگئے اُسوقت آپ
لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن مین پہونچکر اول اپنی مسجد مین مقیم ہوئے لوگون نے شکل
سے آپکو شناخت کیا اسوقت ایک کلاہ بھی آپکے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد مین دھوپ دینے کو رکھی گئی
تھی اُسوقت سید عبدالقادر بن حافظ سید امان احمد نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جا رہا
تھا اُس روز سید عبدالقادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچانا مگر وہ کلاہ آپ سے مانگ لی - یہ بھی لکھا ہے
کہ ایک مرقع بھی جسمین ایک پیوند جامۂ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر مین دہلی سے آپکے ساتھ آیا تھا اور
وہ مرقع بطورِ تبرک مدتون تک والدۂ محمد اسمٰعیل نوحیۂ سید صاحب کے پاس رہا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہو گیا -
قریب دو برس تک اِس دفعہ آپ بریلی مین رہے اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپکی بڑی لڑکی پیدا ہوئی بعد دو برس
کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے - جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اِس دولت بے زوال
کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے آپ پر ہجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست
کی کسی نے کسی حاجت روائی کے واسطے دعا چاہی اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفاء راز
منظور تھا اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپکے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی اسواسطے سکونت
دہلی کو ترک کرکے سنہ ۱۲۳۱ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر مین تشریف لیگئے اور وہان کچھ مدت مشق
فن سپاہگری مین بسر کی - تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہو گیا - اِن ایام رفاقت
نواب امیر خان مین جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئین احاطۂ تحریر مین نہین
آسکتین - مولوی مرتضیٰ خانصاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپکے خادم کے تحریر کرتے ہین کہ اِن
ایام مین سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپکے پانون پر ورم ہو جاتا تھا اور دو دو پہر ذکر اور
فکر مین آپکو گذر جاتے تھے اور لگاتار دو دو پہر تک مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے اور ایسا مزہ آپکو ہوتا تھا کہ اُٹھنے
کو دل ہی نہین چاہتا تھا - اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لئے ہوئے نواحِ مالوہ مین

نواب امیر خانصاحب کی نوکری مین [illegible]

سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤن سے برسر مقابلہ تھے اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیرخان صاحب
کو نہ ملی تھی - انہین ایام کے حالات مین سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ ایکروز موسم برسات مین
لشکر نواب امیرخانصاحب مرحوم کا صبح سے آدھی رات تک پیلکر چالیس کوس مسافت طے کر کے ایک
ایسے مقام پر جا اُترا کہ جہان کسی اعلیٰ اور ادنیٰ کو کھانا میسر نہین ہوتا تھا ایک سیر غلہ یا دو روٹی ایک اشرفی
کو بھی نہین ملتی تھی اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعقب مین تھا اُس رات کو دو تین
آدمیون نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ ہم نوالہ تھے بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کرین
کہ وہ رزاق مطلق اپنے خزانہ غیب سے ہم لوگون کے واسطے اسوقت کھانا عنایت کرے تب پہلے سید
صاحب نے اُنکو سمجھایا اور کہا کہ یارو ایک رات بھر بھوکھ کی سختی اُٹھالو مگر اُنہون نے نہین مانا اور کہنے لگے
کہ مارے بھوکھ کے ہم سے صبر نہین ہوسکتا آپ ضرور دعا کرین تب ناچار سید صاحب نے دعا کرنیکے بعد ایک
کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے - اُسیوقت ایک آدمی کہ جسکے سر پر ایک طباق کلان حلواے گرما گرم سے بھرا ہوا
رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آکر آپکو جگانے لگا آپنے مونہہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلواے گرما گرم
حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خداوند تعالیٰ کی نذر ہے آپ اسکو لیجیے اور تناول فرمائیے سید صاحب نے
اُس حلوا بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرماوین میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر
مین گئے ہین عنقریب وہ آجاوین گے تب ہم اُس حلوے کو اپنے برتنون مین ڈالکر اور آپکا طباق خالی کر
دیدیوینگے   اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ مع طباق لیجیے اور مجھکو رخصت دیجیے
مین زیادہ توقف نہین کرسکتا یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا اُسکے چلے جانیکے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آگئے
تب سید صاحب نے اپنے ساتھیون سے فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ یعنی اللہ کی رحمت سے نا امید نہونا چاہیے
اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق پہونچا دیتا ہے
اور وہ طباق پُر از حلوا یارون کے سامنے رکھدیا اُنہون نے شکر الٰہی بجا لاکر بشوق تمام اُسکو کھانا شروع کیا
اور اُس رزاق مطلق کی رزاقی کو دیکھکر متحیر ہوگئے - انہین ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب
لکھتے ہین کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نوابصاحب ملک دکھن مین تھے تو آپکے ساتھ برکات الٰہی زائد
از حد تخمین بیسیون آدمی آپکے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور تھوڑے سے نقد سے بباعث برکات غیبی
بہت کام نکلتے تھے ایک کیمیاگر جو اُس سفر مین آپکے ساتھ تھا یہ درخرچی دیکھکر آپکو بھی کیمیاگر خیال کرتا
تھا مگر بعد تفحص اُسکو معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہین اُسوقت وہ کیمیاگر آپکا بہت معتقد ہوا اور آپکے
روبرو اپنے فن کیمیاگری سے تانبے کو سونا بناکر وہ فن آپکو سکھلانے لگا آپنے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھکو ایسا فن

امداد غیبی بطور خرق عادت

سیکھنا منظور نہین ہے جس سے میرے توکل مین فرق آجائے اور مین اُس فن پر بھروسہ کرکے خدا سے غافل ہو جاؤن پھر آپنے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اُسنے کہا کہ اصلی تو نہین ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ ہزارون تاؤ پر بھی بڑے بڑے نقاد اور پرکھنے والون کو اُسکا قلبی ہونا معلوم نہین ہوتا - انہین ایام مین کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب مین رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے ادائے عبادت الٰہی کے جنگل مین چلے گئے کہ وہان بفراغت تمام یاد الٰہی مین مشغول رہین وہان جاکر دیکھا کہ جنگل مین ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے آپ وہان تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک مُردہ ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے آپنے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مردہ میرا بیٹا ہے آج یہ مر گیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن مین کیا بلا گھس گئی ہے یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے لگتا ہے اسواسطے مارے ڈر کے مین قریب بمرگ ہو رہی ہون اور میرے اقربا یہان سے نزدیک ایک گانون مین رہتے ہین اگر کوئی جوانمرد آجکی رات اِس مُردے کے پاس رہے تو مین اپنی بستی مین جاکر علی الصباح اپنے خویش واقارب کو مع اسباب تجہیز تکفین لیکر آجاؤن اور اُسکو دفن کرا دون تب سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش واقارب اور سامان تجہیز تکفین کو لیکر صبح کو آجا آجکی رات مین اُس مُردے کی نگہبانی کرونگا وہ عورت آپکا شکریہ ادا کرکے وہانسے چلی گئی اور آپ اُس مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مُصلا بچھا کر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا تو آپ گھڑک دیتے تھے کہ چپ ہوکر پڑا رہ صبح تک وہ مردہ مع اُس بلا کے جو اُسمین گھسی تھی کروٹین لے لیکر چپ چاپ پڑا رہا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزون کے وہان آگئی اور اُسکی تجہیز وتکفین کراکے سید صاحب وہانسے رخصت ہوکر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے انہین ایام دوڑ دھوپ مین نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر مین جہان موقع پاتے کسانون اور کاشتکارون کے کھیتون کو اپنے گھوڑون سے چروا کر تباہ کر دیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چراتے ایک روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری مین آپکے ہمراہیون نے اپنے گھوڑون کے ساتھ آپکے گھوڑے کو بھی چرنے کے واسطے کھیتون مین چھوڑ دیا مگر شان الٰہی سے آپکے گھوڑے نے اُس کھیت مین اپنا مونہہ بھی نہ ڈالا اور چپ کھڑا رہا لوگ دیکھکر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگارونکا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونو طرف سے توپ اور بندوق چل رہی تھین اُسوقت سید صاحب اپنے خیمہ مین تشریف رکھتے تھے آپنے اپنا گھوڑا تیار کرایا اور اُسپر سوار ہوکر عین وقت جنگ اپنے لشکر مین آئے

ایک بھوت گھسی ہوئی لاش کو رات بھر آپکا نگاہبانی کرنا

آپکے گھوڑے کا چوری کی گھاس نہ کھانا

جنرل فوج انگریزی کا

نواب امیر خان اور سرکار انگریزی کی صلح کی پیشین گوئی

شامل ہوا کے دونو لشکرونکو چیرتے ہوے اُس مقام پر پہونچگئے جہان سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبون کے کھڑا تھا پس
وہانسے اُس سپہ سالار کو ساتھ لیا پھر دونو لشکرونکو چیرتے ہوے اپنے خیمہ تک چلے آئے یہان آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد
سپہ سالار مذکو رنے عہد کر لیا کہ مین اسی دم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا او رپھر مقابلہ کو نہ آؤنگا بلکہ جہانتک
ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اسبات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرلے اس واقعہ کے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب
امیر خانمین جنگ نہین ہوئی بلکہ صلح کی بات چیت اور رُسل رسائل شروع ہو گئے اور بعہد لارڈ
ہیسٹنگ صاحب بہادر والیسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی - ابھی صلح کی با
چیت طے نہین ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہوکر
دوبارہ سنہ ۱۲۳۱ء مین رونق افروز دہلی ہو گئے - نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت
نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکاب کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ آئے اپنے چلنے
کے وقت آپنے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایائے وزیری مین اسطرح
سے لکھتے ہین " کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اُسی لشکر مین حاضر تھے اپنے رخصت
ہونیکے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہو جاویگی اور فلان فلان شہر اور فلان علاقہ سرکار انگریزی نواب
صاحب کو دیویگی اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مین بھی ایک لشکر مجاہدین کا
ساتھ لیکر نشانون کے پھریرے اُڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک سے گذر کرونگا " بعد ذکر کرنے اس
پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ موافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور محالک
آپنے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہمکو دیے اور صلح ہو گئی اور یہ ملک بھی محض ببرکت قدم
سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا ورنہ اسوقت تک سب مؤرخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس
پالسی پر طعن کرتے ہین - مولوی جعفر علی نقوی نے آپکی بہت سی کرامات حین قیام بہ لشکر نواب
امیر خان اپنی کتاب مین لکھی ہین جنکو مین عمداً بخوف طوالت ترک کر دیتا ہون - اِس سات برس کے
قیام مین سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ ہدایت ہوئی کہ
جسکا اثر اسوقت تک اُس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے -

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی مین پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی مین تشریف
رکھتے ہین اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسول خدا کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول
شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد مین پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول کا حاصل کیا

سید صاحب کے دوبارہ رونق افروز دہلی ہونے سے پہلے شاہ عبدالعزیز کا خواب دیکھنا

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ لے عبدالعزیز
تو یہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بیٹھ جا اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت
کا حال مجھ سے عرض کر پس جس کسیکو مین اجازت دون اُسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو مین منع کردون
اُسکو میرے پاس نہ آنے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازۂ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور
ہر ایک شائق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے پس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت
سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرما دیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روک دیا جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر
شرف زیارت سے مشرف ہوا اس خواب کی صبحکو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اجلہ خلفائے حضرت
شمس الدین شہید سے تھے تشریف لیگئے اور یہ رؤیا حقہ اُنسے بیان کرکے اُسکی تعبیر پوچھی حضرت غلام علی شاہ صاحب نے
اُسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ سے ثانی ہوکر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھو تب مولانا نے فرمایا کہ مین اس خواب
عجیب کی تعبیر آپکی زبان مبارک سے سُننا چاہتا ہون - غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص
مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسن صاحب سول نما کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے توجہ اور
ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلائق اس دیار سے موقوف ہوگئی تھی اب اس
خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلہ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس
سے مسدود ہے پھر جاری ہو جاویگا - مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرے خیال ناقص مین بھی اسکی تعبیر
ایسی ہی معلوم ہوتی ہے - ایک ہفتہ اس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہوکر
بدستور سابق مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوئے - اِن چھ برس کی محنت اور مشق مین جو آپنے بمعیت
لشکر نواب امیر خانصاحب عالم تنہائی اور جنگلون مین بہ لباس سپاہیانہ رہکر کی تھی ہر دو سلوک اپنے
کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہوگئے تھے کہ اُنکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑکر چکاچوند کئے دیتا تھا -
اب تو خلقت نے چارون طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہوگئی ؎
سینۂ صاف سے اُسکے ہو مجلی آئینہ + نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر + حق مین گمراہون کے تاثیر
جو کچھ ہے اُسکی - جوشش خون مین کرے کام ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تری تخلیہ تحلیہ + لاکھ
چلون سے بھی باطن مین نہوا تنا اثر - اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوہ پہ دم + ہون طلا جتنے ہین کہسار کے
سارے پتھر - ناخدا جوئے حقیقت کا ہے یہ کشتیبان . بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر + علم کو اُسکے مگر علم لدنی
کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے سمجھے وہ کسے مستحضر + مولانا عبدالقادر صاحب جو اُسی مسجد مین مقیم تھے اُنہین ایام
مین ایکروز مولوی عبدالحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور اثنائے گفتگو مین اسرار صلوٰۃ و حضور ی قلب کا

مولوی عبد الحی صاحب کا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کر حضوری قلب کی نماز سیکھنا

ذکر آیا مولانا عبد القادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق
مین بخوبی مذکور ہے مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اگر اس جوان
نووارد (یعنی سید احمد) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے تب مولوی عبد الحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوے اور آپکے حضور مین اس مدعا کو پیش کیا تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز
کی اسطور سے جانے کہ اللہ رب العزت نے اسکو تمام مخلوق مین بہتر یعنی خلیفہ کر کے پیدا کیا ہے اور
بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور غیر حاضری پر وعدہ سخت
عذاب کا فرمایا ہے اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اس دربار شہنشاہ حقیقی
کے ہون بجا لائے جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہالے اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر
اس دربار مین حاضر ہو۔ اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور
اسکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے معنی اور مضمون
اس سورت کا خیال کرتا جاوے اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے اور جو
مقام رحمت اور عنایت کا ہو اسکو خدا تعالی سے مانگے۔ پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات
کا دلمین کر کے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اس
شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چارون طرف سے اپنے رخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اسکی طرف متوجہ ہو اور جیسے
مونہہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف اصل اسکے کے یعنی حق تعالی کے جو پیدا کرنیوالا اسکا
ہے رجوع کرے پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونو ہاتھون کو کانون تک اٹھاوے اور دلمین یہ خیال کرے
کہ مین اسوقت سواے تیرے دونو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع لایا ہوا
اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونو ہاتھ باندھکر نہایت خشوع اور خضوع
سے مؤدب ہو کر کھڑا ہو اور دلمین خیال کرے کہ مین اس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہون اور وہ
رب العزت ہمہ جہت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی
توجہ سے دیکھتا ہے اور سن رہا ہے۔ اس خیال باندھنے کے بعد دعاے استفتاح پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہون تجھکو اے اللہ اور
ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوب بزرگ ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا
لائق عبادت کے نہین ہے۔ اب جسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے صادر ہوتے ہین اسی قدر
عنایت شاہی اس بندے پر نازل ہوتی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ حارج اور دشمن قدیم

ہے ہوشیار ہوکر زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (یعنی پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی شیطان مردود سے پھر کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا۔ پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ راہ انکی جنپر تو نے فضل کیا غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ نہ راہ انکی جنپر تیرا غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہونکی اسکے پیچھے آمین کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن کی پڑھکر اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرکے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک جاوے اور رکوع مین جاکر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور مونہہ سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا جب رکوع مین ایک کیفیت حضوری کی پیدا ہوجاوے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی سُن لی اللہ نے اُسکی بات جسنے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہوجاوے اور دلمین خیال جماوے کہ مین تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے مین جاوے اور سجدے مین سر رکھکر مونہہ سے بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمین خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے مینے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤن کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھدیا۔ اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سب مضمون ایک ہی بار عرض نہین کرسکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے سر اُٹھاکر جلسہ مین بیٹھ جاتا ہے اور مونہہ سے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ یعنی اے اللہ بخشدے مجھکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند کر درجہ میرا اور نقصان میرا دور کر۔ یہ کہکر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا زمین پر سر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال کرکے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند۔ اسکے پیچھے دوسری رکعت مثل اول رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد اسنے اس دربار عالی مین قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اسواسطے قعدے مین بیٹھ جاتا ہے مگر ایسے دربار عالی مین چپ چاپ بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے [illegible] بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگیان زبان کی اللہ کو ہین اور سب بندگیان بدن کی اور سب بندگیان مال پاک کی سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی اور خوبیان اُسکی سلام ہمپر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہین سب پر اور گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ سوائے اللہ کے کسیکی بندگی نہین اور گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ محمد بندہ اُسکا ہے اور رسول اُسکا ہے - قعدۂ اخیر مین یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد درود اور دعا معمولی کے اپنے دہنے بائین والے نمازیون اور فرشتون حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر دربار سے رخصت ہوجائے انتہی - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اسکے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہین ہوسکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کرسکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود امام ہوکر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نکردی اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہوکر دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نماز آپکے پیچھے مقتدی ہوکر پڑھی اور اُس دو رکعت مین تمامی اسرار اور حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مینے اُن دو رکعتون مین پایا ساری عمر مین اور ساری کتابون مین نہین پایا - ان دو رکعتون سے فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری کیفیت نماز اور فیض وبرکات سید صاحب کے سُناکر اور اُنکو ساتھ لیکر پھر یہ دونو بزرگ بخدمت بابرکت سید صاحب کے حاضر ہوے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دوہی رکعت مین اپنے مطلب اور مقصد کو پہونچگئے اور لکھا ہے کہ آپکو دوہی رکعت مین صبح نمودار ہوگئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن دو رکعات مین خانۂ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھون سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سراج علماء دہلی آپکے عاشقِ زار ہوگئے اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ مین بشمول طریقۂ محمدیہ کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسوقت سے تادمِ اخیر آپکی کفش برداری مین حاضر رہے اور آپکی پالکی کے ساتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا فخرِ دارین جانتے تھے - اِس بیعت ہوجانیکے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف طریقۂ چشتیہ مین آپکے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ مین چارون طریقون یعنی قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور چشتیہ مین بیعت لینے کا مختار ہون اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپکے یہان تشریف لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ ہوکر دیوانِ عام بادشاہی

کو جارہی ہے تب مین نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہان جارہی ہے اُسنے جواب دیا کہ
خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جارہے ہین کیونکہ آج اللہ رب العزت نے
دیوان عام بادشاہی مین اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے مین بھی یہ مژدہ سُنتے اِس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا
اور دروازہ دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہان دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہین دیتے اُسوقت مین حیران
اور پریشان ہوکر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا مجھکو وہان کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو
مینے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین رح وہان تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر
تشریف لیجائین اُسوقت مین نے دُور سے باآواز بلند پکارا کہ اے بادشاہ حقیقت اِس معتقد دیرینہ اور خادم کمینہ
کو بھی اپنے ساتھ لیجا کر زیارت دیدار الٰہی سے مشرف کرائیے تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کرکے
مجھکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے مینے اندر جاکر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال بارعب جلال دیوان
عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سوا اُس تخت نشین کے اور کوئی دوسرا آدمی اس مکان مین نظر نہین آتا
مجھپر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مین مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ مین جاکر
کھڑا ہوگیا بات کرنا تو درکنار مجھ مین اُسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نرہی اِس دہشت مین
میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی مین بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی
اسواسطے مینے مناسب جانا کہ بذریعہ اُس طریقہ کے بتوسل آپکے تقرب الٰہی حاصل کرون جب اِن دونو عالمان
سرتاج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہت سے کور باطن لوگون نے اِن دونو بزرگون پر زبان
طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم
ہوگئے بلکہ اُن اندھون نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپکے
مدارج علیا ظاہر ہوچکے تھے اُن کور باطنون کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال آپنے بیان کرکے سید
صاحب کی طرف رجوع کرنیکی ترغیب دی تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہوکر سید صاحب کے
مُرید ہوگئے اور بہت سے بدبختون کا عناد اور بھی بڑھ گیا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ‎ چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ ‌+ اب تو دور دور سے صدہا علما اور فضلا اور مؤمنین و مؤمنات آآکر آپکی بیعت سے مشرف
ہونے لگے کُل خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین ، و حافظ معین الدین
معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب معہ جمیع
خویش و اقارب خود آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اِن ایام مین سید صاحب کے سیکڑون مُریدون کو
مشاہدہ ذات باریتعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپکے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی

مولوی عبدالحی صاحب کا باری تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا

انہین دنون مین ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے مین کمال
اشتیاق تھی آپکی بیعت کرنیسے انکار کرتا تھا جب اُسکے دوستون نے اسکو بیعت سمجھایا تو وہ بولا کہ مین دیوان
حافظ مین فال دیکھو لکر دیکھتا ہون اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہین تو نہین خیر ایک مجمع عظیم
اپنے رفیقون مین سب اُسنے حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھکر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اول
صفحہ کی پہلی سطر مین یہ بیت نکلی بیت کجا ست صوفی دجال چشم ملحد شکل ⁂ بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید
⁂ فال نمونۂ حال دیکھکر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی بسبب عتاب الٰہی بہ الفاظ دجال
و ملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھکر اُسکی آنکھ کھل گئی اور بولا کہ حافظ نے
یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال پُر ملال عرض کرکے بیعت سے مشرف ہو گیا۔ اِن ایام مین بھی
آپکو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا اپنے حجرے کا دروازہ بندکرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے صرف نماز
کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھکر پھر حجرے مین چلے جاتے اِن ایام مین شاہ عبد العزیز
صاحب ہر ہفتے مین ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہان تشریف لاتے اُسوقت سید صاحب اپنے حجرے
سے باہر نکلتے اور دونو بزرگوار مثل آفتاب اور ماہتاب صحن مسجد مین کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور
بعد تشریف لیجانے مولانا صاحب کے آپ پھر حجرے مین تشریف لیجاتے۔ آپکا کھانا دونو وقت مولانا
صاحب کے گھر سے آتا تھا۔ اُنہین ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا علم و فضل بہی انوار
بیعت سید صاحب سے جلا پایا تو ایکروز مولانا شہید نے اپنے گھر مین دیکھا کہ عورتون نے بیوی کی صحنک
کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتین اُسکے کھانے کو بلائی گئین آپنے یہ کیفیت دیکھکر اُنکو
منع کیا اِس عرصے مین مولوی عبد القادر صاحب آپکے چچا بھی تشریف لے آئے عورتون نے مولوی
عبد القادر سے اِسکا مرافعہ کیا تب مولوی صاحب موصوف نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اسمٰعیل یہ تو فقط ایصال ثواب ہے اِسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوا هٰذِهٖ
اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنی اُنہون نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتے
ہین اِسکو وہی لوگ کھاوین جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کرین۔ اور فرمایا کہ یہ بیوی کا کونڈا بھی اچھوتا
ہے اسپر مرد کا سایہ تک پڑنے نہین دیتے اور اِن عورتون نے اپنے گمان سے اِسکے کھانے کے واسطے
اُن عورتون کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہوا ہو۔ مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی
سنکر خاموش ہو رہے اور باہر تشریف لیگئے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشون اور طالب علمون

مین تقسیم کرادیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہین کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحب کے ایکروز مین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میان اسمٰعیل جو کچھ نعمائے آلہی اور اطمینان باطنی فیض صحبت سید صاحب سے تمکو معلوم ہوا ہے بیان کرو مینے عرض کیا کہ اے حضرت مین مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کر سکتا ہون + چہ نسبت خاک را با عالم پاک مگر ہان اسقدر تو مین سمجھتا ہون کہ نظر کرم و احسانِ اتم پروردگار عالم کی سید صاحب کے اوپر ہے اور اسکا شکریہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو دو علم عنایت کئے ہین ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبد القادر صاحب ہوے دوسرا علم باطنی جسکے حامل حضرت سید صاحب ہین۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحب عاجزی اور فروتنی ظاہر فرمانے لگے اور پھر فرمایا کہ میان اسمٰعیل محبِ آلہی تو بہت ہین مگر محبوب آلہی بہت کم اور نایاب مینے عرض کیا کہ محبوب آلہی حضرت صلعم ہین تب آپنے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا مثل مرتبہ رسالت کے ختم نہین ہوا پھر مینے عرض کیا کہ محبوبِ سبحانی سید عبد القادر گیلانی ہین تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہین ہوا اور محب اور محبوبِ آلہی مین فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ بلا اور محنت اور رنج مین مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہین کرتا بلکہ اُسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسیطرح محبوبانِ بارگاہِ آلہی دنیا مین بھی لباس فاخرہ اور اطعمۂ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہین اور آخرت مین اس سے زیادہ پائینگے۔ بعد ذکر کرنے اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہرچند شاہ صاحب نے نام سید صاحب کا نہین لیا مگر اس تذکرہ محبوبان آلہی مین مشارٌ الیہ سید صاحب ہی تھے۔ اِس عرصہ مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ مقرر ہوے۔ اُنھین ایام کے حالات مین سے نواب وزیر الدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایاے وزیری مین لکھتے ہین کہ ایکروز اپنے حجرے مین لیٹے ہوئے سید صاحب کے خیال مبارک مین گذرا کہ نہ معلوم اس زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہین یہ خیال کرکے جناب باریتعالیٰ مین دعا کی کہ اُس بزرگ کا مجھپر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہوکر اُسی دم اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپکو آناً فاناً اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہونچا دے چنانچہ آپ بہت سے ممالک اور پہاڑون اور جنگلونکا تماشا دیکھتے ہوے ایکدم مین ملک شام مین پہونچگئے وہان جاکر آپنے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل ریش خورد نورانی چہرہ حسینی سید

سید صاحب کا قطب الاقطاب جہان سے ملاقات فرمانا

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جو اُنکے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریدون کو ساتھ
لیئے ہوئے باہر بیٹھے ہین مگر طرفہ یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب نہوئے تب
زبان قلب اور مکاشفہ سے آپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھکو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی
باریتعالی کے اور کچھ مقصود نہین ہے اور نہ آپکے فیض کا مین طالب ہون خداوند تعالی کا فضل مجھپر
بھی بہت ہے مگر باایں ہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہوئے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفاتی سے
گونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالی سے
سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور موکل نظر خلقت سے پنہان
اور آپکے سامنے عیان آپکی خدمت مین تعینات ہو گئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات
رہتے ہین جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے خیر بعد اس انعام تازہ کے جسطرح اللہ رب العزت
آپکو وہان لیگیا تھا اُسیطرح واپس لے آیا - کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت
دوبارہ آپکو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگیا اور اِس دفعہ اُس غوث زمان کو سید صاحب
کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کردی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی
مسند آرائے اُس عہدۂ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے اس سبب سے اِس مرتبہ یہ غوث
زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملے اور آپکے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باریتعالی
جل شانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جسکے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور
جب اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لیگئے تو اُن پہاڑون اور میدانون
کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہین پہاڑون اور میدانون کے اوپر سے اُس سفر ملک شام مین میرا گذر
ہوا تھا - انہین ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرمایا اُسکو دیکھکر بہت
مسرور اور محظوظ ہوئے اُسیوقت عتاب الٰہی آپکی طرف متوجہ ہوکر تادیباً ارشاد ہوا کہ اُن نعماء باطنی
کو جو ہمنے تجھ پر مبذول فرمائی ہین فراموش کر کے کسواسطے اِس ادنیٰ نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے
تو اسقدر خوش ہوا - مجرد دریافت اِس خطاب پر عتاب کے آپکو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے
ہو گئی اور فوراً بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کردیا اور بہت ندامت آپکے قلب صافی مین جائے گیر ہوکر
بعد استغفار آپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن نفرمائینگے اِنہین ایام کا ذکر ہے کہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ
علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت مین روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبد العزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل ہلکے سے مینہ کے ہوتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوندین ہوتی ہین اور سید
صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہارون کے بھکنی کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے اور
اُسی توجہ مین دونو قلبون کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے مضامین
سُنا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مُدت آپکو دہلی مین گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے
فیض اُٹھا لیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبون اور شہرون سے صدہا آدمی معہ خطوط آپکے بلانے
کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی مین آکر آپسے فیضیاب ہو سکتے ہین مگر ہمارے ہزارہا
خویش و اقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اس فیض عام مین شریک نہین
ہو سکتے تب آپنے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے پیش کر کے اجازت سفر
بیرونجات کی چاہی اُسوقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان و فرحان ایک دستار سیاہ اور
ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب
کو پہنا کر رخصت سفر کی دی۔ آپ دہلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے قصبۂ پھلت مین کہ جہان خویش
و اقارب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اُس خاندان کے
سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شرک و
بدعات سے توبہ کر کے موحّد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر اور لہاری و سہارنپور و گنگوہ و نکیسہ و
رامپور و بریلی و شاہجہان پور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میان دوآب مین دورہ کر کے خلائق کثیر
کو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اِسی سفر مین جب آپ بمقام کوپل رونق افروز
تھے ایک طالب علم اکبر علیخان نام شاگرد مفتی شرف الدین رامپوری نے سید صاحب کے قتل کا
ارادہ کر کے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپکے پاس اندر آنا چاہا ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب
اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اِسوقت
ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہووے اور اُسکو اندر آنے
دو غرض تھوڑی سی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپکے روبرو بیٹھ گیا اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا
کہ آپسے میرے کچھ سوال ہین آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو اِس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن
مین رعشہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپنے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اِس فرمانے سے اور تھرتھراہٹ
بڑھ گئی اور زبان مین لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اُسنے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھدی اور ہاتھ
پھیلا کر آپ سے بیعت کی اور بعد بیعت کرنیکے عرض کیا کہ مین بارادۂ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

کے روبرو بیٹھ کر میرا ارادہ بدلگیا اب مین آپکا بے دام غلام ہوکر کفش برداری مین حاضر ہون بعد بیعت کے
یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف مین حاضر رہا اور مُلک خراسان مین آپکے ساتھ ہی گیا اور وہان پہلی ہی جنگ
مین جو بُدھ سنگھ سکھون کے جرنیل سے مابین پشاور اور پنجتار کے ہوا تھا بہ بہت سے دشمنون
کو فی النار کرکے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا- مولوی مرتضیٰ خانصاحب کہتے ہین کہ جس ایام مین
آپ رام پور مین تشریف رکھتے تھے وہان بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی آپکا دستور تھا کہ آپ
باواز بلند طریقہ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ مین اول بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ مین بیعت لیتے تھے-
ایکروز حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والی رام پور نے سید صاحب سے پوچھا کہ آپ

طرق سلوک دوبار طریقہ محمدیہ مین بیعت لینے کی وجہ

اول چارون طرق سلوک مین بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ مین بیعت لیتے ہین اسمین بھید کیا ہے اگر یہ سب
طرق سلوک طریقہ محمدیہ سے ہین تو پھر دوبارہ طریقہ محمدیہ مین بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اُسکے جواب
مین سید صاحب نے فرمایا کہ اسمین بھید یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح
بتایا کرتے ہین کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یون لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال ہم
سکھاتے ہین کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور ان
طریقون کی نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقہ محمدیہ کو
ہم اسطرح پر سکھلاتے ہین کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق و فجور سے محفوظ رہونگا
اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگونکو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے
واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے
روزی حلال کما کر جورو بچونکا نفقہ ادا کرونگا مین خود روزی حلال کھاؤنگا حرامخوری سے بچونگا اس
نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہوجاتا ہے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ
سویرے اسواسطے سوتا ہون کہ راتکو اُٹھکر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا
بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھنکے اور اللہ
کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن مین طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا
اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقات واجب ادا کرونگا اور علم اس نیت سے
پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کرکے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگون
کو سکھلاؤنگا پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلیٰ ہذا القیاس اور نسبت اس
طریقہ محمدیہ کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے- ببین تفاوت رہ

از کجا است تا بہ کجا - یہ جواب باصواب سُنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب مین سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ
یہی ہے اور آپکا طریقہ محمدیہ مین بیعت کرنا بجا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طرق طریقت
مین آپکا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپکی اصل
تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقۂ محمدیہ کے تھی جسکی سبب سے اخیر مین آپ بیعت لیتے تھے - وہی مؤرخ
لکھتے ہین کہ کٹی بازخان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہوکر رات
دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اُسکو کچھ افاقہ نہوتا تھا ایک دن اُسکے ورثا اُسکو چارپائی پر
باندھکر سید صاحب کے حضور مین لے آئے چارپائی پر بندھا ہوا بھی اُچھلتا کودتا اور گالیان دیتا
تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تھوڑا پانی منگوایا اور اُسمین سے کچھ پیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو
پلوادیا جسوقت وہ پانی اُسکے حلق کے نیچے اُترا اُسیوقت اُسکے ہوش حواس قائم ہو گئے تب اُسکی
مشکین کھولدی گئین اور وہ اپنے پانوُ سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا - وہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا
ہے کہ مین سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس مین کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل
مین خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور
اب جو مین نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو میری بات بھی نہین پوچھتے مگر اللہ رب العزت نے
اُسیوقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کردیا آپنے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ
جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلان سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت
تعظیم تکریم کیا کریگا - پس اُس تاریخ سے حسب فرمودۂ سید صاحب کے جب مین وہ سورت پڑھکر نواب
صاحب کے پاس جاتا ہون تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہین بلکہ مجھکو اپنے سے علیحدہ
ہونے نہین دیتے - پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رام پور
مین بڑا اژدہام خلائق ہوا بعد نماز جمعہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ مین
صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگون پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم
صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے
اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہین مولوی عبدالحی صاحب نے
جواب دیا کہ جو باتین متعلق شناخت احکام اسلام اور امور وحی کے تھین اُنمین حضرتؐ کو سہو ہرگز نہوتا
تھا مگر بعض افعال عبادت مین کبھی کبھی آپکو سہو ہوا ہے بعد سُننے اس جواب کے مخالفون نے کچھ اسکی
تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کردیا پھر اُنہون نے کچھ اور دلیل پیش کی

اُسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کر دیا اِس عرصہ مین شیرِ خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید
بھی وہان تشریف لے آئے اُسوقت اُن مخالفون نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی
صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث مین آیا ہے وہ ہم
تمکو بتلا چکے اب تمکو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفون سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو مین تمکو سمجھائے دیتا ہون اُن اندھون نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہین
اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے اس عرصے مین نمازِ عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف چُپ
چاپ چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینون طالب علم غضبِ الٰہی مین مبتلا ہوکر تھوڑے
عرصے مین تباہ اور برباد ہوگئے تب مین نے جانا کہ بوجۂ مقابلۂ حق اور بے ادبی مُرشدِ برحق کے اُنپر عذابِ
الٰہی نازل ہوا۔ وہی مؤلف لکھتے ہین کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابرِ علماءِ رام پور سے تھے
سید صاحب سے بیعت کرکے ہرطرح کے فیض سے فیضیاب ہوے اور رام پور کی خلافت بھی سید
صاحب نے اُنہین کو دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہون نے
آثارِ رحمتِ الٰہی کے دیکھکر مجمع عام مین فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اِسوقت میرے کام
آگیا اور مین اپنی مراد کو پہونچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا
وہی مؤلف لکھتے ہین کہ جن ایام مین سید صاحب رامپور مین رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان
رام پور مین آئے اور اُنہون نے ایک بڑا دردانگیز قصّہ سید صاحب کے روبرو اِسطرح پر بیان
کیا کہ ہم اپنے اثنائے راہ ملک پنجاب مین ایک کنوے پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیا ن
یعنی سکھون کی عورتین اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہین ہم لوگ دیسی زبان نہین جانتے تھے ہمنے اپنے
مونہون پر ہاتھ رکھکر اُنکو اشارون سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلادو تب اُن عورتون نے اِدھر
اُدھر دیکھکر پشتو زبان مین ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلانے ملک اور بستی کے رہنے والے
ہین یہ سکھ لوگ ہمکو زبردستی پکڑلائے اور سکھنیان بناکر اپنی جورو مین کرلیا ہے۔ یہ سنکر ہمکو بہت رنج ہوا
کہ مسلمان عورتین جبرًا اسطرح سے کافر بنائی جاوین اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو
کہ اِنکو اُنکے اِس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین عنقریب سکھون سے
جہاد کرونگا۔ پھر وُہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور مین سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا مینے
اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کردو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو مین آپکا شجرہ ضرور
نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلاحکم و اجازت سید صاحب کے مین آپکا شجرہ نظم

نہین کرسکتا مین نے سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کرکے شجرہ کے نظم کرنیکی اجازت چاہی تب
سید صاحب نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو اسقدر کافی ہے کہ یہ جان لیوے کہ مین فلان شخص کا
مرید ہون اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہین ہے جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ
کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کرلیا کرو - وہی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور بعارضہ
تپ لرزہ مین سخت بیمار ہوا بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزون کو میری طرف سے مایوسی ہوگئی
تھی اُس حالتِ مایوسی مین مینے ایکدن سید صاحب کو خواب مین دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا
کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالی اب تجھکو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سید صاحب
کے مین اُسی دن اچھا ہوگیا اپنی صحت یابی کے بعد جب مین سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو
یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپ سے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپکو خبر ہوگئی تھی آپنے
بآوازِ بلند اُسکے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی
شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بناکر خواب مین بلکہ بعض وقت بیداری مین
بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوادیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار مین ہے - رام پور سے رخصت
ہوکر آپ ممالکِ میان دواب مین ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت
لوگون کے رگ و ریشہ مین بیٹھا ہوا تھا آپکے مخالف ہوکر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک سالدار کو سید صاحب سے عداوت قلبی ہوگئی تھی وہ ہمیشہ
سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر مین رہتا تھا بمقام فتحپور ہنسوا رسالدار مذکور مسلح ہوکر بہ ارادہ قتل سید صاحب
مدظلہ آپکے مکان پر آیا اور ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا
تا کہ فوراً آپکا کام تمام کردے سید صاحب کے ہمراہی لوگون کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا - سید
قاسم نصیرآبادی جو آپکے قرابت دارون مین سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح اس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ
رسالدار یہان آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو مین اُسکو یہین قتل کردونگا - اپنے ساتھ والون کے ارادہ کی خبر
سید صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھرک کر فرمایا کہ اُس سے
کوئی مزاحمت نکرو بلاتکلف اندر آنے دو اُنہون نے بہ تعمیل حکم اُس جوش خروش مین اُسکو اندر جانے دیا
غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب
نے اول اُسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھکر بہت
شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا معانقہ کرنیکے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

پڑا رہا جب اُسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتیار کھولکر پھینکدئے اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ فاسد تھا مگر اب اِس ارادہ سے توبہ کرکے آپکے غلاموں مین داخل ہوتا ہون ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپکے جان نثارون مین داخل ہوگیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا عامی جسکے نصیب مین روز ازل سے سعادت لکھی تھی اگر آپکی بیعت سے انکار کرتا یا ارادہ مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالےٰ آپکے فضائل سے اُسکو ملہم کردیتا چنانچہ بہتیسے آدمیونکو (میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ مین) اللہ تعالیٰ نے خواب مین آپکے فضائل سے مطلع کرکے آپکی بیعت مین داخل ہونے کی راہ آسان کردی تھی چنانچہ اس قسم کے بیسیون واقعہ مورخون نے لکھے ہین جنکو مین نے بخوف طوالت ترک کردیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔

یہان یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان مین ساٹھا یعنی سمبت ۱۸۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا دکھن مین مرہٹون اور انگریزون مین جنگ ہورہی تھی پنجاب مین رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب برسر زور تھا ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا مارے بھوکھ کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک سو آدمیون سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیون کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈون مین اُسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جاے اُسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھوکر یہ دعا مسنونہ اَللّٰهُمَّ زِدْ فِيْهِ وَبَارِكْ فِيْهِ پڑھتے تب بحصۂ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہوجاتا یا بڑے بڑے چوڑے برتنون پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکٹھے ایک ساتھ بیٹھکر کھالیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر اُسمین ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہوکر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہوجاتا تھا ؛

آپ اسی دورۂ میان دواب مین تھے کہ آپکے مکان رائے بریلی سے آپکے بھائی سید اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپکو پہونچی اب سید صاحب کو واسطے عزا و عذر خواہی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہان سے بجانب وطن آپنے مراجعت کی ۔

صاحب مخزن احمدیہ لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ وطن مین تشریف لائے اُسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط سمبت ۱۸۶۰ بکرم موجود تھا وطن مین آپکے ساتھ قریب ستر اسی آدمی کے تھے اور پندرہ ۱۵ سولہ ۱۶ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک سو آدمیونکا نان و نفقہ اسوقت آپکے ذمہ

کل

(حاشیہ: قحط کے زمانہ مین سید صاحب کے قافلہ پر برکت کا نازل ہونا)

(حاشیہ: سید صاحب کا اپنے بھائی اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر رائے بریلی جانا)

قافلہ کی عسرت اور بارش بند ہونے کی دعا کا قبول ہونا اور غیب سے خرچ پہونچ جانا

تھا وطن مین پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی تھی اور آپکے گھر مین کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے
اِس انبوہِ کثیر تسو نفر روزانہ کا اہتمام ہو سکے اِس سبب سے اِن ایام مین بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی آپکے
وطن مین پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہوکر مینہ کا تار بندھ گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ
ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھولدئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد مین چراغ
بھی نہ جلتا تھا۔ مولوی سید محمد لکھتے ہین کہ انہین ایام عسرت مین مجھ سے صبر نہ ہو سکا قریباً ایک پہر رات
کے بسبب شدت بھوک کے مین اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد مین آیا اُسوقت سید صاحب مع چند مردمان
خاص کے مسجد مین رونق افروز تھے مینے اُسی حالت تاریکی مین مسجد والون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ
یارو کیا حال ہے مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے میرے نزدیک آکر فرمایا کہ یہان تو تجلی بے رنگی نے اپنی روشنی
کھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اُس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرماکر اور میرا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھلا لیا مین نے ٹھیک
دیکھا کہ ابوابِ سرور اور شادمانی کے اہلِ مجلس پر کشادہ ہین اور غم واندوہ زمانہ سے بالکل بے خبر مگر
مجھ مین مادہ حصول اُس سرور وشادمانی کا مطلق نہ تھا مینے تو مثل اندھون کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت
سید صاحب کا دامن پکڑکر رونا شروع کیا آپنے سبب اِس گریہ وزاری کا پوچھا مینے عرض کیا کہ میرے
بچے خورد سال اور میری عورت اور خود مین سب بھوک سے مرے جاتے ہین آپ صابر شاکر اور متوکل
ہو آپ پر اِس عسرت کا کچھ صدمہ نہین ہے مگر ہم دنیا دارون سے تحمل اِس تکلیف کا نہین ہو سکتا
آپ برائے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہوجائے تو راستے کھل جاوین اور کھانے پینے
کا سامان میسر آئے اُسوقت سید صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یارون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اِس خودرفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دعا کرو غرض بموجب ارشاد سید
صاحب کے سب یارون نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع وانکساری دعا کرنے لگے اور یارِ
آمین کہتے جاتے تھے ایکساعت آپکے ہاتھ اُٹھانے کو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُڑگیا اور چاند اور
ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یارون کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپنے سجدے
سے سر نہین اُٹھایا تھا کہ دو مسافرون نے دریائے سئی کے (جو زیرِ مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا
شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لائیو اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سنکر صحنِ مسجد مین تشریف لے آئے اور کنارے
مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان سے آئے اُسکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا کہ ہم
دو آدمی مرسلہ سید محمد یٰسین داروغہ توپخانہ انگریزی مرید حضور کے ہین اور واسطے کرنے بیعت کے حاضر ہوئے
ہین حضرت نے ایک ہوشیار آدمی کو جو فن ملاحی مین طاق تھا فوراً روانہ کردیا وہ اُسیوقت اُن دونو آدمیون

کو پار لے آیا - وہ دونو آدمی پانی سے بھیگے ہوے تھے اُنہون نے مسجد مین پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفی مرسلہ سید محمد لیسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اسیوقت مجھکو بلاکر اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبر یہ لے اور اپنا کام چلا مینے عرض کیا کہ اِن روپیون کو لیکر کیا کرون مجھکو تو کھانا چاہیے تب حضرت نے دو آدمیون کو تین چار روپے دیکر بازار کی طرف بھیجدیا وہ بازار سے کھچڑی لے آئے - غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑون مین تقسیم ہوگئی - دوسری فجر کو جب مین مجلس مبارک مین حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑکر فرمایا کہ اے بے صبر اب بھی کھانے کی حاجت ہے مینے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپکی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے تب آپنے فرمایا کہ اے پست ہمت تجھکو تو اِن چند روپیون کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھکو تو ساری عمر اُس رزاق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے اگر ریگستان سندھ یا وادی عرب مین جہان دانہ پانی کا نام ونشان بھی نہین ہے ہفت اقلیم کے کُل آدمیون کو ساتھ لیکر رہون تو بھی وہ رزاق اپنے فضل عمیم سے آبادی سے زیادہ وہان بھی ہمکو رزق پہونچاویگا - اسی کے مصداق مولوی **مرتضی خان** صاحب لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات کا سبب نہین بلکہ یادِ الٰہی میری زندگی کا باعث ہے اگر مین یادِ الٰہی سے ذرا بھی غافل ہوجاؤن تو ضرور میرا دم نکل جائے - اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہین کہ باانہمہ تن و توش اور قوت اور شجاعت کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور بوجہ کم خوری کے آپکی قوت اور صحت اور شجاعت مین کچھ فرق نہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یادِ الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت وشجاعت کی تھی وہ آپ ہروقت نوش جان فرماتے رہتے تھے +

جب اس قحط سالی مین آپکے لوگون کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبتِ فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جدِّ امجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور تنِ تنہا آپنے وہان بیٹھکر ایک تھیلی اپنے دستِ مبارک سے سی اور بعد زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی **محمد یوسف** صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جاے اُسمین ڈالتے رہو اور اُسکا حساب مت رکھو اور نہ کبھی اُسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اُسمین سے خرچ کرتے جاؤ اللہ ربّ العزت برکت دیویگا - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے تمام لشکر پر کبھی خرچ کی تنگی نہین ہوئی - مولوی **محمد یوسف** صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ

روپیہ کے قریب تھیلی مین موجود ہوتے ہوتے مہینے صدہا اور ہزار ہا روپے مرّۃً بعد اخریٰ اُسمین سے نکالکر خرچ کئے مگر تھیلی کبھی خالی ہوتے نہین پائی +

سید علم اللہ صاحب کی اولاد کے واسطے دعا فراخی رزق کرنا

جب اسطرحپر آپکی ذات بابرکات سے برکتون کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردمان اولادِ سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپکی بعیت سے مشرف ہوچکے تھے آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہمنے اپنے آبا واجداد سے سُنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے جدامجد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ نے بہت دفعہ جنابِ باری مین یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی مین رکھنا اور دنیا کو اُنپر فراخ نکرنا تاکہ بوجہ فراخی دنیا کے تیری نافرمانی مین نہ پڑجائین - اور ہمارے خیالِ ناقص مین وہ دعا حضرتِ مرحوم کی ہمارے حق مین قبول ہوگئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر وفاقہ مین رہتے ہین اور آپکا درجہ اللہ رب العزت کے حضور مین ہمارے جدامجد سے بڑھا ہوا ہے آپ براے خدا ہمارے واسطے دعا فرمائین کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عُسر یُسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر فاقہ سے نجات پائین سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سُنکر فرمایا کہ ہمارے جدامجد کی یہ دعا محض بنظرِ خیر خواہی ہم لوگون کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بہ سببِ اختلاطِ دنیا اور دنیا دارون کے عتاب الٰہی مین نہ پڑجاوین اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیون مین نہ ڈال دیوے - اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکا عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیون اور رسوماتِ اہل ہند مین پڑکر اپنے کو موردِ عتابِ الٰہی کا نکروگے تو مین تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کرون اُسیوقت کل مردمانِ برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودہ حضرت کے پکا عہد وپیمان کیا تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جدامجد کے مرقد مبارک پر مع جمیع مردمانِ برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمہارے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے - اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے قبولیت کا اثر ظاہر ہونے لگا - بہت سے آدمی آپکی برادری کے حسبِ لیاقت خود سرکارِ لکھنؤ مین جاکر نوکر ہوگئے - اور یہ بھی اُسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے عہدون پر سرکار ٹونک وغیرہ مین نوکر ہین +

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حینِ قیامِ بریلی کے آپ پر جادو بھی کر دیا تھا جسکے سبب سے قریب بیس[۲] روز کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہوا اُسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضنے ایک رویائے صادقہ مین تشریف لاکر معوذتین یعنی ہر دو سورہ اخیرہ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا اُسکے پڑھنے سے آپکو صحت ہوگئی +

سید محمد اسحاق صاحب آپکے برادر کلان کی بعد اُنکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاء ہند نکاح ثانی

کرنے سے متنفر تھیں کیونکہ ایک مُدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندوٗون کے شرفاءِ اہل اسلام مین بھی جاگھسی
تھی بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب
کو منظور ہوا کہ اول اس رسم مسنون کو اپنے گھر مین جاری کرکے پھر سارے ہند مین اُسکو پھیلا دیوین مگر چند
صدیون گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگون کی نظرون مین جاگزین ہوگئے تھے
اس امر مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کئے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو انہون
نے اول منظور نہین کیا - آپ اسی کوشش اور فکر مین تھے کہ آپنے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک بڑا
بھاری گٹھا لکڑیون کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہین مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی
اُسکو اُٹھا نہین سکتا - اُس جگہ وہ بیوہ محترمہ بھی موجود تھین سید صاحب نے بعجز و انکسار اُنسے کہا کہ اگر ذرا تم
مدد کرو تو مین اس بوجھل گٹھے کو اُٹھاکر گھر مین لیجاؤن اول تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے
انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہون نے منظور فرماکر اُس گٹھہ کو اُٹھوا دیا اور
دونو صاحب یعنی سید صاحب اور اُنکی بھاوج شریفہ اُسکو اُٹھاکر گھر مین لیگئے اس خواب کی صبح کو بعد
اداے نماز فجر کے حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب کو بُلاکر فرمایا کہ آج توجہ دینا
اور سب دوسرے کام موقوف رکھو مین نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم
ہوتا ہے کہ مین اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر اس رسم قبیح کو اُٹھوا دونگا - اِسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ
مین تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھین جمع کرکے بہت
دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپنے فرمایا کہ اے مؤمنات مسلمانی اسی
کا نام نہین ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا - اور مسلمانون
کی مروجہ رسمون کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسون اور محفلون مین شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی
احکامات آلٰہی کی دل وجان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہووے
تو بھی بخوشی وخورمی اُسکو بجالانا - شریعت مین جو چیزین منع ہین اُنسے بچنا اور دُور رہنا اور اگر کسی منہیات
شرعی کا دل مین خیال بھی آوے تو مُدتون تک اُس سے توبہ استغفار کرنا چنانچہ اُنہین احکامات آلٰہی
مین سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس فعل
سُنّت کو ہندوستان کے لوگون نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کر لیتی
ہے اُسکو بازاری کسبیون کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہین ایسے مسلمان
سراسر آنکھون سے اندھے اور زندہ درگور ہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم (جنمین سواے حضرت عائشہ کے سبنے آپسے نکاح ثانی کیا تھا) معاذ اللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہین - اسکے بعد آپنے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی بھپی بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھین مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپسے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھائی اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سُنّتِ مردہ کو زندہ کراوین اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ مین تعمیل اس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہین چاہتا کیونکہ میرے گھر مین میری بیوی بکمال حسن و جمال و عصمت موجود ہے بلکہ اس کوشش سے مجھکو منظور ہے کہ اجرائے اس سنت مردہ کا میرے گھر سے شروع ہوکر تمام ملکِ ہند مین جاری ہو جاوے - چند روز کے بعد حسب منشاءِ اُس رویا حقہ کے وُہ مخدومہ مکرّمہ نکاحِ ثانی پر راضی ہوگئی اور ملکِ ہندوستان مین یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا - اِس نکاح کے تیسرے روز آپنے دو تین محرران تیز نویس کو بُلا کر ایک عریضہ بخدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مشعرِ اطلاع اِس نکاحِ ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اُسکے نواح مین اور ایک ایک خط اِسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء و مریدان خاص ہر اطراف ہند مین تحریر کرا کے روانہ کرا دیے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل مین مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا (جو نہایت کم سن تھین) مولانا عبد الحی صاحب سے نکاحِ ثانی ہوا - یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانون مین ہوا اُسکے بعد تو ہزارون رانڈون کے نکاح ہو گئے کہ اُسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہوکر ابتک آپکے مریدون اور خادمون مین بدستور جاری ہے گو آپکے مخالف اسوقت تک بھی اِس نعمت سے محروم ہین ✦

نصیر آباد کے شیعون کا بلوہ و فساد کرنا

قصبۂ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے اصل مسکن قدیم سید صاحب کے آبا و اجداد کا ہے اور اُس قصبہ مین چار محلے ہین تین محلون مین حضرات شیعہ رہتے ہین چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اُسی قصبہ کے باشندے تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے - جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزار ہا سُنّی اور شیعہ اہل سادات سے آپکی بیعت سے مشرف ہوے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُنسے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزورِ حکومت یہ انتشارِ ہدایت اِس نواح سے بند ہو جانے - اِس مابین مین کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے بر آنے کا موقع سمجھ کر اپنے توابعین شیعان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو بتاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم مین جہانتک ہو سکے سنیون کے محلے مین جاکر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو مانع ہو اُسکو بلادریغ تہ تیغ کر دو پس ضرور ہے کہ سید احمد واسطے اعانت اپنے سنی بھائی بندون کے نصیر آباد کو آویگا تب مین اپنے طور پر اس مقدمہ کو

والی لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کر دونگا۔ شیعان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے پیر و
مرشد کا پاکر سنیون کے محلے مین پیغام بھیجا کہ آٹھوین تاریخ محرم ہمارے ماتم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز
تمہارے محلے مین سے نالان وگریان تبرا کہتے ہوے باد ف وچنگ وبآواز ڈہل ومردنگ گذرینگے اگر تمکو سنا
تبرا اور آواز ڈہل ومردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھرون مین اُسدن چُپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایکروز کے واسطے
مع زن وبچہ باغات شہر مین جاکر قیام کرلو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور
کرینگے اور جو کوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزاے سخت دیوینگے۔ بیچارے سنی اس خبر
کو سنکر نہایت حیران ہوے اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو اُنہون نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت مین
بریلی کو روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعون کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور مین کہلا بھیجا۔
سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اُس قاصد کو بتاکید اکید کہدیا کہ اُنکو اپنے محلے مین ہرگز نہ آنے دو انشاء اللہ
تعالی ساتوین تاریخ کی شام کو مین خود بھی مع اپنے رفیقون اور مریدون کے اُنکی اعانت کے واسطے وہان
پہونچونگا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تو شروع ایام شباب سے اپنی جانکو اللہ کی راہ نذر کرنیکو پھرتا ہون شاید
وہان ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر سنیون کو ہوئی
تو اُنکی جان مین جان آگئی۔ اِدھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب آپکی تیاری کی خبر ساکنان
بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپکے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی
آپکی روانگی سے ایکروز اول مسلح ہوکر در دولت پر حاضر ہو گئے۔ ساتوین تاریخ کی شام کو آپ نماز عشا رائے بریلی
مین پڑھکر مع رفقاء خود نصیر آباد کو روانہ ہوے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہان پہونچگئے۔ آپنے وہان جاکر
دیکھا کہ فرقہ مخالفین تیاری نشان وعلم وپنجہ وغیرہ آلات بدعات ولہو ولعب اور خرافات مین مصروف تھا۔
اور بیچارے سنی سید صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے نا امید ہوکر اپنے بال بچون کو آخری
وصیت کرکے بعد غسل ووضو ہتیار باندھے ہوے جان دینے پر مستعد دعا اور مناجات مین مشغول تھے۔ گروہ
مخالفین کی عورات اپنے کوٹھون پر چڑھی ہوئی کمال فرحت اور سرور سے بآواز بلند تبرا کہہ کہکر تعزیون اور
نشان وعلم اور حضرت حسنین سے مدد مانگ رہی تھین۔ اِدھر عورات سنیہ اپنے مصلون پر بیٹھی ہوئین
نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع وزاری وخضوع وانکساری اس فتنہ سے نجات پانے کے واسطے جناب باری
مین دعائین کر رہی تھین۔ اُسوقت ایکبارگی صداے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا
تھا سوتون کو جگا دیا اور دونو فریق اِس ناگہان صداے بلند اور باہیبت کو سنکر دریاے حیرت مین غرق
ہو گئے اور دونو فریق کے آدمی اُسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہان جاکر دیکھا

کہ بقدر دو ہزار سوار پیادے مسلح با سلاح جنگ جنکے پیشرو امیر المؤمنین سید احمد صاحب ہین تکبیر کہتے ہوئے
شادان و فرحان چلے آتے ہین - اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر سُنّی تو مُردہ سے زندہ ہو گئے مگر گروہ مخالفین
یہ کیفیت فتوحِ غیبی و نصرتِ لاریبی سُنّیون کی دیکھکر زندہ درگور ہوئے اور حیران پریشان روتے
پیٹتے اپنے اپنے گھرون مین جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھون کی چھتون پر چڑھکر یا امام
یا حُسین کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے سید صاحب مع لشکرِ مجاہدین اول جامع مسجد قصبہ
نصیر آباد مین تشریف لیگئے اور وہان جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا - پھر سید صاحب نے
سب سُنّیون کو بُلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نکرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی
بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا - بعد اسکے ایک مُسن اور فہمیدہ آدمی کو رؤسا کے
اور سرگروہانِ مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو میں مہمان ہون اگر براہِ برادر نوازی و مسافر
پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہان تشریف لائے تو کرم اور عنایت سے
بعید نہوگا اور اگر آپ صاحبونکی تشریف آوری مین کچھ حرج کار ہو تو مجھکو اجازت ہو جائے مین ہی حاضر
خدمت ہوکر بھائیون کی ملاقات سے مشرف ہون - جب قاصد یہ پیام لیکر اُنکے پاس پہونچا تو وہ
منکر رسولون کے نہایت آشفتہ اور گرم ہوکر اُنہون نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری
عین تعزیہ داری اور ماتم داری مین آکر جو حارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور
حسن حسین کہتے ہوئے لکھنؤ کو جاتے ہین اور بذریعۂ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضورِ بادشاہِ وقت
والی لکھنؤ کے پہونچاکر سزاء اِس حرکت کی تمکو اور تمہارے دوستون کو ایسی دلوائینگے کہ جو قیامت
تک یادگار خلایق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑین - اِسکے بعد باآوازِ بلند واویلا
اور واحُسینا کہتے ہوئے ننگے پاؤن ننگے سر چادر کو بطور کفنی گلے مین ڈالے ہوئے دو تین علم اور دو تین
ہلکے ہلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ رؤسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہو گئے اور باقیماندہ شیعون کو تاکید کہہ
گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلاوے اور نہ کوئی بہ آوازِ
بلند یا امام یا حسین کہے - صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کی قدم
کی برکت تھی کہ وہ رسمِ بد تعزیہ داری کی جسمین ہزارون افعال شرک و کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود
شیعون نے اِس سال بند کردیے نصیر آباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری
منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعۂ اخبار نویس جالیس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی
من وعن پہونچ گئی اُسنے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کرکے انتظام

کرنیکا حکم دیا - مدار المہام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر تشریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان افسران فوج کو (کہ وہ دونو سنی اور ایک انہین کا مرید خاص سید صاحب کا تھا) بلا کر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سے چالاک اور ہوشیار سوار و پیادہ ہمراہ آخون زادے کے دیکر واسطے مدد سید احمد صاحب کے بہت جلد نصیر آباد کو روانہ کردو اور بارہ ہزار روپیہ اپنے خزانۂ خاص سے واسطے خرچ اس فوج کے انکو دیدیا اور آخون زادہ کو (کہ وہ بھی سنی تھا) نواب صاحب نے تنہائی مین بلاکر کہدیا کہ سید احمد صاحب کو بعد سلام میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ ان رافضیون کے قتل اور ہتک حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا مین ہر طرح سے آپکا مددگار ہون اور جسقدر خرچ آپکو درکار ہو آخون زادے سے لیلینا اور میری طرف سے کچھ اندیشہ نکرنا - اس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدار المہام بھی شیعہ تھا مگر ایسا حکم دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگم صاحبہ زوجۂ والی لکھنؤ کی جاگیر مین تھا اور مدار المہام صاحب اور بیگم صاحبہ مین عداوت قلبی تھی اسواسطے نواب صاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر مین کوئی سخت فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزون کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ سے اسکی کیفیت طلب کرینگے اور نواب صاحب والی لکھنؤ اسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو مین اُس وقت موقع پاکر یہ کہونگا کہ اس فتنہ فساد کے فرو کرنیکا سوائے اسکے اور کوئی علاج نہین ہے کہ جاگیر ضبط فرماکر بیگم صاحبہ کا کچھ نقد گذارہ مقرر کردو - غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیون اور علم وغیرہ کے راستے ہی مین تھے کہ آخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہوگیا اور آخون زادہ ابھی راستے ہی مین تھا کہ یہ پیام معتمد الدولہ کا جو بذریعہ آخون زادہ کے سید صاحب کو بھیجا گیا تھا افواہاً نصیر آباد مین مشہور ہوگیا اس سبب سے بہت سے سُنی باشندے دیہات قرب وجوار نصیر آباد کے ہر قسم کی [illegible] واسطے مدد [illegible] کرنے شیعون کے نصیر آباد پہونچگئے - اسوقت ہزار ہا سوار و پیادہ چارون طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوئے پڑا تھا - اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزار ہا من رسد روزانہ چاہیئے مگر سید صاحب [illegible] ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دعا برکت فرماکر اُسمین سے تقسیم کرنیکا حکم دیتے اُس چادر کے نیچے سے صبح سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزار ہا خلقت کھاکر سیر ہوتی [illegible] لشکر مین کھانا کھانیکا اکثر دستور یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے کونڈون مین [illegible] بیس آدمی ایک ساتھ اکڑون بیٹھکر کھاتے تھے اور خود سید صاحب بھی اُس [illegible]

اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھا چکے تھے حضرت سید صاحب نے بوجہ کسی عذر کے کھانا نہین کھایا تھا اسواسطے سید صاحب کا حصہ ایک رکابی مین نکالا ہوا [illegible]

مولوی عبدالباسط صاحب کو حرف قاف ادا ہونا

کے ایک طاق مین رکھا تھا کہ اُسوقت مولوی عبدالباسط صاحب جائسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لے آئے خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا۔ مولوی عبدالباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوے مولوی عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف قاف ادا نہین ہوتا تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاءاللہ تعالیٰ حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی مین باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب بول اُٹھے کہ حضرت حرفِ قاف مجھسے ادا ہونے لگا ✦

خیر اس عرصے مین آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد مین پہونچگیا اور سب سے اول جا بجا جاکر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالان وگریان ڈھول بجاتے ہوے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ مین پہونچکر حضرت مجتہد بانی فساد سے ملاقی ہوے مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سنے ہوے تھے اب اپنے شیعہ بھائیون سے اُسکی تفصیل سنکر فوراً نواب معتمد الدولہ کے مکان پر تشریف لیگئے اور خوب نمک مرچ لگا کر اس قصہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجائیے اور اپنے گھر مین آرام کیجیے یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد مین ملبند ہوئی ہے خدا کرے اُس سے مین اور آپ اور یہ ریاست محفوظ ہے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ مین اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سنکر چپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعون سے کہدیا کہ جسطرح ہوسکے تم نصیر آباد جاکر سُنیون سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کر کے اپنی تقصیر معاف کرالو کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سنکر اب اصلی اور حقیقی طور پر اندوہگین اور غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے جب آخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُنکے واپس آنیکی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدون کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تمکو حوالہ سُنیون کے کر دیا جاوے چاہے وہ تم سے صلح کرین یا تمکو ہلاک کرین اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اسکے اُن سب کو مثل قیدیون کے زیر حراست کر کے سید صاحب کے حضور مین بھیجدیا۔ اب تو شیعون کی گویا نانی مر گئی نہایت عاجزی سے روتے ہوے سید صاحب کے پانو پر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے برادر پرور کرم گستر ہمنے اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائین تب سید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ مشتمل اوپر اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھکر سب اُسپر مہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مہر بھی اُسپر کراؤ تب اُنمین سے ایک کاغذ کو تو مین لکھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا وہ لوگ فوراً دو کاغذ

مزین بمہر و دستخط رؤسا و قاضی و مفتی کے تیار کر کے حضرت کے پاس لے آئے آپنے اُسی وقت ایک کاغذ بخدمت نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کر دیا اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا پس اس آتش فتنہ کو اس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کر کے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ؞

جب آپ بریلی مین پہونچگئے تو ایک نیاز نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اس مضمون کا سید صاحب کو پہونچا کہ آوازۂ وعظ اور تذکیر اُس روشن ضمیر کا عالمگیر ہو رہا ہے اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور خاصکر اس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہوگا بعد پہونچنے اس عریضے کے سید صاحب بمعیت مولانا محمد اسماعیل و مولانا عبد الحی صاحب اور ایکسو ستر آدمیو کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوے اور شاہ پیر محمد علیہ الرحمہ عرف پیرن شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوے لکھنؤ مین بھی مثل اور شہرون کے ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - آپکے وہان پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد مین نہین سما سکی آس پاس کے مکانون اور دیوارون اور چھتون پر لوگ چڑھ گئے اُسدن بہت سے علماءِ فرنگی محل (جو ایک مشہور مکان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہدِ وقت کے باراده بیعت آپکی خدمت مین حاضر ہوے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبد الحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا اُنہون نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ الآیۃ تک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا - اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت مین ہوگئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری تھا اور اس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علما اور فضلاء فریقین (یعنی سُنّی و شیعہ) جو صدہا حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوتِ بیانیہ کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس فاضل عصر اور علّامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی مین طے ہوئی اور اس وادی کا راہ آج تک ہمکو نہین ملا اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑ کر ساری عمر برباد کر دی غرض اسی آیت مذکورۂ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا - اثناءِ اقامت لکھنؤ مین نواب معتمد الدولہ نائب سلطنت نے آپکی دعوت کر کے بہت عجز اور انکساری سے آپکو اپنے گھر بلایا - حضرت سید صاحب مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبد الحی صاحب اور دو تین خاص لوگون کے بوقتِ شب نواب معتمد الدولہ کے یہان تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس مین رونق افزا ہوے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عمائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کئے مولوی عبد الحی صاحب نے حضرت سید صاحب

سے اجازت لیکر اول ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر ایسی عمدگی سے اسکی تفسیر اور تشریح کی
کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس مین حاضر تھے آفرین اور تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور سب نے تناول طعام
نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا - قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی
سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد **اشرف** صاحب سرتاج علماء فرنگی محل جو معقول و
منقول مین مشہور اور فطانت اور ذہانت مین معروف تھے بوجہ اُمی ہونے سید صاحب کے آپکی بیعت سے
پرہیز کرتے تھے آخر جب اُنکا بھی نصیب چمکا تو انہون نے مولوی **ولایت علی** صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی
کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول و منقول تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحب
کے آپکی خدمت مین بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین آپسے ملاقات کرنا چاہتا ہون جب یہ پیغام
سید صاحب کو پہونچا تو آپنے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور کرلیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت
دی اگلے روز مولانا محمد **اشرف** صاحب بمعیت مولوی **ولایت علی** صاحب علیہما الرحمۃ وقت مقررہ
پر حضور مین حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان مین آپکی ملازمت سے مشرف ہوئے اُس مکان مین سید صاحب
اور مولانا محمد **اشرف** صاحب اور مولوی **ولایت علی** صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب
نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت مآب کو وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کامل دو گھنٹہ تک اسکا بیان فرمایا اور
اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤن سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی **صاحب** مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی غرض جو کچھ آپنے وہ بیان کیا کہ مولوی
محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سُنا تھا اور نہ کسی کتاب مین دیکھا تھا وہین
محو ہوگئے اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اِن دونو عالمون نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپکے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری ناسمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے ملاقات تنہائی کی درخواست کی
تھی اب معاف کیجئے اور ہمکو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمایئے - **صاحب** مقالات طریقت یہ بھی لکھتا
ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز مینے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی رات
کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو جو فیض و برکت اِس
بیعت سے مجھکو حاصل ہوئے مین اُسکا بیان نہین کرسکتا **سب** مؤرخ اِسبات پر متفق ہین کہ آپکی بیعت
یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت کی تھی کہ بیعت کرنیکے ساتھ ہی آدمی کا رنگ
ڈھنگ بدل جاتا تھا فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم مین متقی اور ولی ہوجاتا تھا اور خمِ محبت الٰہی

مولوی محمد اشرف صاحب کا امتحان لینا سید صاحب کا اور بیعت ہونا

آنکھوں میں خوار ہو کر دنیا اور مافیہا کی قدر دل سے اُٹھ جاتی تھی ❊

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ بوقت قیام لکھنؤ کے جب ایک روز آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ بلباس فاخرہ مجلس مقدس میں حاضر ہو کر منافقانہ اظہار محبت اور ایمانداری کا کرنے لگا اور سائل توجہ اور فیض کا آپسے ہوا آپنے اُسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا اُس شخص نے اُسکو گوشہ میں لیجا کر موافق آداب صوفیہ کے دو زانو اپنے مقابل بٹھلا کر اور شغل لطائف ستہ کا اُسکو تعلیم کرکے آپ توجہ دینی شروع کی اُس مکار نے تھوڑی دیر آنکھیں بند کرکے پھر کھول لیں اور کہا کہ مجھکو اِس شغل میں کچھ عمدہ اثر نہیں ہوا اِس سے بہتر کوئی شغل سکھلائیے تب اُس عزیز پاکیزہ نے سلطان الذکر کی اُسکو تعلیم دیکر آپ توجہ دینے پر متوجہ ہوا مگر اُس دغاباز نے مثل سابق ایک لمحہ بھر آنکھیں بند کرکے پھر کھول دیں اور کہا کہ اِس شغل سے بھی مجھکو کچھ فائدہ نہیں ہوا کوئی اور دوسرا شغل جو اِن سب سے عمدہ ہو مجھکو بتلائیے تب جو دوسرا شغل اُن بزرگ نے تعلیم کیا اور آپ بڑے زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی اِس تیسری بار کی توجہ میں بفضل الٰہی وہ حیلہ ساز بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا اور صاحب باطن نے ہرچند اُسکو آوازیں دیں مگر اُسنے کوئی جواب نہیں دیا اسی درمیان میں خود سید صاحب بھی وہاں تشریف لائے اور بہت بلند آوازوں سے اُسکو پکارا مگر اُس کو مطلق ہوش نہ آیا آخر لاچار ہو کر سب آدمی خاموش ہو بیٹھے تب بہت دیر کے بعد وہ اس بافتہ حوت زدہ سا ہو کر وہ خود بخود اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن میں جب حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا تو جب تک [illegible] نے مجھ [illegible] فرمایا میں اُسی وقت اُن عقائد باطلہ رفض سے حضرت کی [illegible] تائب ہو [illegible] موحد ہو گیا اُسوقت حضرت نے مجھپر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی جب اُسکے [illegible] ہونیکی خبر پہونچی تو اُسکو اُن عقائد حقہ سے پھر جانے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب دی اور [illegible] زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نہ مانا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا اور آخر کو پابزنجیر کرکے قید [illegible] ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر پہنچی ہوا تھا کہ اُسنے اُن تکالیف کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور اس [illegible] عقائد حقہ پر ثابت اور قائم رہکر تھوڑے دنوں کے بعد راہی فردوس ہوا

راقم نے معتبر راویوں سے سُنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب قیام لکھنؤ تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید سپاہیانہ لباس پہنے اور ہتیار لگاکر محلے میں جا نکلے جہاں مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لیگئے اُسوقت مولوی دلدار علی صاحب طالب علموں کو سبق پڑھا رہے

مولوی اسمٰعیل صاحب کا مجتہد کے مکان پر جانا اور تقیہ اور نفاق کا فرق دریافت فرمانا

تھے۔ مولانا شہید بطرزِ دلیرانہ سلام علیک کر کے وہان بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے ہان سوائے بندگی اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا اُنہون نے متعجب ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا مولانا نے جواب دیا کہ مین ایک مسافر سپاہی ہون ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپکے پاس آیا ہون مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق مین کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجیے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونو کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کر کے دونو کو ایک کر کے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل کو بھی رد کر دیا مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کین مگر مولانا نے اُنکو بھی فورًا رد کر دیا۔ تب تو مجتہد صاحب کی آنکھین کھلگئین اور اپنے دلمین کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک تسمہ بھی باقی نہین چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالب علمون کے سامنے لاجواب ہو کر بہت خفیف ہوے اور سمجھ گئے کہ نرا سپاہی ہی نہین ہے بلکہ کوئی بڑا علامۂ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپکا اسم شریف کیا ہے مولانا نے کہا عاجز کو عبد اللہ کہتے ہین مجتہد صاحب نے اپنے طلبار کے سامنے اپنی خفت دور کر نیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہین ہو سکتے آپ تحریری بحث کرین تب مولانا سلام علیک کر کے وہان سے چلدیے۔ مجتہد صاحب نے آپکے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہان کو جاتا ہے۔ اُن آدمیون نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جا کر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرشد رشید سید صاحب کے ہین تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر بمنت و آرزو آپکو واپس بلوا بھیجا جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اُٹھکر بہت تعظیم سے آپسے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اول بار بہ آداب نہ پیش آنیکی معذرت کی مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہو کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہو گئے مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علماءِ شیعہ کو جمع کر کے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتا مشتمل امر متنازع فیہ کا مع جواب مُدلّل بدلائلِ عقلی و نقلی و مملو بہ لغاتِ مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتبِ سیر و تواریخ وغیرہ لکھکر آپکے پاس بھیجدیا۔ جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہ ہیئت ایک سپاہی کے گلے مین تلوار لٹکائے ہوے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیون کے ایک طرف کو بیٹھے تھے حامل کو ہرگز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح بہ شمشیر مولوی ہوگا اُسنے مولوی عبد الحی صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھ کر کاغذ اُنکے حوالہ کر دیا مولوی عبد الحی صاحب نے اُن مضامین ادق کو جو اُس کاغذ مین بھرے تھے دیکھکر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ مین ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے اور یہ سب کتابین ایسی حالت سفر مین یک بیک میسر ہونا دشوار ہے

خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے اُس کاغذ کو مولانا شہید کے پاس بھجوادیا مولانا شہید نے ٹہلتے ٹہلتے اس کاغذ کو اوّل سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر مین جواب الجواب اُس مسئلہ مشکلہ کا لکھکر تمامی دلائل مندرجہ کاغذ کو اس خوبی سے رد کردیا کہ پھر اُسکا ردِ جواب حضرت مجتہد صاحب سے نہ بن آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آجتک ہمکو نہین ملے۔ بروقت قیام لکھنؤ کے مولانا شہید نے چاہا کہ کچھ شیعون کے رد مین بیان کرین مگر بوجہ سلطنت شیعون کے بہت سے دور اندیش لوگ آپکو مانع ہوے مگر آپنے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہے کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے اسوقت مرض رفض بہا از حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھکو اُسی مرض کا علاج کرنا ضرور ہے اور مین اِسکی کچھ پروا نہین کرتا کہ کوئی خوش ہو یا ناخوش ہو چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیہ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت سے ترتیب خلافت اور فضائلِ خلفا راسی خوبی سے بیان کئے کہ شیعون سے سوائے اِسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے میل ٹوالا ہے اُسوقت مولانا شہید نے ایک تواریخی قصہ عہدِ نادرشاہ دُرانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعون نے (جب نادرشاہ نے اپنے سامنے بحث کرائی تھی) اِس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادرشاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جنکی کتابون کا حوالہ اِس رکوع مین ہے استفسار کیا تو اُنہون نے کہا تھا کہ ہماری کتابون مین بھی ترتیب خلافت خلفاء راشدین نبی آخرالزمان کی اِسی طرح پر ہے اُسوقت نادرشاہ کا غصہ بھڑکا چنانچہ اُسی غصہ مین اُسنے چند شیعون کو قتل کراکے آپ رفض سے تائب ہوگیا تھا +

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدثِ لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ مین ہجوم خلائق دیکھکر ازراہِ حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ مین بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتا ہون اور یہ دونو عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہین مگر میرے وعظ مین دس پانچ آدمی سے زیادہ جمع نہین ہوتے اور اِنکے وعظ مین سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے۔ مسجدون مین سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہین ملتی۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اِس محدثِ خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف آوری کے قبل ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا مگر جب برسون اِس ہادیِ وقت کے سامنے ہم دوزانو بیٹھے ہین تب یہ تاثیر اُنکی برکت سے ہماری زبان مین پیدا ہوئی کہ سب خلقت شیدا ہورہی ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزارون خلقت راہِ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہین کیا اکثر آدمی راہ افراط تفریط کی چلتے ہین +

قریب ایک ماہ تک سید صاحب کا قیام لکھنؤ مین رہا اس عرصہ مین ہزارہا خلقت شرفا و

علماء و اہل حرفہ و صدہا اہل تشیع آپکی بیعت سے مشرف ہوے - بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے وطن بریلی کو تشریف لے آئے

ان ایام مین آپکی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتوں کا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا اور آپکا زنانہ مکان اسقدر تعداد کثیر عورتون کے واسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ بسبب طریقہ سنت کچی اینٹون سے ایک اور مکان واسطے آرام مہمانون کے تعمیر ہو تب دو تین کدال اور پھاوڑے اور کسی منگواکر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے مین اتر کر اپنے دست مبارک سے مٹی کھودنی شروع کی تب بہت سے مرید جو اُسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف فرماتے ہین ہم خادم اس کام کے واسطے حاضر ہین آپنے فرمایا کہ بوقت تعمیر مسجد نبوی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اینٹین وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سر مبارک پر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام بھی اس کام مین آپکے شریک تھے سو تم بھی آؤ اور میرے شریک ہو کر کام کرو لیکن یہ نہین ہوسکتا کہ مین اپنے ہاتھ سے کام نہ کرون - حاصل کلام یہ ہے کہ پندرہ روز کے عرصے مین بمعیت یارون کے حضرت نے پچاس ہزار کچی اینٹین تیار کرلین اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت درستی تیار کرکے اسمین اپنے اہل کو لے آئے اور اپنا پُرانا گھر مہمانون کے واسطے خالی کردیا - اس مدت مین نماز اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یارون کے کام کیا کرتے تھے بوقت اذان نماز ظہر کے پھر کام بند کر دیا جاتا تھا - اس کے واسطے ایک بڑا بھاری درخت اس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا جب درخت مذکور کٹ چکا تو مزدورون نے عرض کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اس مکان کے قریب پہنچ جاوے تو جب ضرورت ہو مکان کے ناپ ناپ کر اسکے ٹکڑے کٹ جاوین مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیون پر بھی اُسکا جانا غیر ممکن تھا آخر لوگون نے عرض کیا کہ تو پچاس کے جفت بیل منگوا کر اسکو کھنچوایا جاوے تو بہتر ہے اُسوقت اکثر آدمیون کے قریب حضرت کے ساتھ موجود تھے سید صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائیو آؤ خدا سے دعا کرین کہ بلا مدد بیل گاڑیون کے اللہ تعالیٰ اپنی مدد غیبی سے اس درخت کو وہانتک پہونچادے - آخرکار اُس جگہ کھڑے ہو کر حضرت نے دعا کی بعد اتمام دعا کے اُن سب لوگون سے آپنے فرمایا کہ سب ملکر زور کرو اکثر آدمیون نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہ ہلا تب حضرت نے فرمایا کہ تم سب الگ ہو جاؤ جب سب آدمی الگ ہو گئے تو آپنے مولوی محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جسکا نام صاحب مخزن کو یاد نہین رہا ساتھ لیکر باواز بلند تکبیر کہکر اُس صدہا من کے درخت کو دھکیلنا شروع کیا پہلے ہی دھکے مین درخت مذکور گیند کی طرح پلٹے کھا کر لڑھکنے لگا اور

اور تھوڑی دیر مین منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ اُسوقت سب دوسرے آدمی ہنستے ہوسے اور یہ کہتے ہوے کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپکے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگون کی ہے ورنہ مین تو ایک بندہ خاکسار ہون۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اُسی حالت وجد مین اُسکو ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لُڑکتا چلا جاتا تھا ✤

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط شہر راے بریلی مین تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اُنھون نے بھی دو مسجد یعنی ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھی) ادا ہو جائے۔ یہ دونو مسجدین بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئیں اور بوقت تعمیر ان دونو مسجدون کے بھی مثل دوسرے لوگون کے بغرض ادائے سنت اپنے جد امجد کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اِن مسجدون کی تعمیر پر مزدورون کا کام خود آپ یا آپکے یار کیا کرتے تھے
صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسیکو باشارۂ حق سبحانہ تعالیٰ سید صاحب بہ نیت برکت ایک روپیہ بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا۔ یہی مؤلف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ سید صاحب کی تھی ایک وقوعہ اِسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحب نے ایک روپیہ بہ نیت نزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ مین رکھ لیا اور جسقدر روپیون کی اُنکو ضرورت ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھین اُسمین کبھی کمی نہوئی۔ ایک مرتبہ والدۂ مؤلف نے ذکر اِس برکت کا حضرت کی مجلس مین کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی تمہارے خیال کے موافق تمہارے رب نے وہ برکت اُس ایکروپیہ کے سبب سے کی اور اپنے خزانۂ غیب سے اُس صندوق کے اندر بموجب تمہارے ظن کے روپیے پہونچادیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نبچے نہین دیتا بلکہ جس کسیکو بہ نیت برکت مین روپیہ دیتا ہون اللہ تعالیٰ اُسکے گھر مین برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلون اور ذریعون سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے۔ مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُنکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کر کے اپنے خزانہ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیونکا بند ہو گیا۔
صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی مین رمضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتون کے ہاتھ پاؤنمین مہندی لگاتا اور کڑے چھڑے اور چوڑیان پہنتا۔ اور ڈاڑھی مونچھ منڈا کر عورتون کی طرح سر

سید صاحب کا اپنے ہاتھون سے دو مسجد بنانا

سید صاحب کے عطیہ مین برکت کا ہونا

بیان میان رمضانی عرف ہدایت اللہ کا قصہ

کاجل لگاتا کنگھی چوٹی کرتا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزارون جگت اور جوڑ توڑ اور فقرے اُسکو یاد تھے اپنے فن کا بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا - جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارون خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو اِن خرافاتون مین مکنون اور مستور تھی جوش مارا - اُسکے دل مین بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنیکا شوق پیدا ہوا - اوّل اُسنے چرخہ کات کر کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایک دن زنانی ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لئے ہوئے خدمت شریف مین حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبدالحی صاحب وعظ فرما رہے تھے یہ میان رمضانی اس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دور ہی کھڑا رہا - حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھکر بہت متعجب ہوے - بعد تمام ہونے وعظ کے کہین حضرت سید صاحب کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی آپنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنہون نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بُلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زنانے محاورے مین جواب دیا کہ واری جاؤن بلائین لون میان کی خدمتمین آئی ہون حاضر رہونگی جوگن بنونگی آپنے فرمایا بسم اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس سے بیعت لیکر وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا - اُسوقت صرف اُسکا نام اور لباس ہی نہین بدلا بلکہ بہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہوگئی اب یہ میان ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہوگیا - وہ رمضانی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیون مین زنانہ لباس پہنے ہوے خرافاتین بکتا پھرتا تھا اب مئے محبت الٰہی سے اُسکی آنکھین بند ہوگئین اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے موںہہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والون کے دل ہل جاتے تھے اب بجائے چوڑیان اور کڑون کے اُسکے ہاتھ مین شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُسکی پیٹھ پر ڈھال لٹکی رہتی تھی اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا -

بہت سے مجانین و مجاذیب کا ہوش مین آجانا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپ سے دوچار ہوگیا آپنے تھوڑی سی توجہ اُسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش مین آکر آپکے ساتھ ہولیا اور بڑا سالک باخدا ہوا اور تادم زیست آپکی خدمت مین رہکر ایک بڑے معرکہ جنگ مین داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا - پھر وہی مؤلف لکھتے ہین کہ اِسی طرح بہت سے مجانین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش مین آکر سالک ہوجاتے تھے - اور جسکے واسطے آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھکر دم کردیا فوراً اچھا چنگا ہوکر ہوش مین آگیا ٭

اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصۂ عجیبہ تحریر کرتے ہین کہ ایک دن جب آپ اپنی مجلس مین رونق افروز
تھے دو کسبی عورتین جو نہایت حسین جمیل تھین لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ کنارۂ مجلس ملائک مانس پر
آکر باادب کھڑی ہوگئین اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھک کر آداب تسلیمات بجالائین حاضرین مجلس اُنکو
ناپاک سمجھ کر دور دور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب کی نظرِ ہدایت اثر اُنپر جا پڑی آپنے اُنکو
فوراً اُنکو اپنی مسجد مین بُلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُنکو سُنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا پس آپکے کلام معجز نظام
اُنکے سینون کے وار پار ہوکر مارے خوف الٰہی کے تھر تھرا گئین اور دھارین مار کر رونے لگین اور اُسی وقت اپنے
افعالِ ماضیہ سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرکے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانون کے نکاح مین داخل ہوگئین
اور تادم زیست یادِ الٰہی مین مشغول رہکر عمدہ خاتمہ کے ساتھ اپنے رب سے ملین - نواب صاحب مرحوم نے ایک
مخنث کا خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خُراسان مین جاکر شہید ہونے کا بھی بعینہ
مثل قصۂ میان رمضانی ثُمَّ ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے - پھر نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس بزرگ و تاثیر
کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی (باتباعِ اقوالِ قدیم کُفّارون کے) آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے اور مارے
ڈر کے آپکی نظرِ ہدایت اثر کے سامنے نہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس مین آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے
جاتا ہے وہ سحر مین پھنس کر گرویدہ ہوجاتا ہے - پھر اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ اطراف
ہندوستان مین صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے
ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہین کہ آپکو مقام دعا اور مرتبت دعوت مین بڑی مہارت اور
مشق تھی گھنٹون اور پہرون تک آپ رو رو کر دعائین مانگا کرتے تھے - جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا
کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے - جب بڑے بڑے مجمعون مین آپ دعا کے واسطے
ہاتھ اُٹھا کر باآوازِ بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سُوال کے دعا کرتے اُسوقت حاضرین مجلس
پر ایک عجیب رِقّت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ جاتی تھین بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہوجایا
کرتے تھے اور جب بعد معلوم کرلینے مدعو لہٗ کے آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہوا
کہ وہ مطلب حاصل نہوا ہو - اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہوجاتا
تھا کہ سینکڑون چلّون اور برسون کی ریاضت مین بھی وہ بات حاصل نہو - آپکی عادت شریفہ سے تھا کہ
مولویون کو مولانا کہکر پکارا کرتے تھے - آپکے خشوع خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت
نماز تہجّد دو پہر مین تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے
تھے اسوقت لکھو کھا مرد عورت ہندوستان مین تہجد گذار تھے بقول شاعرے ؎ جھٹ نہا دھو کے تہجد کے

لئے ہے تیار + اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم بستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھکو حاصل ہوا وہ بسبب
برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا اور پیر ہونے کی بھی آپکو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مار کر تہ دریا مین دو رکعت نفل
پڑھ لیتے تھے - اور باوجود اس تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز
آپنے فرمایا کہ بھائیو یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ ایسا ہرگز نہین ہے میری جان نکلنے کا سبب فقط
یاد الٰہی ہے اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو فوراً میرا دم نکل جائے +

قرآن مجید کی مثال

مولوی مرتضٰی خانصاحب تحریر کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ بھائیو مین تمکو قرآن مجید کی ایک مثال
ہندی زبان مین سناتا ہون جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے - سو اُسکو اسطرح سے سمجھنا
چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسنے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیون کو ایک ملک مین بھیجدیا اور پھر اپنے
کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی اُنکے پاس روانہ کیا تب اُس مقربنے وہان پہونچکر وہ فرمان
اُنکو سنایا - اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہوگئے - ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ
فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے
انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس آتے ہین تو سخت
قید مین دائم الحبس کئے جاتے ہین اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہتے ہین - دوسرے
فرقہ فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگا کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آرندہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی
ہے اُنہون نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھ کر اُسکے سامنے کھڑے ہوے مگر جو حکم اُسمین
آسان تھے اُنپر چلنے لگے اور مشکل حکمون سے جی چرایا سو یہ فرقہ نمک حرامون کا ہے - تیسرے فرقے نے فرمان
شاہی کو سنکر اُسکے کل حکمون کو مان لیا اور آرندہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطان یقین کرکے اُسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالون کا ہے - سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقون یعنی کافرون
اور منافقون اور مسلمانون مین تقسیم کردیا - مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہین پس جو سارے حکمون پر
ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے +

وہی مولوی مرتضٰی خان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میر امید علی صاحب باشندۂ لکھنؤ کو جو ایک
بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کر کے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور کے قبل اُنکو یہ الہام ہوا تھا کہ
اب عنقریب ایک امام مسلمانون مین پیدا ہونگے اور اُنسے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب
کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القاءِ ربانی سے سید صاحب کو امام ملہم لہٗ سمجھ کر آپکے مرید اور فرمانبردار
ہوگئے تھے - جب سید صاحب بریلی مین مقیم تھے ایکمرتبہ میر امید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنہیں ایام مین فقیر محمد خان صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے مریدان خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیون کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے بہت سے حملون کے فتح نہوتی تھی اُسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی اِس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کرین اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس بھیجدین - غرض سید صاحب نے دعا کرکے میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا سو میر امید علی صاحب کا وہان پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایت الٰہی فورًا فتح ہوگئی - بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ اُس گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شان الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے واسطے وہان بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی اور فوج شاہی اُس سے خائف ہوگئی تھی لیکن جب بہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شان الٰہی پلٹی اور ایک قطب مرسلہ سید صاحب وہان پہونچے تو اُس بزرگ متعینہ گڑھی کو ابھی تک حال متغیر ہونے شان الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور اُسکے قیام کی دعا کر رہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیجاکر اُسکو ڈانٹا اور اُس سے حال متغیر ہونے شان الٰہی کا بیان کیا تب وہ فورًا وہان سے چلدیا اور گڑھی اُسیوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب ؀

مولوی مرتضی خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اِسطرح لکھتے ہین کہ ایک روز ایک شخص دنیادار سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہین اور مین بھی سید ہون میری دو بیٹیان جوان قابل شادی کے ہین سو مجھکو آپ کچھ دلوائیے جس سے اُنکا بیاہ ہوجائے آپنے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیان ہماری بھتیجیان ہین ہم اُنکے نکاح ہوجانے کے واسطے آپکو ضرور مدد دیوینگے مگر جو تمنے اپنے خیال سے اپنے دلمین تجویز کر رکھا ہے کہ یہ جہیز بھی ہو اور وہ جہیز بھی ہو سو اِس خیال کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُسکے رسول نے بیاہ کے مقدمہ مین حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کردیتے ہین موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو یہ آدمی سب مُہیا کردیویگا - اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص کافور ہوگیا

وہی مولوی مرتضی خانصاحب لکھتے ہین کہ جب فجر کے وقت آپکے قافلے کے آدمی بجہت خرچ قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیون کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل کو تشریف لیجاتے اور کلہاڑی دست مبارک مین لیکر دم بھر مین منون لکڑیان چیر کر پھینکدیتے جب دوسرے لوگ آپکا یہ حال اور مشقت دیکھکر آپ سے کلہاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین تم سے قوت مین کم نہین ہون اور ثواب کا تمسے زیادہ حریص ہون ✣

آپکی توجہ سے بغداد رو مراقب بیٹھنا چھوٹ جانا

وہی مولانا مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ مین بجائے قبلہ کے بغداد کی طرف مونہہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھکو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمانِ خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر مین نے نمانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کی طرف مونہہ کرکے بیٹھنے سے مجھکو مراقبہ مین لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب مین بمقام بیلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کی طرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کردیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھسے کچھہ نہین فرمایا مگر میری طرف بہت توجہ کی مین خیال کررہا تھا کہ اُسی توجہ نے اُسی دم میرے قلب کو بدل دیا بغداد رو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل مین قائم ہوگئی اُس تاریخ کے بعد پھر مین بغداد رو ہوکر کبھی مراقب نہین بیٹھا +

خیرخواہی مسلمانون کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ مینے ایکروز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکی برکت سے مین اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہون اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہین آپکی برکت سے اُنکا بھی ایسا ہی حال ہوجائے۔ آپنے فرمایا کہ جب ہم تمکو خلافت دینگے اور تم مسلمانون کی خیرخواہی کروگے تو انشاءاللہ تعالیٰ اُسوقت اُن لوگون کا حال بھی اچھا ہوجائیگا۔ پھر آپنے مجھکو خلافت عطا کی اور بآواز بلند میرے واسطے بہت دعا کی اور مجھکو امید ہے کہ وہ دعائین میرے حق مین قبول ہوئی ہونگی چنانچہ منجملہ اُن دعاؤن کے ایک دعا کی قبولیت کا اثر مین ظاہر باہر دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام مین جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والون کو اسپر غالب نکریا۔ سو آجتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھپر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفانِ دین کو ہمیشہ ذلّت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے مینے حضرت سے خیرخواہی مسلمانون کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکھا ہو اور تمھارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو۔ اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہون اور تمھارے پاس کپڑے موجود ہون تو اُسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تمکو کہین بھیجے اور وہان جانا خلاف شرع بھی نہو تو وہان جاکر اُسکا کام کرآئیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اُسکی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تمکو اپنا دوست سمجھیگا تو تمھارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُسکو تمھاری دوستی کا یقین ہوگیا تب اُسکو نصیحت کرو اُسوقت وہ ضرور تمھارے کہنے کو دل سے قبول کریگا پہلے اہل سُنّت والجماعت کے عقائد اُسکو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاؤ۔ اور تنہائی مین اُسکے واسطے دعا بھی کرتے رہو

کہ اے اللہ اس شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کرے +

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ مین
(یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپکے پاس
مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے مین (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک بانتظار
تخلیہ دالان مین ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لیجائین تو مین مولانا صاحب سے کچھ عرض کرون۔
اُسی ٹہلنے کی حالت مین مجھکو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندون کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نکرینگے
یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہین کہ اس الہام سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام مین سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جامع
کہتا ہے کہ یہ بات تو مینے بہت لوگون سے سُنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے ملہم ہوا اُسوقت سے مولانا صاحب ہمیشہ
فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحب کے مین اُنکے ہاتھ پر بیعت کر کے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل
کرونگا۔ مگر افسوس ہے کہ امید مولانا صاحب کی حاصل نہوئی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ دہلی آنے
سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا تھا +

سید صاحب کی علو مرتبت کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہین کہ سید صاحب نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت
کے کام ذکر کے مددگار ہین اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے
دینی کتابین اور کُل موجودات کو دیکھتا ہے اِس بینائی مین سب مسلمان اور کافر یکسان ہین۔ دوسری
عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھون سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اس دوسری بینائی والے
کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دلکی بینائی ہے سو اس قلبی بینائی سے وہ محض حالات بزرگان
دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آپنے فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہون
مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہین اسواسطے راہ حق کی شناخت اُنکو ہرگز نہین ہے +

تین بینائیون کا بیان

صاحب مخزن لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ بریلی مین تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد
اور اُسکے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے متواتر چلی آتی تھین آخر کار بمعیت ایک سو آدمیون کے آپ
بریلی سے بجانب الہ آباد روانہ ہوے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کو ایک میل راہ چلنے نہین پاتے تھے کہ
بہت سے آدمی دیہات ملحقہ سڑک کے جمع ہو کر بکمال عجز و انکساری آپکو اپنے گانون مین لیجا کر قریب تمام
کے کل مسلمان مرد عورت اور بچے آپکی بیعت سے مشرف ہو جاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہان رکھکر

جانب الہ آباد کا سفر اول

دعوتین کیا کرتے تھے قصہ کوتاہ دہلی سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے سوا مہینے کے عرصے مین آپ پہونچے
اسی سفر مین ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے ویران گانون مین جاکر فروکش ہوئے جہان بمشکل تمام صرف
دو من کھچڑی میسر آئی مگر پھر پکانے کے واسطے کوئی بڑا برتن موجود نہ تھا تب دس بارہ ٹکڑے مٹی کے خرید کر
اُنمین وہ کھچڑی پکائی گئی جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمین ڈالکر کھائی جائے
اسواسطے ایک کنوئے کے چوبچے اور من کو جو چونہ گچ کے تھے صاف اور پاک کراکے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور
سب لوگون نے وہان بیٹھکر کھایا آپ داخلِ الہ آباد ہوے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد مین مقام
رہا وہان ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - اس عرصے مین بہت سے خطوط بطلب حضرت

ورود اول بنارس مین رونق افروز ہونا

کے بنارس سے پہونچے تب الہ آباد سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ سڑک کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتے کے عشرہ
کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہان جاکر مسجد معروف ببیسر مین قیام ہوا اور قریب ایکماہ تک بنارس
مین مقیم رہے - اس عرصے مین قریب دس پندرہ ہزار آدمیون کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے اثنائے
قیام بنارس کے آپنے اپنے ہمراہیون کو تاکید سخت کردی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم
لوگ تا قیام اس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوارِ ذکر سے اُس تاریکی کو دور کردو -
ایک ہفتہ آپکو بنارس مین پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ جو ہندون کے گرو تھے
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے
تشریف لیجاوین آپکے ذکر اور فکر سے ایک فتورِ عظیم ہمارے دیوتاؤن اور اُنکے کرشمون مین واقع ہوگیا حضرت
نے بہت ملائمت سے اُنکو دعوتِ اسلام کی مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کرکے چلے گئے -
اثنائے قیام بنارس مین دو تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نام
مدخولہ کپتان ہوکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - یہ عورت حضرت کی بیعت سے
مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہوگئی اور باقی عمر یادِ الٰہی مین صرف
کرکے مسلمان ہوکر مری - مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہین کہ کچھ شہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی
آپکی بیعت سے مشرف ہوے تھے اُنہون نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم بہ قسم کے تھان آپکے نذر کئے
تھے آپنے اُن کپڑون کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کرکے فرمایا کہ ان دنیادارون کے کپڑون
کو فروخت کرکے بعوض اُنکے رضائیون کے ابرے اور روئی اور گاڑھے اور گزی کے تھان انسانون کی
ضروریات کی چیزین منگوا کر حاجتمند بھائی بندون مین تقسیم کردو ✤
ایک فرش شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام علی

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدو روز آپ اُسپر بیٹھ گئے اِسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا ٭

بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطانپور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام حسین خان ناظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزارہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے ٭

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلاے کلمۃ اللہ و انطفائے نائرہ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رو ریائی اور وجہ موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھین اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی خارج اور مانع تھے جہاد کیا جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو لوٹ آئے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلین اور بعد ادائے اِس فرض کے سکھون سے جہاد شروع کرین - آپ نے اپنے دلمین ٹھانکر ارادہ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کردیے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب کو بھی اسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا - جب یہ اطلاع آپکے مریدون اور خلیفون کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جمع ہوگئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھکر بحضور سید صاحب کے روانہ کین ٭

اِن دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمؤ کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالی نے اِس دَور دَسیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اِس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر رہکر فائدہ اخروی اُٹھایا کر - غرض آپ بریلی سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ مشترک کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور پہونچگئے اور وہان سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی منجملہ بیعت کرنیوالون کے مسٹر رو صاحب فرنگی کی عورت تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے سات

روز تک دونون وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب و سامان ضروری کے آپکی
نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ ہمنے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اِس مکان کی متوَلّی ہوکر خدمت
مسافرین اور خصوصًا مریدان اِس گروہ کی کرتی رہو - کانپور سے چلکر کوڑہ جہان آباد مین ہدایت کرتے
ہوئے آپ پھلاون تشریف لیگئے اور وہان قاضی کی مسجد مین قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اُس قصبہ
کے آپکی بیعت سے مشرف ہوے - بوقت قیام قصبۂ پھلاون کے وہان ایک عجیب واردات ظہور مین آئی
ایکروز حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز فجر کے مراقب بیٹھے رہے آخر کار قریب چاشت کے آپنے مراقبے
سے سر اُٹھاکر باآوازِ بلند تکبیر کہہ کر شکر نعماءِ آلہی بکمال خشوع و خضوع گریان و خندان کرنا شروع کیا بعد حمد و
ثنا کے آپ سجدے مین گرپڑے اور سجدے سے سر اُٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت
دی ہے کہ اسوقت تجھکو اور تیرے کل ہمراہیون کو میننے بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر
ہوا اُس ہاتھ نے اِس مسجد کو جنت الماوٰی مین لیجاکر داخل کردیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اس مسجد مین جسقدر
آدمی موجود ہین اُن سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی
کا تصور کرو - وہانسے چلکر آپ کھجوہ پہونچے اور وہانکے لوگون کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتح پور تشریف
لیگئے اِس بستی مین جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبے سے سر اُٹھاکر فرمایا کہ
خداوند تعالٰی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیا و مقبولین سلف سے مجھکو ممتاز کرکے
ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھکر اپنی
رضامندی اور انعام سے سرفراز کرونگا (اس بشارت مین آپکے خلیفون اور خلیفون کے خلیفون کی بیعت
بھی شامل ہے) اُسوقت مینے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم و رحیم میرے آباو اجداد کو بھی میری
بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس وعدۂ مغفرت مین شریک ہو جائین - کئی روز تک اس آخری دعا کی
قبولیت مین توقف رہا - اِس عرصے مین سید صاحب وطن مین واپس پہونچگئے وطن مین پہونچکر اس
دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم و رحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول
فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آبا و اجداد کی طرف سے وکیل کرکے اُنکی طرف سے
اُس سے بیعت لیلے - بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے آبا و اجداد کی طرف
سے وکیل کرکے وکالتًا اپنے کل بزرگون کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی - اِس سفر سے واپس آکر ایک
مہینے تک آپ بریلی مین مقیم رہے - اِس عرصہ مین حاجیون کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع
ہوئے اور قریب ڈھائی سو مرد عورتون کے اطراف دہلی سے بہ ارادہ حج پہونچگئے اور قریب ایکسو آدمیون

قصبۂ پھلاون کی واردات عجیب

کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے اور قریب چالیس ۴۰ آدمیون کے آپکے خویش و اقارب تھے غرض قریب چار سو آدمیون
کے آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے۔ جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپکے مکان نو تیار شدہ کی
روح بہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی مین بہت رنج و ملال ظاہر کرکے ایک دوسری مخلوق الٰہی
سے جو وہان حاضر تھی مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقا نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا یہ کہکر ایسا زار زار
رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ و زاری کا سید صاحب پر بھی ہو گیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت
سید صاحب کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل و کرم ہے
اور یہ الفت اِس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میرے ہزارہا آدمی اپنے اپنے مکانات کو
چھوڑ کر چلے جاتے ہین کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہین کرتا سوائے رب تو ہی اپنے فضل سے
اس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو بھی ہم جنت مین داخل کرینگے
یہ خطاب اُس روح مکان نے خود بھی سنا اور مینے بھی بہ تعمیل حکم الٰہی اُسکو یہ بات سُنا دی تب اُس مکان
نے خوش و خورم ہوکر تسلی پائی اور خوش ہو گیا۔

یکم شوال ۱۲۳۶ ہجری یعنی بروز عید الفطر بعد ادائے نماز عید مع چار سو مرد و عورت اور بچون کے بارادۂ
حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے۔ بروز روانگی آپکے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپیہ کے موجود تھے
اُنمین سے بھی آپ فقیرون اور مسکینون اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ
نہ گیا۔ اُس روز بقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ مین ڈیرہ ہوا وہان جاکر جو کل اہل قافلہ کی شمار کی گئی تو کل
چار سو سات آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اسی جگہ آپنے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے
دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے انہون نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ اسوقت
میرے پاس موجود ہین تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپیون سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہین چل سکتا
بہتر ہے کہ ان روپیون کو بھی ان فقراء بریلی کو جو اسوقت حاضر ہین دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے
بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسیوقت تقسیم کر دیا۔ اِس سارے قافلہ کا کُل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اسوقت
سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہین تھا مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ
خدا بھی نہ گھبرائے مگر ہان ہم جیسے بے صبرون نے جب آپکی بے خرچی اور اِس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ
کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے اُسوقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھئے یہ
ناؤ کیسے پار ہو۔ سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اُتار کر یہ دعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے
اپنی اِسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کر دیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بہت خیر و خوبی

کے ساتھ انکی زادِ راہ اپنے خزانۂ غیب سے مہیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ اِنکو منزلِ مقصود تک پہونچا دے
یہ دعا کرنیکے بعد منزلِ اول باغ سے کوچ کر کے آپ دلمئو کو روانہ ہوے - موسم برسات کا تھا سر نالا ؤ تالاب اور
سڑک پانی سے پُر تھی جب دلمئو بقدر دو میل کے رہگیا تو ایک باغ مین بر سر راہ آپ آرام کرنیکو ٹھیر گئے تھوڑی
دیر وہان پہونچے ہوے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس ۴۰ پچاس ۵۰ پیادہ آدمیون کے دلمئو کی طرف
چلے آتے ہین تھوڑی دیر مین وہ لوگ وہان پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت مین جا حاضر ہوے اور بعد مصافحہ
اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہان حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اوّل اُنہون نے
بیعت کی پھر ایک نے اُنمین سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہین مین بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے مینے جس
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا
سو آج جب مین کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور مین حاضر ہے
تیاری دعوت سے مجھکو منع کیا اور کہا کہ آج مین دعوت کرونگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگون نے ہم دونو کو حضور کی خدمت مین بھیجدیا ہے اب آپ جسکو حکم دین وہ آج
اول دعوت کرے سید صاحب نے دونو بھائیون کو آپسمین رضامند کر کے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے - جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ
اُس باغ سے روانہ ہو کر بوقت شام داخل قصبۂ دلمئو ہوے اُس رات کو ہزار ہا مرد و عورت بیعت سے مشرف
ہوے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ مین مہمان رہے نوین روز پانسو روپیہ پر کشتیان کرایہ کر کے اور سو روپیہ
بطور بیعانہ ملاحون کو دیکر وہانسے آگے کو روانہ ہوے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبۂ دلمئو
سے بلا طلب جمع ہو گیا + جسوقت کشتیون پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا فلانی کشتی جسمین
سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا مین غرق ہو جاویگی اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری
کے لئے تجویز ہوئی تھی آپنے شان الٰہی معلوم کر کے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمین آپ سوار ہو گئے
اور اپنی سواری والی کشتی مین اسباب لدوا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غربا و نکا اسباب تو ضائع نہوگا مجھکو لیکر
ڈوبے تو ڈوبے اِسکی مجھکو کچھ پروا نہین ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی مین آپ سوار ہو گئے تو پھر آپکو غیب
سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبائی نجائیگی تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہو گئے +
ابھی آپ کشتی پر سوار نہوے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھدمہ جو بمقام دلمئو آپکے استقبال کو
آئے ہوے تھے مُظہر ہوے کہ آوازہ تشریف آوری حضور کا سنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھدمہ
غریب امکان یہانسے قریب پانچ کوس کے بر لب دریائے گنگ واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرما کر

وہانتک قدم رنجہ فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ مظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دھدمہ کے پہونچ گئے
قریب پہر رات گئے شیخ مظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوے کھانا اِس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیون کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہانسے اُٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کفاہ
کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوے بآواز بلند کشتیون کو اپنی طرف بُلا رہے تھے حسب ایماء سید القافلہ
کشتیان کنارہ پر پہونچین تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیون مین چڑھ آئے اور حضرت سے مصافحہ معانقہ
کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور سے
بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی مین جمع ہین اگر دو تین روز یہان قیام فرمائین
تو عین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیون سے اُتر پڑے شام کو
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوے اُس بستی مین بہت سے چبوترے امام حسین کے نام سے بنے ہوے
تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگون نے اُسی شب تاریک مین پھاوڑہ اور بیلچے
اپنے گھرون سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔ اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے
وغیرہ اُنکے گھرون مین موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا۔
دوسرے دن قریب شام کے اُس گانو سے رخصت ہوکر کشتیون پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگون نے عرض کیا کہ یہان سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ مین کیچڑ پانی بقدر
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہین ہو سکتا۔ اُس رات سارے قافلے مین مع
عورتون اور بچون کے فاقہ کا سامان تھا۔ ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہو چکی اُسوقت
دیدبانون نے عرض کیا کہ فاصلۂ دور و دراز سے دو تین مشعلین اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہین آتے آتے
جب وہ مشعلین کنارہ کے نزدیک پہونچین تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیون
مین رکھوائے ہوے چلا آتا ہے۔ اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہان ہین۔ جب حضرت نے
کشتی مین سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی مین آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے مینے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج انہون نے مجھکو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کرکے لایا ہون

براہِ بندہ نوازی اِسکو قبول فرمائین - حضرت نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنون مین لیکر قافلے مین تقسیم کردو - قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور مین حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیون کے واپس چلا گیا - وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب سے وہان وہ سکونت رکھتا تھا - اور دراصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکھا رہنے ندیا اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہان سے کھانا پہونچا دیا - وہان سے چلکر رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدان خاص حضرت سے تھے پہلے سے منتظر کھڑے تھے اُنہون نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال خود بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہو گئے اُسدن ایک زمیندار موضع دجینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا سامان لایا پانچوین روز وہانسے لنگر اُٹھا کر بروا گھاٹ پر شہر الہ آباد مین لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری مین جو برلب دریا تھی فروکش ہوا ؛ الہ آباد مین پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب ایکہزار روپیہ روزانہ دعوت قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین الہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے - الہ آباد تک پہونچنے مین تعداد مردمان قافلہ کی سات سَو ہو گئی تھی - شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ صد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت دارون کے واسطے دس دس روپیے نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپے نقد نذر کیئے - یہان الہ آباد مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - شاہ اجمل صاحب کے تکیہ والے مشہور مشائخون مین سے بہت لوگ آپکے مرید ہوے - دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہو کر مرزاپور مین لنگر ڈالا گیا وہان شیخ عبداللطیف صاحب سوداگر نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپے نقد حضرت کو نذر کیئے اور خود بھی بارادۂ حج شریک قافلہ ہو گئے - یہان بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزا پور سے روانہ ہو کر دو تین روز چنار گڈھ مین قیام رہا اور وہانسے چلکر داخل شہر بنارس ہوے - چونکہ اس شہر مین آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نتھا اسواسطے ایک ماہ تک بنارس مین قیام کیا گیا دونو وقت سارے قافلہ کی دعوتین ہوتی تھین حیات النسا بیگم اور شاہزادگان خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپکے مریدون مین تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحی بھی اس شہر مین ہوئی اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوائے مردمان قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اُسی گوشت کو

الہ آباد مین شیخ غلام علی صاحب کی دعوت کا بیان

تین روز تک کھاتے رہے ۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جسنے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ فتح الرحمن مولوی وحید الدین پھلتی سے تمام دہلی پڑھا تھا اور دہلی کے بازار دریبے مین عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر بنارس مین موجود تھا ۔ مولوی وحید الدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحب کے ساتھ تھے آکر ملا ۔ عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اُس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش مین تھے اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے ۔ اُسنے کہا کہ حضرت کی خدمت مین جانے کا تو مضائقہ نہین مگر جب تک میری تسلّی نہو گی کسیکا مرید نہو نگا ۔ مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہو گی ۔ اُسنے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو اجازت نہ دینگے مین بیعت نکرونگا ۔ مولوی وحید الدین صاحب اِس بات سے لاجواب ہو کر بعد ملاقات اپنے ڈیرے کو چلے آئے اور سید صاحب کی خدمت مین یہ سارا قصّہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہین آدمی کو ایسے امور مین خوب تحقیقات کر لینی چاہیے ۔ پھر آپنے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھکر مولوی وحید الدین کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر اُنکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سو رہو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی اُسوقت حضرت سے اجازت لے یا حضرت ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لیوے غرض مولوی وحید الدین صاحب نے وہ درود اُسکو پہونچا کر حسب ایماے حضرت کے سمجھا دیا کہ وہ اُس رات کو درود پڑھکر سو رہے ۔ اُس شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو زیارت نصیب ہوئی تب اُسنے حضرت سے پوچھا کہ حضرت سید احمد آپکے فرزند ہین آپنے فرمایا کہ ہان وہ میرا فرزند ہے ۔ پھر اُسنے عرض کیا کہ کیا اُنکے ہاتھ پر بیعت کرون آپنے فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے ۔ جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے اُسکی آنکھ کھلی تو اُسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصّہ اپنے خواب کا بیان کر کے حضرت سے بیعت کرنیکا خواہان ہوا ۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحب اُسکو حضرت کے حضور مین لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا ۔ ایک روز سید صاحب نے اُسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہمنے تمکو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھسے کیسے ہو گا مین تو عالم نہین ہون دو ایک کتابین مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ ہوا کہ پڑھین تھین سو وہ بھی بھول بھلا گئین پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اگر تمکو علم نہین ہے تو کیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کر دو اُسنے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہین پھر آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تمکو علم بھی عطا کریگا تب اُسنے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کرین ۔ اُسوقت آپ دعا کرنے پر

مستعد ہوگئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ مین بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہون تم آمین کہو آپنے دعا کے
واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تونے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا تو نے پانی جاری کیا
پتھر سے ناقہ نکالا آدم علیہ السلام کو بے ماباپ کے بنایا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ
کے پیدا کیا اور ہمارے نبی اُمّی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا ۔ سوائے اللہ اپنے نبی اُمّی کی برکت
سے اس شخص کو علم ظاہر اور باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ مینے اور سب بھائی مسلمانون نے تمہارے
واسطے دعا کی ہے اسواسطے امید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا۔ اب تم
وعظ کہنا شروع کردو۔ اس دُعا کے ساتھ اُسکی شرح صدر غیب سے ہوگئی تب اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اور
ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اُسکا وعظ سنتا تھا حیران ہوجاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی
مین جاکر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسیکو یقین نہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود
دہلی مین آئے اور جامع مسجد مین وعظ کہا...... تمام شہر مین اُنکے وعظ کا چرچا پھیلا لوگ کہتے تھے کہ
بعد مولوی محمد اسمٰعیل شہید کے ہمنے ایسا وعظ کسیکا نہین سُنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق
صاحب نے اس خبر کو سچ نہین جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوئے اور چند سوال بھی
سوچ کر لائے تھے کہ اُنسے دریافت کرینگے۔ جب اُنہون نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور
عجائبات اور نکات قرآنی کا بیان کرنے لگے اور طرفہ یہ کہ جو سوال دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان
کرکے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے۔ اُن دونو فاضلون نے بعد وعظ کے انسے مصافحہ کیا اور کہا کہ
بھائی تمہارا یہ علم ببرکت حضرت سید صاحب وہبی ہے کسبی نہین ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم
کا حال تفسیر سورۂ فاتحہ سے جو اُنہون نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ بنارس سے اب بعد ایکماہ کے قافلہ کا کوچ ہوا
غازی پور اور زمانیہ مین ایک دو مقام کرکے دانا پور پہونچے۔ دانا پور کے لوگ حضرت کی بہت مشتاق تھے اور بنارس
تک آپکی پیشوائی کو آئے تھے اسلئے یہان ایک ہفتہ تک قیام رہا۔ اس ہفتہ مین مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور
مولوی عبد الحی صاحب روزانہ جابجا وعظ کیا کرتے تھے انکے وعظ کی تاثیر سے ہزارہا خلقت شرک و بدعات سے
تائب ہوکر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے بہت سی کسبیان اپنے پیشۂ زناکاری سے تائب ہوکر
لوگون کے نکاحون مین داخل ہوگئین۔ بعد ایک ہفتہ کے یہان سے روانہ ہوکر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے
ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر مین قیام رہا ہزارہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب
ہوکر آپکی بیعت مین داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول
خلیفہ جنسے لکھوکہا خلقت کو آپکے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے اس شہر کے لوگ نہایت ابوالعزمی

اور جان نثاری مین آپکے سارے مریدون پر سبقت لیگئے اِس شہر کا خاندان صادق پورا آپکے کل تابعیں کا پیشرو سمجھا گیا ہے - پٹنہ سے روانہ ہوکر مونگیر اور بھاگل پور مین ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ مرشد آباد پہونچے مرشد آباد مین چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا ہے ایک فرد بشر بھی ساکنانِ شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہین آیا - یہان سے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایک ہفتہ کے ہوگلی مین مقام رہا وہان سے روانہ ہوکر مقام شیام پور مین داخل ہوئے یہان سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی جنکو آپنے یہان خلافت بھی دی بھی اور بہت سے آدمی اِس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے - یہان سے روانہ ہوکر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لئے کشتیان ٹھرائی گئین اُسوقت منشی امین الدین صاحب وکیل سرکار جو رئوسائے اہلِ اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اِس خاکسار کے غریب خانہ مین رونق افروز رہین اور جو نان و نمک میسّر ہو قبول فرماتے رہین حضرت نے اُنکی درخواست کو قبول کرلیا - اُسکے تھوڑی دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہان پہونچے اور حضرت کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کر لیا تھا اِسواسطے اُنکی درخواست کو منظور نفرمایا - بعد نماز مغرب کے اول حضرت بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لیگئے اور پھر منشی صاحب نے ہر قسم کی سواریان بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان مین پہونچادیا ؛

ایک عمدہ باغ مین قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پُر تکلف کھانا منشی صاحب کے یہان سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہوکر کھایا - صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے خرید کر ہر ایک کو تقسیم کر دیے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوادیے - لیکن اُس تاریخ سے سید صاحب کو اس مکان مین اُتار کر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوئے پھر آکر اُنہون نے کبھی منہ نہین دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُنکے یہان سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہر وقت خدمت کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینے گذر گیا اور یہان حضرت کو بھی مارے کثرت بیعت کرنیوالونکے ذرا بھی فرصت نہوئی جو اُنکے پرسانِ حال ہوتے ایکروز شام کو خود بخود مولوی عبید الدین صاحب واسطے استفسارِ حال منشی صاحب کے اُنکی جاے سکونت پر تشریف لیگئے منشی صاحب بہت تپاک اور محبّت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم کی ممنوعاتِ شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب و باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے بعد مزاج پرسی اُس اسبابِ ممنوعہ کی بُرائی اور خوفِ مواخذہ آلہی اور دنیا دلفریب کی ناپائیداری بہت

منشی امین الدین صاحب کا تائب ہو کر داخل بیعت ہونا

خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہون نے اُسی وقت
ہزار ہا روپے کا اسباب شراب خواری کا اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُسکے گلوانے
کا حکم دیدیا۔ اُسکے بعد مولوی صاحب نے سبب عدم حاضری بحضور سید صاحب اُنسے پوچھا اُسوقت منشی
صاحب نے بہت شرم وحیا کے ساتھ عرض کیا کہ مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہون اور بالمشافہ آپ سے
اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہون یہ میرا رفیق آپسے عرض کریگا اُس رفیق کو مولوی صاحب نے تنہائی مین لیجاکر
پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک کسبی نہایت حسینہ وجمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے
مالدار آدمی اُسکے شیدا ہین منجملہ اُنکے ایک منشی صاحب بھی اُسکے عاشق زار ہین مگر وہ غارتگر ایمان ہفتے
مین صرف ایکبار یہان شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہین مگر وہ
کمبخت راضی نہین ہوتی اب منشی صاحب سخت مخمصہ مین پڑے ہین اگر سید صاحب کی خدمت مین حاضر
ہون تو وہان بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبہ محبت کے اُنکی جان نہین
رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سنکر سید صاسب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب
سارا حال آپکے گوش گذار کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ مین سچی توبہ کرینگے تو خداوند تعالیٰ
اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے
یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سُنادی۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنیکا تھا مولوی وحید الدین
صاحب کی موجودگی ہی مین مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی
بہت محجوب ہوئے۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہان سے تشریف
لائیے مولوی صاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہون۔ اس عرصہ مین سید صاحب
کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقون کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے۔ منشی
صاحب نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ مین داخل کرکے دروازہ
بند کر دیا اور آپ استقبال کر کے سید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جسمین وہ کسبی بند تھی
حضرت بیٹھ گئے۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بیٹھے تھے۔ مولوی وحید الدین صاحب
نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور مین طبیب حاذق کے
حاضر ہے۔ اب طبیب کی التفات چاہیے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس
زور شور سے اُس خالق ارض وسما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعماء آلہی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور
دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر ان سب چیزون کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

آہی کا حال اور قبر اور عالم حشر کی بیکسی آنکھون کے سامنے تصویر کرکے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس بیہوش ہوگئے اور وہ کسبی بھی جو ہر ہر لفظ وعظ کا سُن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے لگی اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دھاڑین مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال ماضیہ سے توبہ کرکے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی - اُس کسبی نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کرکے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضور چاہین اس لونڈی کا نکاح کردین تب حضرت نے اُس مجلس مین منشی جی سے اُسکا نکاح کردیا - بعد اس بیعت کے یہ دونو میان بیوی بڑے صالح اور متقی ہوے مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسرے طور پر اس قصہ کو بیان کیا ہے اگرچہ ماحصل دونو قصون کا ایک ہی ہے - کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ مین شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت مین عرض کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو مین ایسا عادی ہون کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہین سکتا مین اور سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہون مگر شراب کو چھوڑ نہین سکتا آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اِس شرط کو منظور کرکے اور سب منہیات شرعی سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اپنے گھر مین جاکر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ مین ڈھالکر شراب لے آیا جونہین پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک لیگیا تو دیکھا کہ دانتون مین اُنگلی دبائے ہوے سامنے سید صاحب کھڑے ہین فوراً پیالہ شراب کا ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہوگیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہان نہین ہین سمجھا کہ شاید مجھکو کچھ وہم ہوگیا تھا سید صاحب یہان کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ مین لیکر مونہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے کھڑے ہین اُسیوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہوکر حضرت حضرت کرکے اُس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے تب مکان کے کل دروازون کو مقفل کراکے ایک کوٹھری مین گھسکر وہان شراب طلب کی تو مونہہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈھا تو آپکا کچھ پتا نپایا آخر لاچار ہوکر پاخانہ مین جاکر شراب طلب کی تو وہان بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُسنے شراب سے بھی توبہ کرکے سب شیشے اور ظروف شراب نوشی کے تڑواکر پھنکوادیے +

صاحب ذکر علی بروایت نثار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تقریر

کرتے ہین کہ بعد عروج سید صاحب کے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے کُل مریدون اور شاگردون سے
کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سید صاحب سے ہوگا تم سب انہین کے ساتھ ہو جاؤ - یہ سنکر نثار علی
صاحب بھی آپکے ساتھ ہو گئے اور کلکتہ مین بھی آپکے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہین کہ بوقت قیام کلکتہ
کے ایکروز مولوی راشد صاحب جنہون نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی معظم حسین اور ایک
تیسرے عالم جنکا نام راوی یا صاحب ذکر جلی کو یاد نہین رہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت مین سید
صاحب کے مکان پر آئے کہ اُسوقت سوائے سید صاحب اور راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہان موجود نہ تھا - اور
بغرض امتحان علم و کمال سید صاحب کے اُس تنہائی مین سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپ سے پوچھی اُسوقت اس سورہ
کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینون عالم سنکر دنگ ہو گئے اور اُسی وقت
آپکے دست مبارک پر بیعت کرکے ملاقات تنہائی اور سوء ظنی کی معذرت کرنے لگے +

حین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی حضرت مع مولانا
محمد اسمٰعیل اور دوسرے رفقائے کاملین کے وہان تشریف لیگئے ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبد الرحیم
عرف عبد الرحیم مغرور کا تھا اپنے تئین مثل اپنے استاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید
صاحب کے سامنے بیٹھکر انکار واجب الوجود جل شانہ و اعظم برہانہ و انکار نبی اُمّی اور قرآن مجید کا زبان
عربی مین کرنے لگا سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشو و نما ملک ہند مین ہوا ہے اور کبھی زبان
عربی مین بات چیت کرنیکا اتفاق نہین ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ
زبان ہندی مین بات چیت کرو تاکہ مین اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھین اُسنے یہ بات
سنکر اور تھوڑی دیر توقف کرکے پھر زبان فارسی مین گفتگو شروع کی - اُسوقت آپنے فرمایا ہرچند کہ زبان فارسی
بھی مین سمجھتا ہون اور تمہاری زبان دانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہو گئی اور
چونکہ یہ سب تکلف ہے بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو مین گفتگو شروع کرو تب لاچار اُسنے اردو مین
برعایت قواعد منطقیہ و دلائل کلامیہ گفتگو شروع کی اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے خیال مین آیا کہ شاید
حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائینگے تب مین اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا
جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نفرماکر جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہین آپنے کلمات
عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے کسی نے
اُسکو نہین دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہین اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور
کہے کہ کمپنی تمکو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤن میرے ساتھ چلو تم اُس حکم کو قبول کروگے یا نہین اُسنے کہا

ایک شاہزادہ ٹیپو کا وجود واجب الوجود سے انکار کرنا اور قائل ہونا سید صاحب سے

ہان اُسی دم قبول کرونگا کیونکہ وہ حاکم ہے اور مین محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ تمنے نہ کبھی کمپنی کو دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُسنے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس وغیرہ کے دیکھکر یقین کرلینگے آپنے فرمایا کہ بہت سے کاریگر ایسے ہین کہ اس جیسے چپراس و نشان جعلی تیار کردین پھر تمکو کیسے یقین ہوگا کہ یہ شخص دراصل مرسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤن چلے جاؤگے اُسنے کہا کہ وہ حاکم اور ہم محکوم ہین ہمکو اُسکا حکم بےچون وچرا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ کا ایمان ہے کہ اسمین خیال اپنی بیحرمتی کا بھی نہین کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئین محکوم کہتے ہو اور یہ قرآن کلام معجز نظام کہ جسکی شان مین اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا قرآن بنانا چاہین تو ہرگز مثل اُسکے نہین لاسکین گے اگرچہ اُسکے بنانے مین ایکدوسرے کا مددگار ہو اور حضرت رسالت پناہ بتائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہے شرف افزا اس عالم کے ہوئے اسقدر کلام آپکی زبان مبارک سے سنکر وہ کافر بھونچکا سا رہگیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہین کہ ہم خواندہ نہین ہین یہ علم آپنے کہانسے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقۂ الحاد سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت مین حاضر کرنیکی کوشش کی گئی مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوے اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے دور دور بھاگتا پھرا۔

صاحب ذکر جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہین کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ مین ایک بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے مگر وہ ننانوے کے پھیر مین پڑا ہوا تھا اسکو رات دن ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اسکو سید صاحب سے اس سبب سخت عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ راگ وغیرہ عیش وعشرت کی چیزون سے کیون منع کرتے ہین اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جسقدر سید صاحب ان چیزون سے منع کرتے ہین اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتون کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان مین ٹہل رہے تھے اُسوقت یکبیک آپنے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین دلال پر نازل ہوگیا جب شہر مین لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو کبھی کچھ ہوش آتا تھا تو یہی پکارا کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُنکے پاس لیچلو۔ جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت مین لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر جنون

کرآتا آخراسی حالت مین سب دھن دولت چھوڑکر مرگیا اور ایک کروڑ پورا کرنیکی حسرت ساتھ ہی لیگیا

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہین کہ جو کوئی جس کرامت کے واسطے سید صاحب کو آزماتا تھا تو اللہ تعالیٰ وہی کرامت آپکے ہاتھ سے ظاہر کرا دیتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسیکے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پانؤ آپکی پشت کی جانب سے آئے تو بھی اللہ تعالیٰ نے اُنکا آنا آپکو معلوم کرا دیا اور بلا سونہہ موڑتے کے آپنے اُنکا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرض سلام علیک مین آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے ❊

وہی صاحب ذکر جلی زبانی عبید اللہ اور سید کرامت علی صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے اُس جگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا وہ پادری آپکو ٹہلتا ہوا دیکھکر آپکی خدمت مین حاضر ہو گیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان مین لیگیا اور وہان لیجاکر آپ سے عرض کیا کہ آپسے کچھ سنا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا سنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی مین کچھ بیان فرمائیے آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتین اس خوبی سے آپ پر کھلین کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا وہ پادری سنکر دنگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے اِس شخص سے بڑھکر کوئی دنیا مین ریاضی دان نہوگا ❊

شہر کلکتہ مین بیعت کرنے والونکی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیون کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیون کو اُس مجمع مین پھیلاکر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیون کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیونکا ایک کنارہ اپنے ہاتھ مین تھام کر کلمات بیعت کو بآواز بلند تلقین کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی- آپکے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتین وہانکے لوگون کے گھرون مین تھین اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر مین موجود تھے- شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کے واسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آڈر ہے پھر بلا حکم ہم اُسکو کیسے کرین اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہو گیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرا دی جاتی بلکہ اِن دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے اور

گلی کے چودھری تعینات تھے ایسے لوگونکا نشان دیتے جاوین - ہر روز دس پندرہ ہندو بھی مسلمان ہوتے تھے اُنکا بھی ختنہ کرا کے ایک علیحدہ مکان مین اُنکو رکھا جاتا تھا اِس کثرت سے مختون آدمی اُس مکان مین جمع ہوگئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے اُنکی خدمت کے واسطے تعینات تھے تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح مین اسقدر کثرت آپکے مریدون کی ہوئی کہ جو کوئی آپ سے بیعت نکرتا تھا اُسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اسوجہ سے تابعین کی اور بھی کثرت ہوگئی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگون کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثل پروانہ گرویدہ ہوگئی - ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانین بند ہوگئیں ٹھیکہ داران شراب نے اِسکی نالش بحضور حاکمان ضلع کر کے استعفا داخل کردیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہین آتا کسکے ہاتھ فروخت کرین - صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کر کے ٹھیکہ دارون سے کہا کہ بسبب تشریف آوری اِس درویش باکمال کے یہ بلا تم پر یہ نازل ہوئی ہے مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دُکانین بدستور سابق جاری ہوجائینگی - اُنہون نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اِس درویش کا یہانسے نجاویگا - اِندنون مین اگرچہ سید صاحب کے ساتھ قافلۂ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانونکی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانے والے نہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی ببرکت قدم سید صاحب کے کھانا بھی اِس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہوکر منون بچ رہتا تھا - سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلادیا بقول شاعرے ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر بہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ + شیخ **عبداللطیف** صاحب سوداگر مرزاپور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار روپئے نقد کے بمقام کلکتہ سائلون کو دیے گئے *

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہین کہ شہر سلہٹ واقع بنگالہ مین ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمسر قارون رہتا تھا ایکرات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک بڑی لمبی سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اِس سیڑھی پر چڑھکر آسمان پر گیا ایک دروازے سے آسمان مین داخل ہوکر اُسنے ایک شخص خوشرو خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ آداب تمام اُسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین حضرت آدم صفی اللہ باپ کل بنی آدم کا ہون (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتین کرنیکے وقت جو میری نگاہ بائین طرف کو جا پڑی تو دیکھا کہ وہان ایک دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

ایک اہل ہنود سیٹھ کا حالت خواب دیکھ کر حضرت کے ہاتھ پر ایمان لانا

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب مینے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے اور انگارے اچھل رہے ہین اور دھوئین کا دل بادل ہوکر سارے مکان کو گھیرے ہوئے اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے اور معذبین کی آہ و فریاد اور آہ و نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی مین بیہوش ہوکر گر پڑا تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہان سے اُٹھا کر دہنی طرف والے دروازہ پر لیجاؤ جب مین وہان لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کر دیئے تب مینے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازے کے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیون سے بنے ہوئے ہین درخت سبز اقسام اقسام کے میوون سے لدے ہوئے اُنپر جانور چہچہہ کر رہے ہین آب صافی کی نہرین نہایت لطافت اور خوبی سے جاری ہین یہ کیفیت دیکھکر میرے دلکو بہت سرور ہوا تب مین نے اُس کرسی نشین کے پاس جاکر حال اُن متضاد مکانون کا پوچھا اُسنے فرمایا کہ یہ دہنی طرف بہشت برین جائے سکونت مؤمنین موحدین کی ہے اور بائین طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار کا ہے جو بتون اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور رسولون کے حکم کو نہین مانتے اور تو کہ زمرۂ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مرگیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا چونکہ ابھی تیری موت نہین آئی تجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہوکر مومن موحد ہو جائے اور بہشت برین کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانا کر لیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونون مکانون کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ دربھولا ایک ہادی من اللہ سید احمد نام ارادۂ حج بیت اللہ کلکتہ مین وارد ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جاکر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کرکے مؤمنین موحدین مین داخل ہو جا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اُسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ مین پہونچکر فوراً حضرت کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کرکے کفر سے توبہ کرکے مؤمنون مین داخل ہو گیا حضرت نے حسب قاعدہ اسکی ختنہ کرا کر اول مختون خانہ مین داخل کرا دیا اور بعد صحت وہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا۔

انہین دنون مین جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ مین ہو رہا تھا انگریزون کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سُننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیون بخش صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت مین درخواست بھیجی کہ ایکروز تکلیف فرماکر ہم مشتاقون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشے۔ حضرت نے مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید کو انکے پاس بھیجدیا اُسدن قریب دس ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سُننے کو جمع ہوے مولوی صاحب کے ساتھ فقط ایکدو رفیق اور حاجی جیون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیان بندھ گئی تھین رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیان بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہین فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہین لیتے ✦

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہین اُسکے جواب مین مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہین ہے اسوقت پنجاب کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جائے ✦

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبدالرحیم معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی اسکے ٹیڑھے اور پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جائے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کہو سو بجا ہے اسکے سوا اور کوئی شئے قابل عبادت و تعظیم نظر نہین آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویون کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل نہ تھا مولوی اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتۂ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا ✦

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہو گئی تب یہان سے

چلنے کی تیاریان ہونے لگین یہان سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور نول انکو پیشگی ادا کر دیے گئے - ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت نے تقسیم کر کے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہان سے خرید کر جہازون پر لادا گیا - جہاز موسوم دریا بقی پر کہ جسکا ناخدا سید عبد الرحمن باشندۂ حضر موت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندہ سورت تھا حضرت مع اپنے قرابت دارون کے سوار ہوئے - جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازونکا اٹھا دیا گیا دو رات دن جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی مین رہے تیسرے دن کیلا گھچیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی مین پہونچے - یہان ایک واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور مین آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور او تکبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے سیر ہو کر ایسی جسارت کر کے میرے اندر ہلاک ہونیکو کیون آیا ہے تو نہین جانتا کہ مین وہ سمندر ہون جسنے ایکدم مین فرعونیون کو ہلاک کر دیا تھا اور مین وہ ہون کہ ہزارون جہاز اور کشتیان ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہین اور مین وہ بحر محیط ہون کہ ساری زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوے ہون اگر مین چاہون تو ایکدم مین سارے ساکنان زمین کو غرق آب کر دون پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیون ہلاک کرنا چاہتا ہے - سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سُنے تو اُسیوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر سے کہدے کہ تو کیسی غرور او تکبر کی بات کرتا ہے - مین اور تو دونو غلامان غلام اُس جبار اور قہار کے ہین تو اللہ سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار یہ کبر و منی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہین تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے پر بھی قادر نہین ہے جب حضرت کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سُنے جناب سمندر مثل حباب غائب ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل بید کانپتے ہوے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مین تو اُس قادر کریم کی مخلوقات مین سے ایک ادنیٰ مخلوق ہون اور رات دن اُسکے خوف سے تھر تھراتا اور اُسکی عظمت کے سامنے سر پٹکتا رہتا ہون میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کر سکون یا کسیکو ایذا پہونچا سکون مین پہلی بار فقط آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب مینے آپکو پختہ پایا تو اب مین واسطے اظہار اطاعت کے حاضر ہوا ہون آپکا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ ہون - اور یہ کہکر رخصت ہوا جب جہاز سمندر مین پہونچے تو مارے موجون کے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگون کو جمع کر کے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ و امان جان و مال اہل قافلہ کے دعا کی - اور حاضرین آمین کہتے تھے - اُسوقت حضرت کے اوپر ایک ایسی حالت اور رقت ہوئی تھی کہ اُس دعا کی قبولیت کی صدا ہر در و دیوار سے نکلتی تھی ببرکت اس دعا کے اسی وقت ہوا موافق

روحانیت سمندر کا بتکبر از حضرت پیش آنا اور معقول و مسکت جواب پا کر فرمانبرداری ظاہر کرنا

ف یہان در و دیوار جہازون کی مراد ہین ۱۲ احمد علی [illegible]

ہوکر تلاطم اور موجون کا صدمہ کم ہوگیا اور جہاز مثل برق کے اُڑتے چلے جانے لگے - جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو
چارون طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا - جب خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرۂ لنکا
کے پہونچے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند پاسبانون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے اُنکو
روسیاہ کرکے پس پا کردیا - جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہوگیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکر مین
حلوا تیار کرکے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم
کرادیا - یہانسے آگے چلکر بندر کالی کت اور مالابار اور جزیرۂ آمینی اور سقوطرہ مین بقدر ضرورت توقف کرتے
ہوئے دریائے ہند سے نکلکر بحر عرب مین جا پہونچے - تھوڑے دن جہاز بحر عرب مین چلکر عدن مین پہونچے
بعض معتبر راویون کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی مین ایک مرتبہ جہاز مین میٹھا پانی نہ رہا تھا - ناخدا جہاز
نے اِسکی اطلاع حضرت سے کی اور حضرت اپنے مالک حقیقی سے دُعا کرنے کو بیٹھ گئے عین حالت دعا مین
آپکو یہ الہام ہوا کہ اِس مقام پر ہمنے سمندر کا پانی میٹھا کردیا ہے جسقدر چاہو جہاز مین بھر لو - حضرت نے مالک
جہاز کو یہ بشارت سُنادی اُنہون نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا - یہ پانی نہایت
صاف شفاف اور شیرین تھا + عدن مین پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب اور واقعۂ غریب ظہور مین آیا -
جب حضرت مع چند آدمیون کے ایک کشتی پر سوار ہوکر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت
فاصلہ پر ہے اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا - ہان کوئی
سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے - جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ
پر سے اُونٹ کرایہ پر مِل سکتے ہین مگر اُس شدت طپش مین اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن
تھا اُسوقت سب ہمراہیون نے لاچار ہوکر حضرت کی توجہ چاہی آپنے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ رب العزت
اُسکو آپ پہونچا دیگا تم کچھ فکر نکرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ لے - ہمراہیون نے بموجب ارشاد
حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی عدد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند
اونٹ چلے آتے ہین اور بغیر بُلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے - اور بلا عذر سب کو سوار کراکے شہر عدن مین
لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانیکے بعد وہ شتر مع شتربانون کے کہین غائب ہوگئے - واسطے دینے کرایہ کے ہرچند
اُنکو تلاش کیا مگر کہین اُنکا پتہ نملا لاچار ہوکر قاضی شہر کے پاس گئے کہ ہان کرایہ جمع کردین جب وہ شتربان آئیگا
قاضی صاحب اُسکو دیدینگے - جب قاضی شہر سے شتربان اور شترون کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ
اور صورت کا کوئی شتربان یہان رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر مین ہے وہ کوئی

مدد غیبی تھی جو ہمکو پہونچا کر چلی گئی اگر اس شدت طپش مین ہمکو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہان ہلاک ہوجاتے اب ہم کرایہ تم سے لیکر کسکو دیونگے۔ عدن مین پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحب جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر مین واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لیگئے اور تین روز عدن مین مقام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہان تین روز ہر قسم کا گوشت کھا کر سیر ہوگئے۔ بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہوکر سہ شبانہ روز مین مخا پہونچگئے۔ اس مقام پر پہونچکر سید عبدالرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی حضرت نے اُسکی درخواست کو منظور کرکے ایک مہینے تک مخا مین قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمین فروکش ہوئے۔ بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کرکے یہان سے آگے کو روانہ ہوے اور چار روز بندر حکلا مین قیام کرکے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہے پہونچے اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دین کہ وہ غسل کرکے احرام باندھ لے تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کرکے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر آپ نے ساری جماعت کے سامنے بیٹھکر دونو ہاتھ بلند کرکے بہت دیر تک حمد و ثنا اُس رب الارباب کی کرکے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے دعا مانگی کہ اثر اُس دعا کا سامعین کے قلب پر حد سے زیادہ ہوا اُسکے بعد سجدے مین سر رکھکر بہت دیر تک سجدہ شکر کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ اے یارو تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے یلملم سے چلکر تین چار روز مین جہاز جدہ مین داخل ہوے +

جدے مین جہاز سے اُترکر پانچ روز قیام رہا۔ جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے پانچوین روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹون پر سوار ہوکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور حدیبیہ مین پہونچکر سب یارون کو ساتھ لیکر دعا مین مشغول ہوے اور حدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۱ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوے مسجد بیت الحرام کو دیکھکر ہر ایک آدمی اس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئین کسی کو طاقت بات کرنیکی نرہی یہانتک کہ معلم اور مطوف وغیرہ جو وہان حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمنے اپنی ساری عمر مین ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہین دیکھا وہان پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کرکے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین ادا کی اور براہ باب الصفا حرم محترم سے باہر ہوکر اور میدان صفا و مروہ مین جاکر تسبیح و تکبیر کہتے ہوے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی۔ اُسوقت حضرت نے بمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کراکے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کے ساتھ مسجد الحرام مین جاکر سب کے سب

بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ؛

اِسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا بمجرد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلین اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی افق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا - رمضان المبارک کی راتون مین ہفتے مین دو بار سید صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنیکے واسطے مسجد تنعیم تک کہ بقدر تین میل کے ہے جاکر اور وہانسے احرام باندھکر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اوّل فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی مُصلے پر پڑھکر اپنے مکان کو چلے آتے - بیسوین تاریخ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام مین معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھکر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لائے - اور ماہ شوال و ذیقعدہ بھر مکہ معظمہ مین رہکر طواف خانہ کعبہ کرتے رہے ؛

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے فیضیاب ہوے - ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کے واسطے اپنا خلیفہ کرکے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی - اور شیخ عمر مفتی مکہ المعروف عبد الرسول جو اُستاد عبد اللہ سراج شیخ العلما کے تھے اور سید عقیل اور سید حمزہ تینون بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاء مکہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب مکہ معظمہ مین پہونچے تو ان بزرگون نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کرکے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینون بزرگون کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف مین شریک ہوتے - کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگون پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہوکر سید صاحب کے ساتھ کیون طواف کرتے ہو تو اُنھون نے اُس ناسمجھ سائل سے کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشف باطن سے معلوم کرلیا ہے کہ اِس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور جو لوگ اُس طواف مین آپکے ساتھ رہتے ہین اُنکا طواف بھی مقبول ہے اِس سبب سے ہم ہمیشہ اُنکے طواف مین ساتھ رہا کرتے ہین ؛

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحی سنہ ۱۲۳۷ ہجری کا نظر آیا تو آٹھوین تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھکر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل مناسک حج پڑھکر سُنایا اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیون کے حاضر تھے اُس دن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے اپنے گھرون کو مقفل کرکے اور بدّو لوگون کو بطور پاسبان تعینات کرکے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا مین جاکر شب باش ہوئے اور صبح کو بعد ادائے

نماز وہان سے عرفات کو روانہ ہوئے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات مین حاضر ہو گیا بعد زوال
کے مسجد نمرہ مین ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیون نے اُس مسجد عالیشان مین جاکر نماز ظہر اور عصر کو جمع
کر کے پڑھا - بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جا کر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور دعا
کی اُسوقت دو تین آدمی بڑے بڑے رومالون سے اور چند آدمی نیزون سے لبیک لینے کا اشارہ کرتے جاتے تھے
جب سب حاجی ایک ساتھ ملکر لبیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُسکی آواز پہونچتی تھی -
اُسوقت سید صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر واسطے دعا کے ہاتھ اُٹھائے اور واسطے تمامی حاضرین
اور غائبین اس گروہ کے کمال عجز اور انکساری سے دعا کی اور اُس دعا مین بھی ایسی رقت ہوئی کہ سامعین اور
آمین گویون کے دلون پر اُسکی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے - منجملہ اُن دعاؤن کے جو اُسوقت حضرت نے
مانگی تھی ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندون کے محض اپنے فضل
عمیم سے بے روریا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرما کر اس نعمت عظمیٰ کا شریک کیا ہے سو تو ہم مین سے
کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب نفرمانا اور میدان قیامت مین تو ہی خاص اپنی نوازش کرنا - سب ہوا خواہ
اس بات پر متفق ہین کہ بوجہ قبولیت اس دعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی
کے نہین ہوا اسواسطے امید قوی ہے کہ باقی دعائین بھی حضرت کی قبول ہوئی ہونگی ؎

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُتر کر ندائے حج مبارک کی ہر کسیکو پہونچائی اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال
سرعت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہین اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ
واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ مین نماز مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا اور وہین سب حاجیون نے راتکو آرام کیا
بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کر کے خطیب نے ایک خطبہ مین حمد و ثنا اور نعت رسول اور احکامات قربانی
اور مناسک کو شرح اور مفصل کر کے بیان کیا بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین
میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کر کے تین روز تک وہان شب باش
رہے - چودھوین تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرت طواف اور صلوٰۃ اور ادائے عمرہ مین لگے رہے -

اس عرصہ مین حضرت نے ایک خط بحضور پر نور جناب مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی کے مکہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر حج کا لُب لباب اور قابل دید ہے - اس کتاب کے
ضمیمہ مین بعد نمبر ا ده اصل خط درج ہے وہان ملاحظہ کرنا چاہیے ؎

چونکہ اب سید صاحب ایک کامل شخص اولاد علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی
کی یہان مکہ معظمہ مین ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام مین یہ خط شاہ صاحب کو پہونچا تو ۲۷ ماہ رجب المرجب کو

شاہ صاحب موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اسطرح پر دیکھا کہ ایک بڑا فراخ
اور وسیع میدان ہے اسمین سفید فرش مثل بُراق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اُس فرش پر
بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ شکلون والے لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری
کے منتظر ہین شاہ عبدالعزیز صاحب بھی حال تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کر کے اُسی فرش پر ایک جگہہ بیٹھ گئے
ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جانب قبلہ سے نمایان ہوکر رونق افروز اُس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحب کے
روبرو چار زانو بیٹھ گئے اور مولانا ممدوح بپاس ادب آپکے سامنے دو زانو ہوکر بیٹھے۔ حضرت امیر نے سوا ے شاہ
صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہین کیا۔ شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور
اِس موقع کو غنیمت جانکر چند سوال حسبِ ذیل عرض کئے **اوّل** یہہ چارون فقہا رحمہم اللہ کے مذہب مین کونسا مذہب
آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ انمین کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہین ہے اور فرمایا کہ انمین کوئی مذہب بھی
میرے طور اور طریقے پر نہین ہے سب مین افراط و تفریط ہوگئی ہے **دوم** آپنے عرض کیا کہ ان مشہور طرق اولیاء اللہ
مین کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ انمین بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہین ہے ہر طریقے
مین کچھ کچھ چیزین نامرضی یا خلاف طور میرے لوگون نے ایجاد کر لی ہین اور اس وجہ سے سب کے سب ہمارے طور
اور طریقے سے بہت دور جا پڑے ہین کیونکہ ہمارے عہد مین صرف تین طور کے شغل حصول تقرب الٰہی کے لئے
یعنی ذکر اور تلاوتِ قرآن اور نماز تھے۔ اب ان لوگون نے صرف ذکر کو شغل مقرر کر لیا ہے اور تلاوتِ قرآن
اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقرب الٰہی کے ہین شغل ہی نہین جانتے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو
بذریعہ چند طریقون کے انتساب اور توسل آپکی جناب مین حاصل ہے لیکن امیدوار ہون کہ بلا واسطہ حضور کے
دستِ مبارک پر بیعت کرون اُسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھ پھیلا کر انسے بیعت لی اُس بیعت سے بہت سے امور منکشف
کالالف شاہ صاحب کے باطن مین ہوا۔ اسکے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصًا قریش نے آپسے
جھگڑے کئے ہین اُسکی اصل کیا ہے اور آنکے حق مین کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ
تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکر رنجی باہم ہوگئی تھی مگر نافہم لوگون نے اسکو بہت بڑھا لیا اور دور دور
لیگئے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے کو سید اور آپکی اولاد سے سمجھتی ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ
وہ جھوٹے مین میری اولاد سے ہرگز نہین ہین۔ پھر حضرت امیر نے فرمایا مینے سُنا ہے کسی شخص نے ایک کتاب
پشتو زبان مین تصنیف کی ہے اور اُسمین کلمات میری حقارت کے لکھے ہین تمکو اُسکی کچھ خبر ہے۔ شاہ صاحب
نے عرض کیا کہ مین نہ پشتو جانتا ہون اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہون مگر اسکی تحقیقات کر کے پھر عرض
کرونگا اسکے بعد اور چند باتین ہوئین جو شاہ صاحب کو یاد نہین۔ پھر حضرت امیر یکایک اُٹھکر جدھر سے تشریف

لائے تھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افزا ہوگئے - اور شاہ صاحب نے اس خواب کو تحریر کرا کے اُسکی نقلین
جابجا ارسال کردین تاکہ امورِ مستفسرہ مین خلائق غور کرکے راہ اعتدال کی اختیار کرے اور افراط و تفریط سے باز آئے
یہان مکہ معظمہ مین انہین دنون مین بعد ادائے حج کے ایک اور عجیب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا - نواب
وزیرالدولہ مرحوم اور صاحب **مخزن** باتفاق لکھتے ہین کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر مین اپنے
بیٹے کے ساتھ تھین جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہوگئین - اسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے
مشرف نہ ہوئی تھین بلکہ آپکی بیعت کرنے سے اُنکو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھین
کہ سید صاحب نے ہمارے گھر مین بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُنکے ہاتھ پر کیسی بیعت کرین حالانکہ اِن مخدومہ کے
شوہر مولوی **عبدالغنی** صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد اور
عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوچکے تھے - مولانا شہید نے اُنکا وقت اخیر دیکھکر حضرت کے ہاتھ
پر بیعت کرنیکے واسطے بہت سمجھایا مگر اُنکو کچھ ایسی اَٹک ہوگئی کہ اُنہون نے ہرگز قبول نکیا تب مجبور ہوکر مولانا
خاموش ہو رہے اور بارگاہِ الٰہی مین اُنکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری
والدہ کو کہ اب اُنکا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانین اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرین اور اس
ہمعنی ہٹ سے باز آئین - مولانا کا تیر دعا نشانہ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان حشر
کو خواب مین دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہو رہی ہے نہ کہین سایہ ہے
کہ جہان ذرا آرام کرین اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بُجھائین - یہ مخدومہ بھی بحالت زار و نزار سایہ اور پانی کی
تلاش مین اِدھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھین ایسی حالت تباہ مین اُسوقت اُنہون نے دور سے
دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ مین شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے
اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بانصیب لوگ ہین جو ایسے وقت مین زیر سایہ کھڑے ہوے بہار
اُڑا رہے ہین اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی اُنمین داخل
ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہوجاؤ ورنہ اس عیش و عشرت مین داخل نہونے پاؤ گی - یہہ خواب
دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہوکر بیدار ہوئین اور اسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بُلا کر یہ خواب اُنکو سنایا اور
کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ غرض اسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور ان مخدومہ نے اپنے
انکار پر معذرت کرکے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتوین روز ساتھ خاتمۂ خیر کے راہی
آخرت ہوئین - انا للہ و انا الیہ راجعون ؁

اب تیاری سفر مدینۂ منورہ کی ہونے لگی ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ

رکے اور زاد راہ ضروری ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا جب سے کہ حضرت ملک عرب مین پہنچے تھے وہان
ہر خاص و عام مین یہ مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سید زادہ بڑا مالدار ملک ہندوستان سے آیا ہے اسکے ساتھ سات سو
پچاس آدمی ہین جو نقد و نادار ہین انکا خرچ خوراک وغیرہ کل اسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اس گھات
مین تھے کہ راہ مین بیچ مکہ اور مدینہ کے اسکو لوٹینگے اور جملہ اقوام بدو اور قطاع الطریق مین مدت سے اس لوٹ کی
تیاریان ہو رہی تھین۔ یہ خبر سنکر بوقت روانگی مدینہ منورہ کے حضرت نے متوکل ہو کر اپنے ساتھ والون کو حکم دیدیا
تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لیجائے۔ اگر لٹیرے ہمپر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے
پاس موجود ہے اس راہ مین فدا کر دینگے۔ خیر مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر اول منزل وادی فاطمہ مین ہوئی اس
وادی مین مرقد مبارک حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقون
کے واسطے زیارت کے وہان تشریف لیگئے۔ صاحب مخزن احمدی لکھتے ہین کہ ہمکو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ
انگور کے غیب سے عنایت ہو گئے۔ حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نہ تھی۔ دوسرا مقام جحفہ مین ہوا جہان
مابین اہل قافلہ اور شتربانون کے کچھ فساد ہو کر نوبت مار پیٹ کی بھی پہنچ گئی تھی مگر حضرت نے فریقین مین صلح
و آشتی کرا کے رفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی + نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ محاذ
اس پہاڑ کے پہنچا جہان سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنون کا رہتا ہے جو مدت دراز سے اس قافلہ
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ یہان رات بھر ڈاکہ پڑنیکا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت
اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کر چکا تھا پھر یہان کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اسطرف مونہہ کرے
بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتون کا سردار اپنے بہت سے دوستون کو ساتھ لیکر حضرت
کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک مؤدب آپکے سامنے بیٹھا رہا۔ جب رخصت
ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اسکو عنایت کئے۔ اسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہو کر سو رہا۔ وہان سے
دو منزل چلنے کے بعد وادی صفرا مین حضرت شیخ عبد الرحیم یمنی اور حضرت ابو عبیدہ ابن الحارث ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غزوہ بدر مین زخمی ہو کر اس مقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف
ہوئے۔ یہان ایک قیام بھی ہوا۔ یہان سے روانہ ہو کر ایک ایسی جگہ پہ مقام ہوا جہان سے مدینہ منورہ
فقط تین کوس رہجاتا ہے اس روز سید صاحب کو سخت بخار اور درد سر لاحق ہو گیا تھا ایسے نازک وقت
مین کہ سردار قافلہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے چارون طرف سے رہزنون نے اس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ
اور قتال شروع ہو اسوقت سوار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو رئیس رہزنون کا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار
رہزنون سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس ساربانون نے اس سے کہا کہ اس قافلہ پر

حملہ نکرو کیونکہ اس قافلہ مین سوا سے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہین ہے اور نیز احمد پاشا
نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تمکو
لوٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگون کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار
ہے - یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق وہین سے لوٹ گیا - اُس رات کو اثنائے راہ مین سید صاحب نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت بمعیت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت
خاتون قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آپکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ
نے حضرت سید صاحب کے سینۂ مبارک پر اپنا اپنا ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی بشارتین آپکو
دین - خیر اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ مین پہنچکر ایک مناخہ مین متصل عیدگاہ کے باہر
شہر کے مقام ہوا اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اُسیوقت مسجد نبوی مین
نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے - چند مکان
کرایہ لیکر ایک مکان مین حضرت مسکن گزین ہوئے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا پچیس ۲۵ روز
تک وہان مکانات متبرکہ کی زیارت مین مصروف رہے اور اس عرصے مین بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی
بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینۂ طیبہ اور سرتاج
اولیا مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت دفعہ مرقدِ مبارک کی داخلی بھی اسطرح
پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے
جب سید صاحب مدینہ منورہ مین رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب پھلتی جو بسبب
بیماری کے مع اپنے فرزند مولوی وحید الدین صاحب کے مکۂ معظمہ مین رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال
کے روز سید عمر معروف بہ عبد الرسول نے جو اولیاء مکہ او معتقدان سید صاحب سے تھے مولوی
وحید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ ببرکت بیعت سید صاحب کے تمہارے
والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا مین نے ملاءِ اعلیٰ مین سُنا ہے - اور ادھر مدینۂ منورہ
مین بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ آج مولوی معین الدین
صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُنکا ذکر ملاءِ اعلیٰ مین ہو رہا ہے - جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ مکہ معظمہ
مین آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے انکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اُسی دن اُنکا
انتقال ہوا تھا پچیس ۲۵ روز کے قیام کے بعد موسم سرما نے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی
کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر باینہمہ کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا

۲۴ تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب مین دیکھا
اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہوجا کیونکہ تیرے
اہل قافلہ کو شدت سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری
شروع کردی اور تین روز مین سب سامان ضروری سفر کا مہیا کرکے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ ہجری کو
مدینۂ طیبہ سے کوچ کرکے ذو الحلیفہ مین پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلون کے
بخیریت تمام مکہ معظمہ مین واپس آئے - جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید
صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم و صلوٰۃ اور عمرہ و طواف و اعتکاف مین مشغول ہوئے -
جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوفہ کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ
روز بقیہ شوال مین اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کرکے یکم ذیقعد ۱۲۳۸ھ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب
اُس شہر مقدس سے بادل محزون جانب وطن روانہ ہوے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ مین پہونچے -
اس ۔۔ماہ مہینے کے قیام ملک حجاز مین آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار
وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جسکا کسی قدر ذکر ہم اوپر بھی کرچکے ہین - خاص مکہ معظمہ مین علاوہ اُن بزرگان
مذکورۂ بالا کے شیخ مصطفےٰ امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوے تھے مولوی عبد الحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کرکے
ان لوگون کو دیا تھا شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی
جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبد الرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخارامی مدرس مدینہ
منورہ اور ہزار ہا عالم اور عامی جو اطراف و جوانب سے حج کو آئے ہوے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوے اور
اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک مین آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام آلہی کی بخوبی ہوئے - اسیطرح جدہ
اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ مین ہزار ہا خلقت نے آپسے فیض پایا اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقائد
باطلہ سے تائب ہوکر راہ راست پر آگئے + جدہ مین وقت واپسی چھہ روز قیام رہا اس عرصہ مین جہازون
وغیرہ کا بندوبست کرکے ساتوین روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنیکے
بعد مخا مین پہونچے بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا - بہت معتبر راویون کا بیان ہے
کہ اس سفر مین بہت سے جنون اور شاہ جنات کو مثل اپنے جدامجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
آپنے ہدایت کی اور لاکھون جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوے - چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ
کو بہت مختصر کرکے اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنون کا اور ہزار ہا جنات کا

۲۴ر تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۸ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب مین دیکھا
اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہو جا کیونکہ تیرے
اہل قافلہ کو شدتِ سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری
شروع کردی اور تین روز مین سب سامانِ ضروری سفر کا مہیا کرکے ۲۹ر تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۸ ہجری کو
مدینہ طیبہ سے کوچ کرکے ذوالحلیفہ مین پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلون کے
بخیریت تمام مکہ معظمہ مین واپس آئے۔ جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید
صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم وصلوٰۃ اور سجدہ وطواف واعتکاف مین مشغول ہوئے۔
جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوفہ کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ
روز بقیہ شوال مین اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کرکے یکم ذیقعد ۱۲۳۸ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب
اُس شہر مقدس سے بادل محزون جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ مین پہونچے۔
اس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز مین آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور بلغار
وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جسکا کسی قدر ذکر ہم اوپر بھی کر چکے ہین۔ خاص مکہ معظمہ مین علاوہ اُن بزرگان
مذکورۂ بالا کے شیخ مصطفے امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوئے تھے مولوی عبدالحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کرکے
ان لوگون کو دیا تھا شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی
جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبدالرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخاری مدرس مدینہ
منورہ اور ہزارہا عالم اور عامی جو اطراف وجوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور
اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک مین آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام الٰہی کی بخوبی ہوئے۔ اسیطرح جدہ
اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ مین ہزارہا خلقت نے آپسے فیض پایا اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقائد
باطلہ سے تائب ہوکر راہِ راست پر آگئے + جدہ مین وقتِ واپسی چھہ روز قیام رہا اس عرصہ مین جہازون
وغیرہ کا بندوبست کرکے ساتوین روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنیکے
بعد مخا مین پہونچے بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا۔ بہت معتبر راویون کا بیان ہے
کہ اس سفر مین بہت سے جنون اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
آپنے ہدایت کی اور لاکھون جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ
کو بہت مختصر کرکے اسطرح پر تحریر کرتے ہین کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنون کا اور ہزارہا جنات کا

کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوفہ مین بخیر و عافیت تہنیت فرما ہوئے۔ چنانچہ ایک بزرگ نے انکی واپسی کی تہنیت مین ایک قصیدہ کہا ہے جسکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہون

قصیدہ

ہوگیا اس نور سے پُر گنبدِ چرخِ اخضر
جسکے لمعان سے ہے کند فرشتون کی نظر

نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت
نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر

جلوۂ طور کہون یا کہ شبِ قدر کا نور
یا ترقی پہ ہوئی روشنی تازہ سحر

جسطرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے
عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہ جا ششدر

آسمان پہ جو نظر کی تو بسان فانوس
مشتعل روشنئے عرش سے تھا اُسکا گھر

کرکے مین غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا
تھی وہ خورشید سے بھی نور مین زیادہ انور

تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ
عرش پر جسکی تجلی کا پہونچتا تھا اثر

شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالا مال
عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر

کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو
حور جنت سے چلے آئے نکل کر باہر

اِس ترقی پہ غرض دیکھ کے مین خطۂ ہند
سجدۂ شکر ادا مینے کیا خوش ہوکر

تھی عجب طرح کی دلکو میرے اُسدم فرحت
جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر

تھا نہ دل سے مین تفتیش سبب کے درپے
کسکے انوار سے یارب ہے زمین رشک قمر

کسکا باعث ہے جو یون ملک مین ہے آبادی
کیا خوشی ہے کہ جو یون عیش و طرب ہے گھر گھر

شکل فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ
یارب اس بھید سے کچھ مجھکو بھی تو آگہ کر

یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف
گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر

اب تلک پہونچا نہین مژدۂ جان بخش تجھے
جس سے شادان ہین ملک خوش ہین ہر ایک جن و بشر

آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ
جسمین ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر

اُنکے انوار سے روشن ہے زمین تا بفلک
انکی ہمت سے ہوئی دین کو نشو و زینت و فر

ہے ہر ایک شخص وہان آمرِ امرِ معروف
قامعِ بدعت و ناہی اصول منکر

ماحی کفر زدل قاتل کفار زجان
قاطع رسم زبون تابع حکم داور

اُنمین ہر ایک ہے فرید اور وحید آوان
حافظ و عالم و عادل سخی و نیک نظر

ظاہر آراستہ بر ملت بیضاے نبی
باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

کدورت و کاوش نہ کسی مین نہ ریا و کینہ ۔۔۔ نہ حسد دل مین تکبر نہ کسی کے اندر
کیا کرون قافلہ سالار کا اُسکے مین بیان ۔۔۔ جسکے اوصاف ہین تحریر و بیان سے باہر
عادل و عالم و عابد بشرِ والا ہمت ۔۔۔ اشجع و افصح و ابلغ سخی و نیک نظر
عاقل و فاضل و باتم زکی و عالی طبع ۔۔۔ زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر
ترک تجرید و توکل مین فرید دوران ۔۔۔ حلم اور خلق دیانت مین وحید اکبر
معدن لطف و حیا مجمع جود و ہمت ۔۔۔ مخزنِ عفت و اُلفت شرف نوع بشر
بحر جود و کرم گلشن عرفانِ نبی ۔۔۔ مشعل راہِ طریقت بحقیقت رہبر
صدق مین ثانی اثنین کی مانند قوی ۔۔۔ جد اور جہد مین اسلام کے ثانی عمر
شرم مین حضرت عثمان سا جون بحر حیا ۔۔۔ اور صفِ جنگ مین ہم طرز علی صفدر
طور اور طرز مین سب طینت اصحاب نبی ۔۔۔ قاف ہے راہِ شریعت مین ہے مستحکم تر
وعظ مین اُسکے یہ تاثیر کہ پڑھلین کلمہ ۔۔۔ لات و عزّی و منات اور ہبل بھی فرفر
سید صفدر و عالی نسب و زینتِ دین ۔۔۔ زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور
سید احمد و عالی حسب و فخر زمان ۔۔۔ رہبر راہِ شریعت خلفِ پیغمبر
ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی ۔۔۔ ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اُسیکے اندر
سینۂ صاف سے اُسکے ہے خجل آئینہ ۔۔۔ نور ایمان سے ہے قلبِ مصفّٰے گوہر
حق مین گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی ۔۔۔ جوشش خون مین کرے کام نہ ایسا نشتر
ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ ۔۔۔ لاکھ چلون سے بھی باطن مین نہوا تنا اثر
اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پہ دم ۔۔۔ ہون طلا چھنے مین کہسار کے سارے پتھر
خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ ۔۔۔ رشک الماس ہو گر ہاتھ مین لیلے کنکر
رنگ مین گو کہ رہے سرخ بسانِ یاقوت ۔۔۔ سرد ہو یخ کی طرح ہاتھ مین اُسکے اخگر
اُسکی نظرون سے گرے مشک تو ہو پشک کے کم ۔۔۔ کوئلہ ہاتھ مین اُسکے ہو مثالِ عنبر
ناخدا جو ئے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان ۔۔۔ بحرِ ذخار طریقت کا حقیقی رہبر
علم کو اُسکے مگر علمِ لدُنّی کہیئے ۔۔۔ جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر
آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور ۔۔۔ پھر کے سرسبز ہوا خشک شریعت کا شجر
فیض سے تیرے نمازی ہوئی خلقت یہانتک ۔۔۔ پڑھے بیمار بھی ہذیان مین سورہ کوثر

یعنی کوہ قاف

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جسطرف دیکھئے تعمیر مساجد ہوگی
آتی ہر سمت سے ہے بانگ مؤذن کی صدا
اسقدر عصر مین تیرے ہوئی افراط نماز
قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی
دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب
ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہین وان ملتی
مستحاضہ بھی نہا کر کے پڑھے پانچون وقت
جھٹ نہا دھو کے تہجد کے لیے ہے تیار
جو ملا تجھ سے ہوا راہ خدا مین مصروف
تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہین ہے تجھ مین
تجھ سے باطن کے قوانین ہوے ایسے درست
منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کیفیت
نہ ہدایہ مین وہ علت نہ وقایہ مین نشان
نام کتاب ۱۲ — نام کتاب
نہ ہے سلم مین پتا اور نہ توضیح مین کچھ
کچھ نہین تیری شجاعت تو بیانکی محتاج
رستم و گیو تجھے دیکھ بروز ہیجا
دیکھے اکوان بھی گر خواب مین تیری صورت
پیش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی عون
تیری دہشت سے اٹھے گور مین نمرود کے دود
ملے ہامان کو ہرگز نہ کہین جائے امان
اسطرح توڑیگا تو حصن حصین کفار
زہرہ شیر ژیان خوف سے ہو جا پانی
قاش لیمون کی طرح ملکے کرے افسردہ

ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر
جسکو سنئیے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر
لاکھون تیار ہوے ملک مین چھوٹے ممبر
ہند سے رسم بری اٹھ گئین صد ہا یکسر
باندھی ہر شخص نے تہذیب ہدایت پہ کمر
تیری تنبیہ سے لاکھون ہوے فاسق اطہر
جو کہ چھوٹی موٹی مسجد تھی پڑی صاف کھنڈر
مین سرما مین بھی آیا ہو کہین اسکے گر
اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی ہم بستر
جو پھرا تجھ سے جماعت سے ہوا وہ باہر
جسکو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر
دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کر کر
جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بناوے مسطر
نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر
در مختار مین اسکا نہ سراجی مین اثر
نام کتاب ۱۲ — نام کتاب در علم فرائض ۱۲
خالی ہے فقہ کا اس علم سے سارا دفتر
صاف چہرہ سے عیان ہے تری شان حیدر
ہو نہ رہ ڈھیلی نکل جاے گلے سے بکتر
پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر
شید جمشید کا ہو جون خط ناقص ابتر
شدت خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر
کھینچے تو غصہ سے گر قتل پہ اسکے خنجر
جد امجد نے ترے جو کہ اکھاڑا خیبر
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اسپر
ٹکڑے جسکا تو صف جنگ مین سر اور مغفر

ہین درِ مسجد اقصی تیرے طاق ابرو ہٹ
کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر

ہے یقین دیکھے جو گر شب تجھے روز مصاف
گر پڑے الٹا ہی میدان مین کھا کر چکر

جب کرے لشکر کفار پہ تو عزم جہاد
نصرت و فتح تیرے سر پہ ہو مانند چھتر

جو نہ کمبخت تیری وعظ و نصیحت مانے
ہے بہائم سے بھی رتبہ مین وہ احمق کمتر

کافرون کا ہو تیرے سامنے یون تیلا حال
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگین مچھر

خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مسن کو زر

فیض سے تیرے ہوا دم مین وحید دوران
جسنے دروازہ پہ تیرے کیا اکر بستر

رکن دین مولوی عبد الحی و شاہ اسمٰعیل
فیض سے تیرے ہوے کاملون کے سر دفتر

تیری صحبت نے ملایک کی کری خاصیت
گو کہ ظاہر مین نظر آتے ہین ہمشکل بشر

حق مین کفارون کے ضیغم کی طرح خونخوار
مومنون کے ہے وہ شفقت مین پدر سے بہتر

فخر ابنا رزمان قبلۂ ارباب صفا
کعبۂ اہل یقین دادرس ہر مضطر

ذات سے تیری یتیمون کو بہت تقویت
زن بیوہ کے تو حق مین ہے وہ سحاب ممطر

تھا غضب ظلم کہ بیوہ نکرے عقد نکاح
کھولی یہ رسم زبون رحمت حق ہو تجھ پہ

جسمین راضی ہو خدا ہے وہی اُنکو منظور
آبرو کا نہ اُنھین خوف نہ کچھ جی کا ڈر

جو مسلمان کرے اُنسے ذرا سا بھی سلوک
اُسکے بدلے مین نہ کوئی کرے اُنسے بہتر

کیون منافق نہو صورت کو تیری دیکھ کے غش
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپر

حق تعالی کرے اقبال تیرا روز افزون
تیرے انصاف سے آباد ہون ساتون کشور

تجھپہ ہر لحظے بلا ریب ہے امدادِ خدا
جلوہ گر ذات سے تیرے ہے عجائب منظر

چاہ بیژن مین گرے یا چہ بابل مین پڑے
کھاوے دشمن تیرا اسطور کی بیڈھب ٹھوکر

مونہہ مین دشمن کے تیرے قند ہو حنظل سا کڑا
ہو محبون کے دہن مین تیرے حنظل شکر

نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا +
مونہہ مین دشمن کے تیرے ہووے بجا کنکر

یون کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور
فکر تاریخ مین جب نیچے کیا مین نے سر

اور گھر آنے کی تاریخ مین یہ بیت پڑھی
تہنیت دیکے مجھے اور تبسم کرکر

حاجیان حرم کعبہ بہ آوان مجید
آئے حج کرکے بڑی دھوم سے اپنے گھر

پر حسن بھی تیرے الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیت باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ
مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی
صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان مین روانہ
کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا
بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش
ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جبّہ کی جگہ چُست انگرکھا اور ہتھیار سر بند لباس ہوگیا
جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت
حیرت تھی - اِن دنون مین جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے - اِنہی دنون
مین شیخ فرزند علی صاحب غازی پور جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے
اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے - اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ امجد نام اُنکا
ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا مین نذر کرکے سید صاحب
کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد مین لیجائے اور تیغ کفار سے اِسکی قربانی کرائیے - اِسوقت
ہر شہر و قصبہ و گانو واقعۂ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ
ہوتا تھا - مگر براہِ دور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الٰہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اِس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب مین صاحب ممدوح
نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری مین کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہین
اِسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان مین پہونچکر سکھون سے جہاد مین مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی
سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ
ہوئی تھی ملک پنجاب مین وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی
مین دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ مین بھی حکم ڈگری بحق
مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت مین مراقبہ
وحدانیت مین مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا اِلحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے
ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا - رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج
پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی - ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صُوفی اور درویش
مثل ستارون کے ہین اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے
چھپ جاتے ہین تمکو چاہئے کہ سید صاحب کی خدمت مین جاؤ مین لاچار ہو کر سید صاحب کی تلاش
مین کانپور تک گیا وہان جا کر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب مین بریلی آپکی خدمت
مین حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب مین نزدیک
گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا - پس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وُہ خلجان فوراً جاتا رہا +
اِسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے تین جماعت کرکے ٹونک کو
روانہ کردیا - مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب
جہاد اور ہجرت پوری کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہو گئے تھے - اب آپ بارادۂ جہاد بریلی سے طرف ٹونک
کے روانہ ہوئے - اِن دنون مین بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگون کو خطوط لکھے جاتے تو اُن
مین بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا - راہ مین بھی اِسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوے آپ
ٹونک مین پہونچے +
صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ اِن ایام مین آپکے علمِ لدُنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور
مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے - ایکدن آپنے مولوی
وحید الدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہین پوچھتے - اُنہون نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل
ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کرلیتا ہون اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ
سے پوچھون - آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو - اُسوقت بمجبوری مولوی وحید الدین صاحب
نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ مین دو حدیثین آپسمین معارض آئی ہین پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ
(یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ
(یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ مین داخل ہوئی تو غسل واجب ہو گیا) اِن دونو حدیثون مین توفیق
کسطرح ہے - سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلّق رکھتی ہے
یعنی جب خواب مین انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے - اور دُوسری حدیث بیداری
سے تعلّق رکھتی ہے اور دونو حدیثون کا مطلب صحیح ہے - پھر مولوی وحید الدّین صاحب نے پوچھا کہ اَلرُّکْنُ الْاَسْوَدُ
یَمِیْنُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِهَا عِبَادَهٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے
دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم مین سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے
ہے اور وجہ قرآن و حدیث مین آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے - اور دوسری بات اُسمین یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگون کے) سو وہان
اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہین اور ثواب حاصل ہوتا ہے - اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہین - پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مُرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہین تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق سے
بیقرار ہوجاتا ہے پس مُرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہوجائے اور قدم چُومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وُہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے - اِسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
مین مشغول ہوتے ہین تو اُنکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہین ؎

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھون سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھون پر جہاد کرنیکو کیون جاتے ہو انگریز جو اِس ملک پر حاکم ہین یا وہ دین اسلام سے کیا منکر نہین
ہین گھر کے گھر مین اِنسے جہاد کر کے مُلک ہندوستان لے لو یہان لاکھون آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہوجاویگا کیونکہ سیکڑون کوس سفر کر کے سکھون کے مُلک سے پار ہو کر افغانستان مین جانا اور وہان
برسون رہکر سکھون سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہین کر سکتے - سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہین چاہتے نہ انگریزونکا نہ سکھون کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھون سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہین - اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجائینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی - اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانون پر کچھ ظلم اور
تعدی نہین کرتی اور نہ اُنکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک مین علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہین وہ کبھی مانع اور مزاحم نہین ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو
سزا دینے کو تیار ہین ہمارا اصل کام اشاعتِ توحید الٰہی و احیاءِ سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اِس ملک مین کرتے ہین پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کرین اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلاسبب گراوین - یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی ؎

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ جن ایام مین آپ ٹونک مین تشریف رکھتے تھے ایک روز

گھوڑے پر سوار ہوکر کہین کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت
آپکا گذر ہندو گوالون کے محلے مین سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانون سے نکلکر بہ ارادۂ زیارت حضرت کے
باہر کھڑے ہو گئے اُن لوگونکا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگون پر پڑ گئی - اُسیوقت وہ سب
لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہو گئے اور دولت کونین پر فائض ہوئے ہین
در مسجد اقصٰی تری طاق ابرو + کلمہ پڑھتے ہین اُنہین دیکھ کے کافر اکثر +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو
خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان چرک
شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت
و امانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمن بنجاوینگے +

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بوقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی
ہمشیر یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن مینے تمکو
خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان
کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مردہ سنت زندہ نہو لیگی اللہ رب العزت مجھکو نہین اُٹھائیگا اگر
قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے
کہ **سید احمد** میرے روبرو مر گیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے ربنے مجھ سے
وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزون کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا +

آپکے سفر جہاد سے پہلے (غالبًا سفر حج مین) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھون
پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل ملک ہندوستان کے رشک افزائے چمن ہو جائیگا - چنانچہ
ان متواتر وعدہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب **سید صاحب** بہ ارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ
ہوئے تو اُسوقت ایک شخص **عبد الحمید خان** نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک مین بدمعاش
اور شریر براد رشیطان کرکے مشہور تھا سواری مین چلتے وقت **سید صاحب** سے دو چار ہوگیا اُسوقت جو
کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو **سید صاحب** نے تبسمانہ اُسی حالت سواری مین ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور
اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو - اُن دونونے اُسیوقت اپنے ہاتھ
پھیلا کر آپسے بیعت کرلی پس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونو بدمعاشون کا حال اُسی گھڑی بگڑ گیا

اب وہی حمید خان سرگروہ اوباشان سر آمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی - طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجاے خندہ زنی گریان اور بجاے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماءِ اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑکر مُلکِ خراسان کو چلاگیا اور وہان بمقابلۂ دُرّانیان دادِ شجاعت دیکر شہید ہوا +

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مَین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خُدّام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنّون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر و حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جس کسی ملک یا شہر مین ارادہ انتشار و ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعۂ قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعہ قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے - اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعہ قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون - اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹہیرے رہتے تھے اور پھر یک بیک چلدیتے تھے ؎ یک ذرہ نیست ہیچ جا اختیار ما در دستِ دیگریست سکون و قرارِ ما +

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالاتِ طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جارہے تھے اُسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا نکہتے از کوے فُلانے بمن آر + زار و بیمارم و غمم راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو - اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگالیا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے تب وہ اُسیوقت عشقِ الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہنچگیا

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہین کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنھون نے ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ساٹھ برس سے جو ہمنے پیسا تھا (یعنی پڑھا تھا) وہ سب دیا تھا اب سید صاحب کی بدولت گل میدہ ہوگیا - یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم اور فضل کے کہ اس دیار مین آپکا ثانی نہ تھا سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے - صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے ہین کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالی نے اگلے بڑے بڑے بزرگون کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب کی ذات بابرکات مین جمع تھی ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے اور وہان سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہرون مین گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت وکرنال تھانیسر سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ عیسوی مین بارادہ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہوگئے +

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت مین پہنچے تو مین مرض گٹھیا مین مبتلا ہوکر بیدست وپا ہو رہا تھا اپنے بستر پر سے اٹھ نہین سکتا تھا جب میرے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحب سے دوچار ہوگیا اسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل مین فوراً اسی وقت اچھا ہوگیا گویا کبھی مریض ہی نہین ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہولیا اور بہت سے معرکون مین شریک جہاد رہا

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہین کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ مین دیکھ کر کہہ سکتا ہون کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اسوقت مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت مین کس فریق مین ہون آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہوگے چنانچہ بموجب اسی پیشین گوئی کے بایام غدر سنہ ۱۸۵۷ عیسوی بعارضہ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور وَالْمَبْطُونُ شَهِیدٌ کی بشارت مین داخل ہوئے +

حصۂ دوم

مین آپکے سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کے شروع کرنے سے پہلے آپکی پرزور تاثیرات کا سبب اور عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہان بیان کرتا ہون کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات کا یاپلٹ اور تاثیر منقلب ماہیت کو دیکھکر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے کس مدرسہ مین سیکھا ہوگا سوائے ناظرین باتمکین تمپر مخفی نرہے کہ اس علم کو علم لدنّی کہتے ہین ظاہری تعلیم کو اسمین کچھ دخل نہین اسکا معلّم خود خالق ارض وسما ہوتا ہے - مثل حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ اور انکے حواریین اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور بہت سے انبیاء سابقین اسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے

دنیا مین آچکے ہین جنہون نے لکھوکھا اور کروڑہا خلقت کے ابائی دین بُت پرستی کو ایکدم مین چھوڑا کر موحد
اور خداپرست بنادیا تھا - یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ مین یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری
خصوصًا علم حکمت (یعنی فلسفہ و منطق) سے پاک و صاف ہوتا ہے - اُنکے دلائل منطقیہ طور پر نہین ہوتے -
اس مدرسہ کے متعلمون کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلون
کو چھید کر دار سے پار ہوجاتا ہے - اس مدرسہ کی تعلیم یافتون کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دنیا کے لوگ اُنکو
ساحر کہتے رہے ہین - اِن بزرگون کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل و فعل تکلف اور تصنع سے خالی
ہوتا ہے - انکے کلام مین اکثر سیدھی سیدھی مثالین شامل ہوتی ہین جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہین
ایثار یعنی ہمدردی اور خیرخواہی خلائق اُنکے رگ و پے مین سمائی ہوتی ہے - دُنیاء دلفریب سے بے رغبت کرنا اور محبت
الٰہی کو دلون مین جمانا انکا سب سے اول کام ہوتا ہے - سب مؤرخ اس بات پر متفق ہین کہ سید صاحب کی زبردست
تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبان مبارک سے صرف یہ کلمہ سنکر کہ "اللہ سے ڈرو" روتے روتے
کلیجہ منہ کو آجاتا تھا - بڑے بڑے بدکار اور فاسقون کی اُسیوقت کایا پلٹ ہوجاتی تھی - اسی زبردست تاثیر
کے سبب سے آپکے مخالف اور اشقیا (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپکے روبرو آنے سے ڈرتے تھے
اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہوکر گرویدہ ہوجائیگا +

مولوی عبدالاحد ابوسعد لکھتے ہین کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے
زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوے اور تیس۳۰ لاکھ مسلمانون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت
بذریعۂ آپکے خلیفون اور خلیفون کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ مین تو کروڑون
آدمی آپکی بیعت مین داخل ہوکر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہوچکے ہین +

جب یہ مقدس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسۂ وہبی کے تشریف لاتے ہین تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت
نازل ہوکر انسانون کے دلون مین داخل ہوجاتی ہے اُسوقت خودبخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش [illegible]
ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو تہِ دل سے سنتا ہے اور ہمت اعمال شاقہ کی اُنکے دلون مین پیدا ہوجاتی ہے -
انکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزارون عالم موجود ہوتے ہین مگر اپنے علمون کو مثل افسانہ کے سیکھ کر بلبل ہزار داستان
کی طرح سے چہکتے پھرتے ہین پھر وہی عالم ان بزرگون کی تشریف آوری کے وقت اپنے علمون کی اصل حقیقت سے
آگاہ اور ہوشیار ہوکر عمل کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کرکے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہوجاتے ہین
اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مفاسد مکنونہ پر آگاہ ہوکر
اصلاح نفس امارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مدنظر کرلیتے ہین اور نام و نشان اور حُب جاہ کو اُسوقت پس پشت

پھینکدیتے ہین- اور ان مقدسون کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبرون پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہین مگر اثر انکا لوگون کے دلون پر جیسا چاہئے نہین ہوتا اور انکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہین سمجھتے جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہرکس و ناکس کے دلون مین ولولہ پیدا ہوتا ہے اسوقت ہر آدمی انکے وعظ و نصیحت کو التفات سمع اور حضور دل سے سنتا ہے اور ہر محفل مین حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے صرف اشقیاء ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہین غرض اس انتشار برکت کو حدیث شریف مین بلفظ امانت تعبیر فرمایا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (تحقیق امانت یعنی برکت لوگون کے تہ دل مین اترتی ہے اسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہین اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحب کے بھی وہ برکت مصرحہ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہید کو تقویت الایمان وغیرہ کتابین لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب و سنت کو لوگ سمجھنے لگے- چنانچہ اسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلون پر مراتب چلا آتا ہے اور بعض دل اس سے خالی ہوتے جاتے ہین ؛

سید صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھین جنسے عالم و جاہل دونو برابر مستفید ہوتے تھے -قرآن و حدیث پر عمل کرنا- دنیا سے بے رغبت ہونا- اللہ سے محبت پیدا کرنا توحید اور اتباع سنت پر قائم ہونا- شرک و بدعت سے بچنا شکر و توکل و تقویٰ مین کامل ہونا- آپکی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبّ لباب ہے- تنبیہ الغافلین مین آپ فرماتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین عموماً اور جن لوگون نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفون کے ہاتھ پر اس سلسلہ مین بیعت کی ہے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اسکے گرد نہ بھٹکین اور ایک ذرہ بھر اسکی محبت کو اپنے دل مین جگہ ندین اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال مین مقدم رکھین اور یہ بھی جان لین کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہین ہے سمجھ کر یہ اعتقاد رکھین کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مرادین وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اسکے ہاتھ مین ہے سوائے اسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف نہین ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہین سمجھ کر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار نکرین ہر امر مین حضرت کے اتباع کو مقدم جانین ؛

مقدمہ صراط المستقیم مین لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور بنیاد حقیقت اور معرفت کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا

یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دنیا اور ما فیہا سے بڑھکر ہوے اور آیۂ کریمۂ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا
لِلّٰہِ۔ (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت مین خوب ہین) اُسی محبت اور عشق الٰہی کا بیان ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ محبت
الٰہی پر تمامی صوفیہ کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن اسمین ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ
اُس نکتہ کو نہین سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حُبِّ عشقی اور حُبِ ایمانی کے۔ اسی ناواقفی
کے سبب سے بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق نہ
پاکر مفت کی سر دردی اُٹھاتے ہین اگرچہ یہ دونو طریق یعنی طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راہ اہل عشق و
مواجید اللہ کی راہون مین سے ہین مگر ان دونو کے حصول کے طریقے اور موئدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ
ہین جیسکہ ایک یونانی حکیمون کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونو حصول صحت کے طریقے ہین مگر انکی
نسخے اور مسہلات اور طرق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہین۔ سو تفصیل اور تمیز ان دونو محبتون کی
اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نملنے شئے مطلوب اور محبوب
کے انسان کے باطن مین پیدا ہوکر تمام قوائے باطنیہ مین سرایت کرجاتی ہے اور انتہا اُسکا ملنا شئے مطلوب
اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اول قلب مین جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑکر پھر سارے
باطن مین پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلہ فراق
ٹھنڈا ہوکر کیفیت عشقی زائل ہو جاتی ہے۔ اور حُبِ ایمانی یعنی حُبِ عقلی سے یہ مُراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے
کے فوائد و منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہوکر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُسکے دل مین
پیدا ہوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفین اور مشقتین جو اُسکے حاصل ہونے مین پیش آتی ہین
اُسپر آسان ہوجاتی ہین، اس سبب سے کہ ہمت کی چُست باندھکر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا
ہے اور اختیارًا نہ اضطرارًا اسکی طلب مین اپنے کو مٹا دیتا ہے (اور یہ حُب اول عقل مین جو خزانہ معلومات
کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختون کی جڑ اور شاخون اور پتون اور پھلون مین سرایت کرتا ہے ویسے ہی
یہ حُب تمام قوائے باطنیہ مین پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور تدبیر عقل مین آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے
اور طرح بطرح کے ارادے اور ہمتین اُسکی طلب کے واسطے قلب سے اُٹھتی ہین اور ہر قسم کی مشقتین اور ترک لذات اُسکے
واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حب ایمانی کا فنا ہونا ہمت
اور ارادہ کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سنتا ہے اور سوائے حصول رضامندی
محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے اور چونکہ حب عقلی کا جائے قرار عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اُسمین
گنجائش نہین ہے۔ اور حُبِ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہو جاتی ہے مگر حُبِ ایمانی یعنی حُبِ عقلی وصال

محبوب سے بڑھ کر ہزار گنی ہوجاتی ہے کیونکہ حُبِ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہوجاتی ہے اور
حبِ ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال
مین اور زیادہ تر واضح ہوجاتا ہے کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب
کا عین الیقین ہوگیا۔ جب یہ فرق درمیان ان دونو محبتون کے ذہن نشین ہوگیا تو جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے
بعض بندون کو ان دونو محبتون مین سے ایک محبت کے واسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدۂ ازلی
ان محبتون کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ حُبِّ
ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہین۔ اور حبِّ
عشقی اور اُسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت آلہی مین مُضمحل ہوکر اُسکی معرفت کا
حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہین۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ائمۂ طریقت اور پیشوایان
حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کرکے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہوکر سلوک راہ نبوت مین پکے ہوجایا
کرتے تھے تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے ✤

حُبِّ عشقی کا بیان

(تمہید) انبیا تحصیل حبِ عشقی کی تصویر اسطرح کی لکھی ہے کہ آگ جو عناصر سے لطیف اور صاف ہے اور جسکا کرہ عناصر کے اوپر ہے تھوڑا اجزاء لطیفہ
زمین کے جسکو بخار کہتے ہین بلکہ اُس بخار کو اپنے کرہ مین جو سب کے اوپر ہے جذب کرنا چاہتی ہے تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر
فنا کرکے آثار اور احکام مین ہمرنگ اپنے بنالے مگر غبار جو تہ بتہ ہوکر مابین کرہ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہے اُس بخار کو
کرۂ نار کی طرف چڑھنے مین روک کرتا ہے تو اس سبب سے بخار اور نار مین مزاحمت اور تعرّض واقع ہوکر کڑک اور
بجلی حادث ہوجاتی ہے یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزون کو
پاش پاش کرکے زمین کی طرف پھینکدیتے ہین یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کردیتے ہین تاکہ اجزائے لطیفہ
ناریہ کو اپنی طرف کھینچ کر لیجائے اور اپنے مین فنا کرلے اسی طرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل و علا کی ہے جب
حلق اور زبان اور دماغ اور گوش ذاکر کو بذریعۂ ذکر جہری کے جو واسطے رفع کرنے وسوسون اور اطمینان خاطر اور رقیق
کرنے روح کے صوفیون کے ہان مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتون سے مالامال کرتا ہے اور نیز ذکر سری سے جو واسطے
حصول اللہیت اور حلاوت کے اُنکے یہان مقرر ہے بذریعۂ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت اور ترک کلام ساتھ اُن لوگون کے ذاکر کے
وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہے تب خواہ اسی لفظ مبارک اللہ کو یا ساتھ ملانے نفی یا کسی دوسری صفات کو طالب اس لفظ مبارک
کے مفہوم کا تصوّر کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہے اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہے جو سب تجلیون
سے زیادہ لطیف اور سب تجلیون سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہے اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اس لفظ مبارک

اللہ کا کہ بسیط محض اور مجرّد بحت ہے اِسطرح پر اُسکے ذہن مین قرار پکڑتی ہے کہ بصر بصیرت اُسکی ہر وقت بجانب
اُس مفہوم کے لگی رہتی ہے اور اُسکی تمامی قُوتِ درّاکہ مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور اُسکے
ماسوا کی طرف ہرگز التفات نہین کرتی لیں اِسیکا نام اسکے یہان فکر ہے - پس جب طالب اپنی ہمت سے
اِس مفہوم مین استغراقِ قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلّی اُسکی جان کا پیوند ہوجاتی ہے تو اُسوقت سب سے
زیادہ لطیف اجزائے سالک سے کہ وہ روحِ الٰہی ہے اُس مفہوم یعنی تجلّی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلّی روح کی
اصل کی طرف اُسکو کھینچتی ہے - اور روحِ الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہوجانیکے اِس جسم خاکی مین اپنی اصل کو بھول گئی
ہے اور اُسکے آئینۂ ادراک نے زنگ پکڑ لیا ہے پس جب بسبب نور اس تجلّی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو
صیقل اور صفائی ہوتی ہے اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسا کہ آیا ہے اِنَّ اللہَ خَلَقَ
اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلّی کے بنایا ہے) تب اپنے اصلی وطن فراموش
شدہ کو یاد کرکے اپنے اصل کی طرف ملنا چاہتی ہے اور حظیرۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر غبار
بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اُسوقت درمیان روح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہے
اِس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی رُوحِ طبعی مین پیدا ہوکر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہے اور عقل اور فکر برباد
ہوجاتی ہے اور ایسی حالت مین اکثر وقت قانون شریعت اور ادب سے بھی باہر ہوجاتا ہے اور مجلسون اور
مکانون سے اُسکو وحشت پیدا ہوجاتی ہے اور آہ و فغان اور زردی رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہوجاتی ہے
پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے اسواسطے اِسکا نام مُحبّتِ نفسانی
اور عشق رکھا گیا ❊

مؤیّداتِ حُبِّ عشقی

عُمدہ مؤیّداتِ حُبِّ عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے کم ملنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت
سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز مؤیّدات حُبِّ عشقی سے اچھی آوازون اور شوق آمیز قصص اور
اشعارِ عشق انگیز کا سننا ہے اور نیز اُسکے مؤیّدات سے ہے کہ جن چیزون سے روح طبعی مین کثافت پیدا ہوتی ہے
اُنکو ترک کرنا جیسے کثرتِ منام و مداومت بر اغذیۂ کثیفہ ❊

آثارِ حُبِّ عشقی - یہ حُب بالذات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روحِ الٰہی اپنی اصل تک پہنچ جائے
پس اس سبب سے روح طبعی مین شورش اور فراق پیدا ہوکر پھر نہ وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند رہتی
ہے اور نہ طالب رضائے حق کی - اور اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ارباب عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب
کے پابند نہین رہتے اور نہ طالب رضائے مولا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

مقصد یہ ہے کہ یہ حُب صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال مین اپنا اضمحلال چاہتی ہے اور یہ اضمحلال جسطرح سے حاصل ہو اُسمین خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اُسکو نہین رہتی اگر اس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادت مین ہو تو اُسی کی طرف میلان اِسکی طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئین زبردستی ان امور ممنوعہ سے روک رکھے اِسی حب کے آثار مین سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشغال دنیا سے اور پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت احیا و جمعات و ایفائے حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے - اور اسی کے آثار مین سے ہے شدت سے تعلق قلب کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب اس عشق نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالی میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت مین تجلی فرمائے تو مین کبھی اُسکی طرف التفات نہین کرونگا - اور اسی کے آثار مین سے ہے کہ علم اور زہامات [illegible] کی کچھ پروا نرکھنا اور نیز اُس علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شریعت مین ہے کچھ التفات نہ کرنا +

ثمرات حُبِ عشقی سبب بسبب حدت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب روح الٰہی کے غبار شہادت اور مثال کا سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے مین تو حسب وعدہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہون کی تلاش کرتا ہے مین اُسکو اپنی راہین دکھلا دیتا ہون) فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال کا ہاتھ آتا ہے اور بمضمون حدیث اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ (مین اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور مین اُسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے کہ جدائی مین اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت انسیت سے بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردہ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہین اُسوقت دریائے وحدت مین ڈوبکر اُسکی عجب حالت ہو جاتی ہے اور کلمہ اَنَا الْحَق (یعنی مین خود خدا ہون) اور لَيْسَ فِيْ جُبَّتِيْ سِوَى اللّٰه (یعنی میرے جُبہ مین سوائے اللہ کے اور کوئی نہین ہے) کہنے لگتا ہے - چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ مین ڈالتے ہین اور آگ چارون طرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفس لوہے مین اثر کرکے اُسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہین تب جلانا اور بھڑ کنا آگ کی خاصیت مین سے ہے اس لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر مین بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے بنجاتا ہے اگرچہ درحقیقت وہ لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہو گئے ہین

کو وہ آثار اور احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہین لیکن اگر اسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اُٹھتا
کہ مین وہ آگ ہون جس سے کاروبار طباخون اور لہارون اور سناروں وغیرہ ارباب صنائع کے انجام پاتے
ہین پس اسیطرح پر جذب کوشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کی طرف کھینچتی ہے تو پھر یہ
مشت خاک مثل پارۂ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کر کے کلمۂ انا الحق وغیرہ کہنے لگتا ہے - کیا تمنے قرآن
مین نہین پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ مینے خود نہین
کیا) اور جیسکہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ مین اسوقت اپنے بندے کا کان ہو جاتا ہون کہ سنتا ہے مجھ سے
اور مین اسکی آنکھ ہو جاتا ہون کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور مین اسکا ہاتھ ہو جاتا ہون کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور
مین اسکا پاؤن ہو جاتا ہون کہ چلتا ہے مجھ سے اور مین اسکی زبان ہو جاتا ہون کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات
بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اِسکے پیچھے پڑنا نہین چاہیئے لیکن جب کسی سالک پر یہ باتین
ظاہر ہون تو اُس سے انکار بھی نکرے کیونکہ جب وادیِ مقدس مین آگ نے کہا تھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
الْعَالَمِیْنَ (یعنی مین رب جہانونکا ہون) اگر نفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات الٰہی کا
ہے کلمۂ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہین ہے ✤

اِس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگون سے خرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیات بہت ظاہر ہوتے
ہین چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال مین) مجھ سے کچھ مانگیگا تو مین اسکو عنایت
کرونگا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو مین اسکو پناہ دونگا - اور ایسے بزرگون کے دشمنون پر غضب الٰہی اور وبال
نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے
ساتھ جنگ کرتا ہے - اور ایسے بزرگون کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ قیام جملہ موجودات کا صرف
بوجہ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُنپر کھلجاتا ہے جیسکہ آیت کریمہ مین ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط اس مقام کے لوازمات مین سے ہے دوم وحدت وجود کا مارنا اور
لب معارف الٰہیہ پر کھولنا ✤ (بیان سلوک راہ نبوت یا حب ایمانی)

تمہید - اسباب تحصیل حب ایمانی کے حسب ذیل ہین - سو جاننا چاہیئے کہ آدمی اپنی اصل پیدائش
مین چند چیزون پر مفطور ہے سو اُن چیزونکا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا
ہے سو اول اور عمدہ اُن فطرتی چیزون کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہین کہ جو کھانے پینے
اور پہننے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے پس ایسے شخص سے طبعاً
ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو

اسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتون کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضا جوئی مین مشقتون کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزون
کو اُسکی رضامندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئین اُسکے غلامون مین شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ
مین ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت مین لگانا اور اپنی گردن
کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانون کے جھکانا اور اُسکے احسانون کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو
اُسکی فرمانبرداری مین اُٹھانا اور اپنے ارادون کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے
نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسرے شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزون
مین سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اُسے کہتے ہین جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگون مین
پھیلائے پس سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی جواد مطلق نہین ہے کیونکہ سوا اُسکے ہر کسیکو امور نافع کے
جاری کرنے مین ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دُنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزون مین سے محبت
اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اُسکو کہتے ہین جو نرادھار (محتاج ہونیوالا سہارے کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب
اُسکے محتاج ہون - سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہین ہے - غرض ان ہر اقسام فطرتی محبت
سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بتقاضائے فطرت طبعاً اُسکو دوست
رکھتا ہے اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردۂ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے
تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے
سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہین - اب یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج عُلیا
کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد و جواد تحقیقی کے نہین ہو سکتا - سو اللہ رب العزت نے اپنی
محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولون کے بذریعہ انزال کتب ہمکو
مطلع کر دیا اور سُبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ دونو کلمے مُخبر اُسکے صمدیت اور
نرادھار ہونے کے ہین اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مُخبر اُسکے انعامات کا ہے اور لا الٰہ
اِلّا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہین ہے جو مُظہر اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہمکو تعلیم کر دیا
اور آیات الٰہی جو عالم مین پھیلی ہوئی ہین اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری مین موجود ہین خصوصاً
انسانون مین کہ اُنکے ایجاد مین کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہین یعنی پہلے ما کے پیٹ مین نطفہ
کا قرار پکڑنا اور پھر اُس نطفے سے لہو بنکر جم جانا اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا اور پھر اُس لوتھڑے
سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمین ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے متناسب اور قوتین
متخالف ظاہر ہونا اور اُسمین جان کا پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذاء مناسب پہنچانا اور روز بروز اُسکو

بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تین پردے چیر کر اُسکو باہر لانا اور پھر صغر سنی مین پھر اُسکے بعد جوانی مین اور پھر بڑھاپے
مین اُسکو پالنا اور غذاءِ مناسب ہر وقت کے اُسکو پہنچانا جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماکی چھاتیون مین دُودھ
کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مُناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا اور اُسپر سے بلاؤنکا ٹالنا
اور اُسکی مشکلون کو حل کرنا اور عاجزون اور بیقرارون اور مظلومون کی دعاؤنکو قبول کرنا اور اُنکی ہدایت
کے واسطے پیغمبرونکا بھیجنا اور کتابونکا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد تحقیقی ہونے پر دلیلِ قاطع ہین
اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ امُور قلبیہ سے ہے لیکن اقوالِ
محبت انگیز اور افعالِ تعظیم آمیز اُس محبت کو دو بالا کر دیتے ہین پس مردِ سلیم الفطرۃ جو روزِ ازل مین اہلِ سعادت
مین لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت مین اور اعلیٰ مناصبِ جود مین واقع
ہے اور کامل صفتون سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے اور یہ شخص ہر ساعت
ہر کام مین اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتین باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی
اُس پر برس رہی ہین تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جُنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ
اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے تہ دل مین پیدا ہوتی ہے تب فعلاً و قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر
کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور
تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنی کے پڑھتا ہے اور لذتین اور حلاوتین
اُن ذکرون کی اور خصوصًا قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کر دیتی ہین اور شیرینی الفاظ اور لذتِ
مضامین اُسکے دلکو شکار کر لیتی ہین اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہین اور خیالات منتشرہ اور
وساوس پراگندہ اور آرزوئین باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیامیٹ ہو جاتی ہے
اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ کرسالکان راہ نبوت کا ہے اور اُسکو ذکر ایمانی
کہتے ہین پس اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے
اور اُلفت اور تعظیم جدید ولذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ)
کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالیٰ کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالیٰ کے دل ذاکر مین قرار پکڑتا
ہے یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم مین موجود ہین سب کو اُسکی قدرتِ کاملہ سے بلا واسطہ دیگر
خیال کرتا ہے اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسرونکو پہونچتے ہین سب کو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال
کرتا ہے اور ہر کمال کو جو موجودات مین چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے اور ہر نقصان کو بایگاہ
جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی مین غوطہ مار کر سوائے

یا حیرت کے اور کچھ نہین پاتا اور اُسکے انعامات کو دیکھکر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتون کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا سو یہ فکر ہے سالکان طریق نبوت کا اور اسکو فکر یا مراقبۂ ایمانی کہتے ہین اور جب یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو الفت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہِ دل سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے - اگر اوپر کو دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے کے پاتا ہے اور اگر نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہین دیکھتا اور اپنے تئین بمقابلۂ ایسے انعامات کے سراسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی مین ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات سے خیال کر کے اُنکی محبت اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے **بیت** نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است + اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است + ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را + کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است + اور جسوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا عظمت اور حلاوت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم سحری سے کانپنے لگتا ہے اور اُسکے ہر بُن مُو سے ندائے عجز واحتیاج خود وآوازہ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے پس اس الفت کو حُبِ ایمانی کہتے ہین

موئدات حُبِ ایمانی - سو اول اور افضل مُوئدات حُبِ ایمانی کے اجتبائے اور قبولیت ازلی ہے - جسمین استعداد ازلی نہوگی وُہ کبھی اس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نکریگا دوسرے اتباع شریعت پر نہایت بڑے استحکام سے دلی جزم کر کے نہایت سرگرمی سے سُنت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکو تہِ دل مین پیدا ہو جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ کا پورا پورا متبع کر دے اور اللہ رب العزت کی رضاجوئی پر کمر ہمت چُست باندھے اسطرحپر کہ اپنا جان و مال اُسکی رضاجوئی مین صرف کر دینا اور اپنا کُل مال و متاع تعمیل احکامات آلہی مین وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جَو کی برابر بھی وزن نہ لاوے اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل مین ہر عائق و مانع کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جانے اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کُلّی حاصل ہو - اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و وِرد و وظائف وغیرہ مراد نہین ہے بلکہ اصل غرض یہ کہ عقائد شرعیہ پر اُسکے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی کی تہِ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہو جائے اور رضاجوئی حضرت حق مین کسیکی موافقت اور مخالفت کی کچھ پروا نکرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور چٹورا آدمی عین شدت بھوک کی حالت مین اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے کو دیکر آپ بھوکھا رہنا گوارا کرے اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا رہنا اختیار کر کے اپنے پانی کا پیالہ خالصًا لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت عُسرت طرفین اور عدم

کے کسی معشوقہ صاحب جمال سے محض بخوفِ الٰہی ترکِ زنا اور مصاحبت کرنا وعلیٰ ہذا القیاس۔ چوتھے کسی بھاری موقع پر کوئی فعل بتائید شرع یا زندہ کرنے کسی سُنّت مردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگون کے اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ مین ثابت قدم رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام مین سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقۂ حقہ کی اشاعت کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ +

آثارِ حُبِّ ایمانی۔ رضاجوئی حضرت حق مین ہمت اور عزیمت کا فنا ہو جانا اور خلقت کو طرف اطاعت اور فرمانبرداری ربّ العزت کی دعوت کرنا۔ اور نتیجہ اُنکے استغراق ہمت اور فنا ارادہ کا یہ ہوتا ہے کہ علاقے حُب اور بغض ماسوی اللہ کے اُنکے دل سے باطل و محو ہو جاتے ہین اور اُنکو پورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہو جاتا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہین بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرنا توکل کی اصل ہے بموجب اس بیت کے بیت گفت پیغمبر بآواز بلند + بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند + دوسرے بلاؤن اور مصیبتون کے سہنے پر اپنے اندر شجاعت پانا اور یہ بات جنس صبر سے نہین ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کیونکہ سالک حُبِّ ایمانی کا کام ہمیشہ شکر در شکر ہے اُسکی نوبت کبھی صبر تک نہین پہونچتی بلکہ یہ سالک ہر بلا اور مصیبت کو بمقابلہ اُسکے ہزارہا انعام کے از قسم تربیت و تادیب سمجھتا ہے۔ تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہنے اور دیگر حظوظ نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہین سمجھنا اور قصداً اُنکو ترک نہین کرنا اور اگر کسی غرض دینی یا رضاجوئی مولا مین اُنکے ترک کی نوبت آپڑے تو اُسوقت کمال جرأت سے اُنکے ترک کرنیکو اپنے کمالات سے سمجھتا ہے ورنہ لذیذ کھانون اور نفیس کپڑون اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب اس حُب کو ترقی ہوتی ہے + چوتھے نماز اور دعا اور مناجات مین لذت اور حلاوت کا پانا۔ پانچوین فوائد متعددیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے اصلاح مین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت مین مشغول کا برداشت کرنا۔ چھٹے تقویٰ مین پکا ہونا اور تقوے سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو امر الٰہی اور احکام شریعت کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ مین لوگ کرتے ہین تقویٰ مین شامل نہین۔ اور تقویٰ کے بھی تین درجے ہین ایک کو اذعان عقلی کہتے ہین یعنی گو مرتکب نواہی کا ہو جاتا ہے مگر اُنکو بُرا جانتا ہے اور یہ سب سے ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور جسمین یہ بھی نہو وہ مسلمان ہی نہین۔ دوسرا اذعان افعالی ہے یعنی مرتکب نواہی کا تو نہین ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے۔ تیسرا اذعان قلبی ہے۔ یعنی نہ مرتکب نواہی کا ہوتا ہے اور نہ اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اُسکے بدن مین رعشہ اور دل مین خوف اور دماغ مین بیہوشی ہو جاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے + ثمرات حُبِّ ایمانی۔ جب اعلیٰ درجہ کی محبت الٰہی

اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر اور باطن اور جوارح و قُوٰی کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کر دیتی ہے تو شکر اور توکّل اور تقوٰی اُسکے دل مین جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہو جاتی ہے - اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی مال و اموال اپنے کو اپنے مِلک سے نہین جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازان نہین ہوتا اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہو جاتے ہین اور تمامی عقائد شرک و بدعت اور الحاد و کج راہون اور بد طریقون اور افراط تفریط سے اللہ رب العزت اُسکو محفوظ رکھکر طریقۂ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کر دیتا ہے اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہو جاتے ہین اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت مین لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگون کو شرع مین شہید اور حواریین کہتے ہین - ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت مین محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل کرتے ہین اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مدعولہ کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے - شہید اور حواریین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مفطور ہوتے ہین ایسے بزرگون کو صِدّیق کہتے ہین اور یہ فرقہ رضا اور عیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ مین اور صحت اور بطلان عقائد خاصّہ مین اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ مین اور صلاح اور فساد اور انتظام واجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ مین اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہین پس رضا حق اُنکی رضا مین اور اتباع حق اُنکے اتباع مین اور غصّۂ حق اُنکے غصہ مین منحصر ہو جاتا ہے اور ان دونو یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُنکو مفہمین بھی کہتے ہین اور ان تینون سے برتر مقام موسوم بہ حجۃ اللہ ہے اور ان کُل سے بڑھکر مقام ریاست ادوار و اطوار ہے اور اُنکو فاتحین و خاتمین بھی کہتے ہین اور یہ تینون آخری مقام بالذات انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہین یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصون کو بھی ظلّ اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینون آخر الذکر مقامون کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے +

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال و اشغال سے سلوک راہ ولایت مین حاصل ہوتا ہے اُسمین کافر اور مؤمن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سُنّت سب شریک ہین یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہو جاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود مین اول درجے کے اُستاد ہوتے ہین لیکن جیسے اِن طلسماتی نظارون سے جو کشف اور شہود مین حاصل ہوتے ہین مؤمن کا

ایمان اور عزم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دہ چند ہوجاتی ہے۔ پس صرف اُس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اِسی غلطی مین بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہیے کہ اِن سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کرے تاکہ کچھ اُنکا اثر باقی نرہے۔ ؎ خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن زدرون سینہ + حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد کبر ریا و کینہ + صراط المستقیم مین ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیاری کے قائم کرکے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہین۔ جب سالک کے قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے یکقلم دور ہوجاوینگے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہوجاوینگے ؎ خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت صدق و یقین + عفت و جود و توکل و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جبتک کوئی طالب ان رذائل دہ گانہ یعنی بخل اور حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہوکر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہوگا انعام حق اُسپر کبھی نازل نہوگا خواہ مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملایک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الٰہی سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہین ہے + پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہون تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ ان دسون رذائل مذکورۂ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے اِن رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہین ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث با معنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہوکر پھر اُس یادداشت پر جو طریقۂ نقشبندیہ مین مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ مین پختہ ہوجائے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُنسے بچنے کا قصد اُس ملاحظۂ اول کے ساتھ ملاکر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ مین اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستون اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال مین اس خیال کو اپنے دل مین قائم کرکے نور اسلام طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل مین نگذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی رہے اور امر شرعیہ مین بھی خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید

کاسب سے زیادہ لحاظ رکھے اور ہر حال مین اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا اذان سنے پھر اُسکی طرف سے غفلت نکرے اور کسی کام کو تہیۂ نماز پر مقدم نہ رکھے جیسیکہ جب کسیکا محبوب اور معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دوسرے کام مین مشغول نہین ہوتا گو ہزارون کام اُسوقت فوت ہوجائین پس حسب فحوائے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میرے آنکھون کی ٹھنڈک ہے نماز کو موجب راحت اصلی کا سمجھکر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نکرے۔ پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوۃ اور حج اور جہاد کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے۔ جب ایک مُدت تک اسطرح پر لحاظ رکھے گا تب اُسکی کل عادات عبادات ہوجاوینگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمین ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہو اور نہ سوئیگا جب تک اُسکا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذاالقیاس ؏

چونکہ ماموراتِ اور منہیات شرعی بہت ہین اُنسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرلے اور اگر حفظ نہوسکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہوکر بہت تدبّرا اور تفکر سے تلاوت قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا مثل اسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک حجاب اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا۔ بلا سمجھے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح کھٹکانا نادانی سے خالی نہین ہے ؏

اعمال مین چارون مذہبون مروّجہ مین سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی کو کسی ایک مجتہدین منحصر نجانئے بلکہ یون سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا مین پھیل کر حسب مقتضائے وقت ہر ایک مجتہد کو پہنچا مگر جب بعد زمانۂ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتبِ حدیث جمع ہوئین اُسوقت جمعیت علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ مین حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جاے اُس حدیث پر بلا تامل عمل کرے اور ایسے حال مین کسی مجتہد کا اتباع نکرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصوّر کرکے دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانئے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہین اور بوجہ اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوکر مقبول نظر اُس جناب رسالت مآب کے ہوے ہین ؏

ہر مسلمان کو دو چیزون سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئین دوسرونسے بہتر اور بلند تر تصوّر کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہونچا کر بہنون کا بھائی بند بنادیتی ہے۔ دوسرے مسلمانون کی جماعت مین فساد اور خرابی ڈلوادینا۔ سواس رذیلہ خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویون کا

عمل ہورہا ہے جو ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانون کی اہانت اور غیبت کرکے انکو مسجدون سے نکلواتے اور سرِ وعظ مین اس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہین ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہین - حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ لوگون مین سے فساد کو رفع کراکر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے اور مسلمانون مین فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے +

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہِ نبوت اور راہ ولایت مین در اصل کچھ تبائن اور تخالف نہین ہے مگر اسکو سمجھنا چاہیے کہ راہِ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حُبِّ عشقی اور راہ ولایت قبیل حالات اور ارادات سے ہے سو حُبِّ ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلۂ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہیے اور حُبِّ عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل نقش و نگار دلکش کے تصور کرنا چاہیئے کہ بعد تیاری عمارت کے اُسپر نقش کیئے جاتے ہین نہ کہ عمارت سے پہلے مگر اب جاہل فقراء اور نادان سالکین زمانۂ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حُبِّ عشقی مین پڑکر برباد ہو گئے حالانکہ آمِن ثُمَّ جَاہِدْ (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے +

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوئے اُسکے دو طریق ہین ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے ہین سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع سے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امیدوار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ جائزہ سے فائدہ اُٹھائے اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر اُسمین سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے پس سعی اُسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمّت رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے مال و عیال و جوارح و اعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے اِن سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہین اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُسکی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہین اگر اُنکے سب اعمال کسی کافر متمرد کو دیدیے جائین یا بلا سبب ضبط ہو جائین تو وہ اُسکی کچھ پروا نہین کرتے اور اُنکے دل سے رحمت ربانی و خیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہین کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات مین رو رو کر عرض کر رہے تھے

ہمہ بودے کہ دوزخ زمین پُر شدے + مگر دیگر انرا رہائی شدے +

جو کوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف ان حالات کو پڑھکر کچھ فائدہ اٹھائے تو تعظیم و تکریم عاطلین اور غافلین ان فضائل سے بھی کوتاہی نکرین بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالیٰ کا نام پاک لینے سے قاصر نہین ہے۔ پس فقط اس نام پاک کی جہت سے اُسکی تعظیم تکریم کرنی ضرور ہے اور سوائے اسکے حال آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اول پیدائش مین بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسیکو معلوم نہین کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی جہت تمام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ مین قطب کردے اور جس کافر کو چاہے ایک دم مین مسلمان کر کے ولی اور مقبول بنا دے ۞

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلی رذائل اور تحلی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ الٰہی مین حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا الٰہ الا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہوجاتے ہون لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مُصدّق مضمون کلمہ کا ہوگا لابد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا گو گناہ کو ترک نکرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز سو بار ہوا کرے مگر خداوند تعالیٰ کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر نہو جائے کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ۞

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشتغال طریقۂ قادریہ جنکو سید صاحب نے کسی قدر تغیر تبدل کر کے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے (ذکر) اوّل قبلہ رو مثل نماز کے بیٹھکر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفّظ کرنے اس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے منہ سے باہر نکلا بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال مین جائے پس اس پچھلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچا جائے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھاکر مثل نورانی چادر کے اپنے موہنہ کے سامنے سے سر پر سے آئے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤن تک وہ چادر نورانی چھا جائے پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی باختیار کر کے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے موہنہ سے داخل ہو کر وسط سینہ مین جمع ہوگئی اور پھر چند بار تکرار کرنے سے تہ بتہ ہو کر سجائے تمام جسم کے وہی نور قایم ہو گیا۔ اور اس سکوت مین اپنا لحاظ ذات بحت کی طرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو مین آجائے۔ جب ذکر ایک ضربی مین مزاولت ہو جائے

توبطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز کے قبلہ رو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کا وسط سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ داہنے زانو مین ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے آہستگی سے اُسکو داہنے مونڈھے تک لیجا کر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اس لفظ کے نکل کر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہوکر بجائے اُنکے نور قائم ہوگیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہوجائے تو اس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس نور کے وسط سینہ سے تا بشانہ راست لیجا کر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرے کہ جو نور جانب اعضاء راست پر محیط ہوا تھا قلب مین اُتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب مین اُتر گیا تھا اُسکے سارے بدن پر چھا گیا + اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھکر بقاعدہ مذکورہ بالا ایک ضرب داہنے اور ایک ضرب بائین اور تیسری ضرب قلب پر مارے - اسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورہ بالا چار زانو بیٹھکر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ کے روبرو مارے اور ان ضربون کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جاوے کہ نور ہمراہ ان لفظون کے نکلکر نیچے کی طرف سے بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے مین غرق کر گیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہوگیا - غایت اس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہوکر بشریت تمام بدن سے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہوجائے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہوجائے کہ جس سے ذکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہوکر ذکر سے فکر مین انتقال کرنیکو اقرب و آسان ہوجائے - پس جب آثار اذکار چارگانہ کے ظاہر ہوجاوین تو فکر یعنی مراقبہ مین مشغول ہوجائے +

(فکر) سب سے اوّل مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ لاشریک لہٗ ہے ہر جگہ لحاظ کرے کہ ہر دم ہر مکان (مین) وہی ذات پاک یگانہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اُسکے صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین اُن چیزونکا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو مثل لفظ ہستی اور لفظ سے کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی چیز کا ہے - پس جب مراقبہ وحدانیت مین مشق ہوجائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے - اُس مراقبہ کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شئے کا محتاج نہین بلکہ ہر شئے سے مستغنی ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد مین شرح وار نہایت محبت اور الفت اور نہایت تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اسطرح خیال کرے کہ مین ہر چیز مین اُسکا محتاج ہون اور میرا کوئی کام بدون

اُسکی عنایت کے سرانجام نہین پاتا اور یہانتک اِس خیال کو بڑھائے کہ اُسکو ایک محبت اور الفت اور راہ جناب
کبریائی مین اِسطرح پر ثابت ہو جائے کہ جان و مال و آبرو و عزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر اُٹھا دینا اُسپر آسان
ہو جائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے - اس مراقبے مین معنی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم) کے خوب ثابت اور متحقق ہو جاتے
ہین - اور اِس مراقبے کے ثمرات سے ہے کہ باوجود کثرت افعال اور اقوال کے اِس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف
توحید باریتعالی کا ہوکر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور
سکون مین ظاہر ہو جاتی ہے - اِسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اُس شغل کے چار اسم صفات باری
تعالی کے ہین یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم - اِن ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملا لیوے
پس بطور مراقبے کے بیٹھکر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کر کے اپنے خیال مین کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اُسکو ناف سے
کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اُسکی روح جمع ہوکر ہمراہ ذکر مذکور کے
ناف سے وسط سینہ تک پہونچگئی - اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہو جائے تو ایسا خیال کرے
کہ روح درمیان اِن دونو اسم یعنی اللہ اور سمیع کے اسطرح پر ہے کہ لفظ اللہ اوپر سمیع نیچے اُسکے ہے پس اِس تدبیر سے
انتقال روح کا اِن اسمون کے ہمراہ آسانی سے ہو جائیگا - اِسکے بعد روح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا
لطیفہ اخفی تک کہ مقام اُسکا سر مین محاذی تالو کے ہے پہونچائے - اُسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے
چہارم آسمان تک روح کو لیجائے - اِسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلی تک پہونچادے - اور
چاہیے کہ آسمان چہارم اور عرش معلی پر روح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے رکھے اور وہان
دائین بائین روح کو دورہ کرائے اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقامون پر ٹھیرنا دشوار ہو جاتا ہے اور
مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے سو اُسکا علاج یہ ہے کہ بروقت چڑھنے روح کے جو آسمانون مین
سوراخ ہوگیا تھا اُسکو اپنے خیال سے بند کرتا جاے تاکہ روح وہان ٹھیر سکے پھر اُن مقامات عالی سے ترتیب وار
لطیفہ نفس تک اُتار لائے اور آہستہ آہستہ اُسمین مشق پیدا کر کے اُسکو بڑھاتا جائے تاکہ اُسکے آثار ظاہر ہو جائین
اور اُسکے آثار مین سے ہے کہ روح ذاکر مین نورانیت پیدا ہو جائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیا اور اولیا اور ملائکہ
کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت المعمور اور لوح محفوظ اور کشف وہانکے وقائع کا نصیب
ہو جائے - اور اِس واسطے وہان روح کو ٹھیرانا اور ادھر اُدھر پھرانا چاہیے - اور وہانکے عجائب کو دیکھنا مختلف
اور یہ ہے ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت
بھی اُس سے ہولتی ہے - اور بعد مشق اس مراقبے کے روح کو لطافت اور قرب اور اُنست ذات باری تعالی سے

ہوجاتی ہے اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر اُسمین نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل شغل نفی
مین مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی۔ ہر چند روح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمانون کے نہین ہے
لیکن ذکر الٰہی اُسکا رہبر ہوکر جہان روح کے جانیکی طاقت نہین ہے وہانتک اُسکو پہونچادیتا ہے۔ اِسکے
بعد شغل نفی شروع کرے حسب فحوائے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانون
اور زمین کا) مثل وجود و ہستی باری تعالی کے جیسا کہ مراقبہ وحدانیت مین بیان ہوا اُسیطرح پر انوار الٰہی کو بھی
ہر مکان مین موجود سمجھے کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہین جہان اُسکا وجود ہے وہان انوار الٰہی کا ہونا
بھی ثابت ہے گوکہ انوار ہر جگہ موجود ہین لیکن قوت دراکہ انسان کی بسبب خیالات اشیاء کثیفہ ظلمانیہ
کے کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہین اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے
پاک و صاف ہونا چاہیئے تاکہ اُسکو انوار الٰہی معلوم ہون پس جب اُسکا آئینۂ ادراک زنگ خیالات مذکورہ
سے صاف ہوگا تو پھر انوار الٰہی ہر جگہ موجود ہین اور طریقہ اُنکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل
نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیاء کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہین اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہے
اور نہ ہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے کیونکہ جو کچھ موجود ہے وہ سب اُس مالک
حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے اسلئے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک ربط خاص ہر ایک چیز موجودہ کے
ساتھ اُسکو حاصل ہے پس اس صورت مین نفی وجود اُن اشیاء کی فی الواقع ممکن نہین ہے مگر اس مشق نفی سے
محض اپنی قوت دراکہ کا صاف کرنا ہے گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار
اپنے وجود کی نفی کرنا ہے اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے اور بدن مین جس
عضو کی نفی کرنا دشوار ہو اُسی عضو سے اسطرح پر نفی شروع کرے کہ کلمۂ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا
اللّٰہُ کے معنی سمجھکر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فورًا اُسکی نفی ہوجاویگی اور جب شغل نفی کی
مزاولت خوب ہوجائے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت
بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون و بیچگون کے رکھے
یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہو اور بعد ملکۂ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملا لیوے
اُسکے بعد شغل نفی النفی اور فناء الفناء کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہین کبھی توحید
صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور گاہے انوار رنگا رنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہین اور یہی صورت حصول راہ مقصد
طالب کی ہے اور وہ انوار ذات بحت حق جل وعلا کے ہین اور جسکو بعنایت الٰہی یہ سب پردے طے
ہوجائین تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے اور وہان پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اُسکو پیش

آتے ہین چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَانٍ وہان پہونچکر جُدے جُدے تماشے
قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہین ✤

اشغال طریقہ چشتیہ ✤

جنکو سید صاحب نے بطرز جدید موجب قوت اثر و سرعت ظہور فوائد بہ ازمنۂ قلیلہ آسان کر دیا ہے ✤
(ذکر) باوضو دو زانو بطور نماز کے بیٹھکر اول فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے کرکے بتوسط ان بزرگون کے جناب باری مین
نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کرکے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک
اللہ کا دو بار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے
زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت مین زیادہ کرے - پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اُسکے
سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہنچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اور نور نکلا اور دونو نور جمع ہوکر اور اُسکے
مونہہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اُسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹھیرا ہوا ہے - اسوقت
اس ذکر کو حضوری دل سے باربار کہے اور حضوری کے واسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک
کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے - پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر
کے اُسکے سر پر قائم ہوگیا اور پھر وہ نور تو تو ہوکر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمین گم ہوگیا - جب ذکر دو ضربی
مین مشق ہوجائے تو دوسرا ذکر اِلَّا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے مگر اتنا فرق ہے
کہ اس کلمۂ اِلَّا اللہ کو پیچھے کی طرف درمیان دو زانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اوّل مین نور کو اوپر کی طرف خیال
کیا تھا اسمین نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اِسکو بھی نیچے سے اوپر لیجاے تاکہ دونو نور بمنزلہ ایک ستون نورانی
کے کہ اُسمین اُسکا سارا بدن گم ہوگیا ثابت ہوجاے - جب اِس دوسرے ذکر مین مشق کامل ہوجائے تو تیسرا
ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے - اس ذکر مین بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا باربار کہکر یہ خیال
کرے کہ اُس نور مین جو بجائے اُسکے بدن کے قائم ہورہا ہے اِس ذکر خفی سے بطور جھاڑو کے گردش ہورہی ہے
تاکہ اگر اُس نور مین کچھ کدورت ہو تو صیقل ہوکر صاف ہوجاے اور چمکنے دمکنے لگے - پس جب اِس صیقل سے وہ
نور اسقدر صاف ہوجائے کہ اُسکی شعاعین ہر طرف سے دُور دُور پڑنے لگین اور اُسکی صفائی اُسکے قابو مین آجائے
تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے - اور یہ چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اُسکو ساتھ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اسطرح کرے
کہ پہلے لفظ لَآ کو اپنے خیال مین کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کردے اور یہ تمام دو ورق کرکے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کرے
اور شروع مین لفظ لَا کو اپنے مونہہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر

اُسکو اسطرح پر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے ہوکر پھر اپنے مقام مین پہنچا
پھر ساتھ لفظ اِلَّا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا اِلٰہ کے نفی
معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال مین مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت
ضرب اِلَّا اللہ کے اشارہ بذات بحت باریتعالٰی کے کرے کہ حسب اشارۂ آیہ کریمۂ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ
اسْتَوٰی (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اِس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے
عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا اگر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ
جسطرح ذکر اول مین فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمین تمام عالم گم ہو جائیگا۔ پس جب اِس ذکر مین مشق کامل
ہو جاوے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اِس ذکر کو چھوڑکر
اُسی نور مین جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرح پر مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدۂ عرش سے
ہوئی تھی اِسکے قابو مین آجاوے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان
ہو جائے گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہین ہوتی لیکن طالب کو چاہئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھکر شغل نفی
کو مستحکم اور مضبوط کر لے کیونکہ بعد مستحکم ہو جانے شغل نفی کے یا توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہو جاویگی یا انوار الٰہی اُسپر
ظاہر ہو جاوینگے اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے پس یکے بعد دیگرے اُن پردہ ہائے نور
کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جاوے اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باری
تعالٰی کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہو جائیگا +

واسطے کھلنے حالات آسمانوں اور ملاقات ارواح اور فرشتون اور سیر جنت و دوزخ اور معلوم کرنے وہانکے حقائق اور مطلع ہونے
لوح محفوظ پر یا حَیُّ یا قَیُّوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہین کہ لفظ یا حیّ کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہین
اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپان کرکے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالتے ہین اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تلفظ متصل
پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر اِن دونو اسم مبارک کا جمع ہوکر قوت پکڑے پس اِن دونو لفظون کے بیچ
مین روح کو رکھکر عرش تک پہنچا دے اور وہان پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اور سیر کرے اور جب چاہے
ساتھ مدد ذکر خیالی یا حیّ کے تہیۂ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمصاحبت یا قیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر
واپس پہونچ جائے +

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم
سبوح کے ناف سے لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچ جائے اور ساتھ اسم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم
رب الملائکة والروح کے وہانسے انتقال کر آئے اور بطور ضرب کے دلپر مار کر دل کے اوپر کے دروازے سے داخل

ہوکر نیچے کے دروازہ سے نکلکر قبر کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایکبار مین یہ مدعا حاصل نہو تو ساتھ حضوری اور
توجہ اور التجا وزاری کے کوشش کرتا رہے امید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہوجائیگا
ناواقف لوگ اس کشف قبور کو سبب قرب الٰہی کا جانتے ہین اور فی الحقیقت وہ مورث دوری کا ہے

اشغال طریقۂ نقشبندیہ جنکو سید صاحب نے آسان اور سہل الحصول کر دیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئین۔ سو لطیفۂ قلب زیر پستان چپ اور لطیفۂ
روح زیر پستان راست اور لطیفۂ سر ان دونو لطیفون کے بیچ مین وسط سینہ پر اور لطیفۂ نفس عین ناف
مین اور لطیفۂ خفی پیشانی پر جہان ماتھا ختم ہوکر بال شروع ہوے اور لطیفۂ اخفی تالو کی جگہ جہان بچون کے
سر مین حرکت ہوتی ہے واقع ہین۔ اس ترتیب سے ان لطیفون کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے اور انکا
ذکر اسقدر ہونا چاہئے کہ طالب خود اس ذکر کو معلوم کر سکے اور سکھلانے والے کو چاہئے کہ اپنے لطیفون کو ذاکر
کرکے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز وزاری سے انکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالیٰ سے دعا کرے
اوّل ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی اسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال
کرے۔ اوّل ہر لطیفہ کو جداگانہ ذاکر کرکے پھر ایکبارگی کل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت مین معلوم
ہونے لگے اور اسمین ایسی مشق ہوجائے کہ جب چاہے بلا تکلف انکو ذاکر کرلے۔ چونکہ ہر ایک لطیفے کے واسطے
ایک نور مقرر ہے پس وہ نور بذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف مین مشق ہوجائے تو حبس نفس کے
ساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ مؤدب دوزانو رو بقبلہ بیٹھکر اپنے دم
کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفۂ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی
پر تھوڑا توقف کرکے لطیفۂ اخفی پر جا پہنچے اور الٰہ کو لطیفۂ اخفی سے کھینچکر لطیفۂ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو
لطیفۂ قلب مین ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ مین حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور موںہہ اور لب اور
زبان کی نہونے پائے اور اس شغل کو بعدد طاق عمل مین لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کرکے پھر نفس کو چھوڑ دے
اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اسیقدر عدد ذکر
کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس مین اکیس بار تک پہنچ جاے اور جب اسکی مزاولت ہوجائیگی تو پھر سینکڑون
تک نوبت پہنچیگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اسکے لطائف مین پیدا ہوجائیگی۔ جب یہ شغل
اپنے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعلہ جوالہ طالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کرکے مثل خط
آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک
ٹکڑا جسم انسانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہین اور قرآن مجید مین

مین وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنی ہر ایک چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم اُنکی تسبیح کو نہین سمجھتے ہو۔ حسب مُحوائے اس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی مین مصروف ہے لیکن بوجہ پردۂ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہین سکتا پس اس سلطان الذکر مین ہر ایک عضو کے ذکر پر طالب آگاہ ہو جاتا ہے اُسوقت سارے اجزائے بدن کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کر کے شغل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو بھی چاہئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کر کے شغل لطائف ششگانہ کے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن مین ایک حرکت نمایان معلوم ہونے لگیگی یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی شل رعشہ کے تمام بدن مین حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہے چیونٹیان سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی اور تمام بدن مین ایک قسم کی خنکی اور ٹھنڈکی محسوس ہوگی اور ایسا معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلائش نکلکر نہایت ہلکا اور سُبک ہو گیا اور تمام بدن اور در و دیوار و خس و خار اور سنگ و خاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانون مین پہنچنے لگیگی اور اگر طالب کا درجہ زیادہ بڑھ گیا تو اُسکے ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا جب سلطان الذکر قابو مین آجاوے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو بھی ملالے ۔ اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل مین لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر ہو جائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے ۔ اور نورانیت کے پردونکا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک پہنچنے کا ہے ۔ جب یہ نورانی پردے ظاہر ہون تو مراقبۂ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردون کو طے کرتا ہوا پردۂ بے رنگی تک پہنچ جائے اور پردہ بے رنگی تک پہنچنا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے ۔ اسوقت سلوک متعارف ختم ہو کر سیر فی اللہ پیش آتی ہے جسمین عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوتے ہین +

اس طریق مین کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی شغل دورہ کرنے مین جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف وقائع آیندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعۂ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت مین تین بار سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سجدے مین رکھکر نہایت خشوع و خضوع و عجز و زاری سے ایکسو بار یا خبیر اخبرنی کہے اور پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کر کے سو رہے امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب مین یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا +

اصطلاحات طریقہ مجددیہ ۔ اِس طریقہ مین مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور لطیفۂ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفہ خفی
بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفی درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے
بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے - اول لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب
باوضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دور
کرکے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُسوقت
مرشد کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کرکے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف طالب مین کرے پس جب
لطائف شش گانہ جاری ہوجاوین تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کرے صرف
لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہوجاویگا +

جب سلطان الذکر مین کمال حاصل ہوجائے تو ذکر لا اِلٰہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کے واسطے
عمل مین لائیے - اول نفی تمام عالم کی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر
دماغ تک پہونچاوے اور جہان جہان سے لفظ لا گذرتا جاوے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جاوے اور لفظ اِلٰہ کو
لطیفۂ روح مین پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب مین ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ
الٰہ کے نفی کردے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کرکے اثبات ذات حضرت
حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل مین لاوے اور زبان سے کچھ تلفظ نکرے
اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ مین ہر دم قایم رہیگی - اُسکے بعد
نفی النفی اور فناء الفنا کی مشق کرے - اسکے بعد مراقبۂ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اُسکا
یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھاکر عرش مجید تک
پہونچاوے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہوکر ایک
ستون نور کا بنکر عرشِ مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعین تمام عالم کو گھیر لیتی ہین اور چونکہ اس نور نے
نہایت وسیع اور فراخ ہوکر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرۂ امکان ہے اور دوائر
سیرِ قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایتِ صغریٰ ہے اور اس دائرہ مین
مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے اس دائرہ مین تحت قلب کا بھی کھلجاتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشان
ہوجاتا ہے کہ چارون طرف سے اُسکے انوار چمکتے دمکتے ہین اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کرکے حد
لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہوجاتا ہے صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے - اسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم
[illegible]

کبریٰ کے اول دائرے مین مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالی کا کرتے ہین اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت
خداوند تعالی کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہین اور اپنے تئین اُس سے دور اور غائب نہین جانتے بلکہ
ہر کام مین شریک اور شامل تصور کرتے ہین جیساکہ آیۂ کریمۂ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) مین
معیت باری تعالی کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت مین ہر دم
اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی مین معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے اور جب مراقبۂ معیت مین پختہ
ہو جائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نور اس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے
اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہین اُسکو) کا ہے۔ اس
مراقبہ مین اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اس مراقبۂ محبت مین بھی دو دائرے
اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہین۔ اول مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ
شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت مین مُحِب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونو
خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کر جاتی ہے اور مُحِب کو اضمحلال اور
فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہان سے دوسرے دائرے محبت کا شروع ہے اس دائرہ مین نفع اور فائدہ
محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہین ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ
کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے دل سے مثل فوارہ جوش مارتی
ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محب سے باقی نہین رہا تو یہان پر
دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ مین پہنچکر محب فنا در الفنا
ہو کر نسیًا منسیًا ہو جاتا ہے۔ اسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالی کا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ایک
اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہین منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور
اجسام اور افعال اور احکام مین جو تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتے ہین اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر
اُسکے مظاہر کا ہے اور علی ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمۂ پند آمیز کہنے
کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا
ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر
کے ملاحظہ کرکے طرف اصل مُسمّٰی اس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اسکے بعد اسم الباطن
کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزون کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک
ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہین کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے اور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القاکرنے والے احکام الٰہی کے ہین کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اُسکو لوگون کے دلون مین القا کرتے ہین اُسکے بعد وہ حکم دنیا مین ظاہر ہوتا ہے اِس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہین اور اُنکا تعلق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے اور نیز مورد فیض اس مراقبے کے تینون عناصر باطنی بھی ہین یعنی آگ اور ہوا اور پانی کیونکہ یہ تینون عناصر بھی جسد انسانی مین باطن ہین اور چوتھا عنصر یعنی خاک اُسمین ظاہر ہے - پس جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو تجلیات اسم باطن کی اِس سیر مین ظاہر ہو جاتی ہین اسکے بعد سیر تجلی ذاتی دائمی کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے +

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہین اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہین کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیاء عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بدعتی اور بُعد کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو جوگی اور ساکنان حبش قدیم سے ان فنون کے اُستاد اور مشاق ہین اور علم مقناطیس حیوانی جسکا دریولا یورپ مین بڑا زور ہے اِنہین اشغال کا ایک شعبہ ہے پس اسمین شک نہین کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق کریگا اُسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھلجاوینگے لیکن رد اور قبول ایک دوسری چیز ہے - مردودان بارگاہ الٰہی کا وہان تک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب نہوگا تو گرفتار غضب سلطانی ہو جائیگا اور یہ بھی یاد رہے کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک مین بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے کچھ کمال کی بات نہین ہے اگرچہ مقبول لوگون کو مقام معرفت ذات تک پہنچنے مین اور ترقیان بھی ہو جاتی ہین - جب سالک بمرتبہ مشاہدہ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی مین اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونو سے کرے - مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اُسکو نہ چھوے اور جب مصحف مجید کو ہاتھ مین لے تو کسی دوسرے کام مین متوجہ نہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ مین ایسی معظم اور مطہر چیز محض بفضل الٰہی پہنچی ہے ورنہ مجھکو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہان تھی اور ایسے تصور سے مارے خوشی کے سینہ اُسکا مالامال ہو جائے اور اگر ایسا خیال خودبخود اُسکے ذہن مین آئے تو بہتر ہے ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل مین پیدا کرے - اور اسیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیے اور نیز مال کو اُسکی راہ مین خرچ کرنا اور طریقہ ایثار

سو اختیار کرنا اور نوافل کا مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے
مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اسکے خیال میں گذرے تو اس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اسکے کھانے کے واسطے
اسکے سامنے رکھا گیا - اور اسیطرح انبیا و اولیا بلکہ تمامی مسلمانوں کی تعظیم میں کوشش کہ وہ سب اسکے شافع
اور ساعی ہوں اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے - اس مقام پر پہنچکر وجہ الله
کا مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہونا الله رب العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسیکہ قرآن مجید میں آیا ہے
اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (یعنی جدھر تم مونہہ کرو وہیں الله موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر
غور کرے تو بالیقین اسکو معلوم ہو جائیگا کہ الله تعالی نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ
نعمت عظمی بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھکو عنایت ہوئی پس اسی طرح پر اور ہزاروں
نعمتوں کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزیں عالم میں موجود ہیں انھیں غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شئے
اسکے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز افلاک سے لیکر خس و خاشاک تک اسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے
پس اسیطرح پر الله تعالی کی نعمتوں میں غور کرکے ہر دم آنکو پیش نظر اپنے رکھے - پس جب اسطرح رحمت الہی بلا غرض
بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالی کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا
کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اسکی طرف متوجہ ہو
چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان
حال و قال سے اس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے پس جب یہ مراقبہ وجہ الله کا بخوبی سرانجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ
مقبول بارگاہ الہی ہو کر ایک نور مقدس ازلی جو ہر مومن کے حصے میں آیا ہے اسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور
تخم عقل کا ہے اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کریمہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا میں
اس نور ازلی کی طرف اشارہ ہے - پس اس مراقبہ وجہ الله کے کرنیوالے کو وہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ
کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر
تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے ویسے ہی اس نور
ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالی کو معلوم کرنے لگتا ہے - پس جب یہ طالب قصد کسی کام کا کرتا ہے یا کسی
طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اس تجلی میں بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالی کے پیدا ہو جاتا
ہے اور بعض کم درجہ بزرگوں کا نور قلب سے تجاوز نہیں کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہیں پس اگر رضامندی
الہی اس کام سے متعلق ہے تو اسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح انکے دلوں میں اور رغبت طرف اس کام کے
خود بخود انکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضامندی الہی اس کام میں شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض اور نفرت

اُس کام کی طرف سے اُنکے دل مین لاحق ہو جاتی ہے اور یہ دریافت رضا یا نارضا باری تعالی کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے نہین ہوتی بلکہ بمنزلہ چشم ظاہری کے یہ شناخت اُنکو حاصل ہو جاتی ہے - اِس مقام کے لوازم سے ہے خلعت مکالمہ سے سرفراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ۱۲

اب بعد بیان کرنے سلوک راہِ ولایت کے طریق حصول توبہ راہ نبوت کا بیان کر کے تعلیمات احدیہ کو ختم کئے دیتا ہون (طریق توبہ) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق و ادائے عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے۔ تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہِ نبوت کو چاہیئے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ قبیل اعتقادات سے ہون خواہ قسم افعال و اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے خواہ جنس افراط تفریط عبادات سے ہون اِن سب کو قرآن و حدیث سے تنقیح اور تفتیش کر کے ٹھیک کر لے اور اسکے بعد خلوت مین بیٹھکر غور کرے کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق مین کہ سر سے پاؤن تک احتیاجون سے بھرا ہوا ہون کسقدر بُری اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن مین ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی کی اُسکے ذہن مین جگہ پکڑ لیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائین اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن مین خوف اور دہشت پیدا ہو جاے پس جب اس مراقبہ مین مزاولت پیدا ہو جائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفات ازلیہ ربّانیہ سے ہے اُسکو اس عالم امکان مین کسیطرح بھی مناسبت نہ تھی مگر اُس رب العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس مین اُسکو نازل فرما کر اپنے اور اپنے بندون کے درمیان ایک واسطہ ٹھیرا دیا ہے - القصہ عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن مین ایسی مستحکم ہوجائے کہ جسوقت اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھین چندھیا جائین اور سینہ اُسکا پاش پاش ہو جائے پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑ لے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے اور کسی مبارک دن مین مثل جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان مین داخل ہو اور جناب باری تعالی مین بہت عاجزی سے عرض کرے کہ بار خدایا مین ہر طرح سے عاجز ہون اور تو ہر چیز پر قادر ہے توبہ کہ قدم اول راہ نبوت کا ہے مجھکو عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نکر کیونکہ لیاقت دُنیا بھی تیرے ہی ہاتھ مین ہے بموجب بیت ؎

تو کر ساقی شوی در تنگ ظرفی نمی ماند + بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا + اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خضوع اور خشوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد اداے نماز وہی انعامات حق اور نتائج قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سے اپنے دل مین حاضر کرے اگر اُسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور وہم اور ظاہرہ

باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورۂ بالا عمل کرے اور جبدن وہ حالت پیدا ہو جاۓ تو اسی اثنا مین
عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان الرّب العزّت کے ایسے چُست طور پر لاحظہ
کرے کہ سینہ اُسکا اس خیال سے بھر جاۓ اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بار خدایا
مینے اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا اور ساتھ اس حبل متین کے مینے اپنے کو مضبوط باندھا پھر
سارے گناہون سے توبہ کرکے اور قرآن مجید کو ایک توسّل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بار خدایا تیری عنایت
پر توکل اور بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال مین مینے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان
اور مال اور آبرو اور فرزند وعیال اور استاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر مینے ترجیح دی - اے بار خدایا مین
عاجز محض ہون تیری عنایت پر توکّل کرکے التزام اس امرِ عظیم کا مینے اپنے اوپر کرلیا ہے پس تو محض اپنے کرم
عمیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کرا - بعد ازان اس محلکہ اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ
عالیجاہ سے مینے عہد باندھا ہے مبادا اسمین سرِمو فرق ہو کر داغ نقضِ عہد کا دائمًا میری پیشانی پر لگجاۓ
اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتّباع قرآن وحدیث اور اجتناب بدعات
مین اُس زمانہ مین مشہور ہو ظاہر کرے لیکن ہر حال مین قرآن مجید کو مرشدِ حقیقی اور اُس بزرگ کو شیخ ظاہری
خیال کیا کرے - جب طالب راہ نبوّت کو رسوخ کامل مقام توبہ مین حاصل ہو جاۓ تو ذکر ایمانی اور مراقبہ
ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس یا ضبط اوقات مراد
نہین ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اسمین پیدا ہو جایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نکرے جس سے
طبیعت ملول ہو جاۓ بلکہ بتدریج نفس کو اُسکا عادی بناۓ پس اسیطرح پر کچھ وقت ذکر مین اور کچھ وقت
فکر مین صرف کیا کرے اور اُسکے عمدہ مؤیدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصًا یتیمون اور مسکینون
اور مفلسون اور مریضون اور محتاجون کی اور حُبِ ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فناء ارادہ کو جو اظہر
علامت اس طریق کی ہے پہنچ جائیگا اور فناء ارادہ کی بھی اس طریق مین دو قسم ہین ایک وہ جو مبادی
سلوک راہِ نبوّت مین حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالی کے ارادہ کا تابع کردے
دوسرے جو انتہاۓ سلوک مین نصیب سالکین ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ براۓ انتظار ورود امر از جانب
مولاۓ خود اپنے ارادہ کو معطّل کردے اور ان بزرگون پر رحمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہو جاتی ہے اور
جو حکم مولا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اُسکو چُستی اور چالاکی سے عمل مین لاتے ہین اور جب فناء ارادہ اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدّثین اور شہدا مین داخل ہو جاتے ہین - اِسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے
اور معیت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے - پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو بلا

خیال کرے کہ حق تبارک وتعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئین خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتون
مین تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری
وعلاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی وآقائی وآبائی واستادی وپیری ونیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے
اور محض قرب جوئی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور
اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین وآفرین کرتا ہے اور قرب ووجاہت دنیا مین اور ثواب
جزیل عقبیٰ مین عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت ونفرین کرتا ہے اور ذلت وخواری دنیا
مین اور عذاب شدید عقبیٰ مین کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور ایقان اسقدر اُسپر غالب آئے
کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑکر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے - پس جب وہ
شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ مین گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہانتک اپنا
پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوا اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ مین
نہین دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جب تک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہے امواج بحر ذخار اور گرد باد ہوا
مجھکو کچھ ضرر نہین پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا
اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے - اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے
باوجود قلت اپنے مددگارون کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ
فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس آخر زمان مین جب مقدمہ خادمان سید صاحب
عدالت انبالہ وغیرہ مین پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلاخوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو
جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوے جاتے تھے - پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہوجاتے ہین
ہمنے یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے
لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ؎

حصۂ سوم

اب مین آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارناموں کا ذکر شروع کرتا
ہون ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) مین پڑھا ہوگا کہ اس سفر حج سے سات برس پہلے جب آپنے
بمقام رامپور چند نو آمد ولائتیون کی زبانی کئی مسلمان عورتونکو سکھون کا زبردستی کافر کرکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسیوقت بوجہ حمیتِ اسلامی اور دردِ ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے
تھے کہ کسیطرح مسلمانانِ پنجاب کو سکھون کے ہاتھون سے نجات حاصل ہو اب بعد ادائے حج جب کسیقدر
مسلمان آپکے ساتھ جہاد کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھون سے جنکے اسوقت
سرکار انگریزی بھی حلیف تھی جہاد کرنے اور مسلمانانِ پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اسوقت
آپکے ساتھ قریب بیس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا
عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا ۱۲۴۱ ہجری کے شروع مین آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب ہذا)
مالیر کوٹلہ - ممدوٹ - بہاولپور - حیدرآباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڈھ - درۂ ڈھاڈر - درہ بولن -
پشین - قندہار - کابل پھر براہ درۂ خیبر داخلِ پنجاب ہو کر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملکِ یوسف زئی
مین پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی مین ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے - مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب
تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت
کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنگی اقوام
مین سے جو آپکی راہ مین پڑی تھین لاکھون خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی - جب آپ
اس ملک یوسف زئی مین پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس
شتر پر آپ سوار ہو کر وہان پہنچے تھے ہزارہا عورتین اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکًا لیگئیں اور جب
تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرکِ خلائق بنگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤن کے نیچے کی خاک
اپنے سر اور آنکھون کو ملتا تھا - پہلا مقام ہشت نگر مین ہوا جہان تین تین غازیون مین ایک ایک ٹاملوٹ
غلہ بطور رسد تقسیم ہوا - باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا سید صاحب نے
جماعت مجاہدین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا خدا
غیب سے تمکو برابر روزی پہنچائیگا - بوقت شب شعار مقرر ہو کر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی سب غازی
بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کر کے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اٹھکر نماز پڑھی
اور حضرت کی دعا مین شریک ہوے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادرِ خورد امیر دوست محمد خان
بہت سے آدمیون کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ؛

جب آپکے ارادے اور جمعیتِ لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکر گاہ کیا - لشکر مجاہدین اور لشکر سکھون کے بیچ مین دریائے لنڈہ حائل تھا ؛

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدۂ شریعت اس مضمون کا بھیجدیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤگے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے بجز اسکی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہین ہے اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کرکے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت مین بھی جب تک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونو امر مذکورۂ بالا تمکو منظور نہون تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد مین تھوڑے ہین مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا مین جان دینے کو تیار ہے ۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہین جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ قاصد آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی ÷

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کرکے سید صاحب کے لشکر مین واسطے جاسوسی اور لانے خبرون کے بھیجدیا۔ قندھاریون کی ایک جماعت نے جو قریب دو سَو آدمی کے آپکے لشکر مین تھی اُس جاسوس کو گرفتار کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی مین اُسکو لیجا کر پوچھا تو اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کرکے بھیجا ہے مگر اب مین اپنی بری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے مین لشکر کفار کی خبرین حضور مین لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج مین رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کرکے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو امیر خان سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ خواص خان پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے مجھ سے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ مین مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ مین اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ مین ٹہھرنا خوب نہین ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کرکے دریائے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کرکے ہشت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی مین جو جانب اکوڑہ ہے قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گانو تھا وہان ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ یہا

بسبب نملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے بفضل آلہی پر بھروسا کرکے واسطے پہونچانے روزی
مومنین کے جناب باری ہین دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی
آدمی نے سید صاحب کے حضور ہین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے
آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجیے - آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیون کے ساتھ
نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی - قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے ہین سے تھوڑا
سا آٹا اٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آرد مین ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا - گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر
کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا ؀

اسوقت آپکا لشکر آٹھ جماعتون یا پلٹنون مین منقسم تھا - جماعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین
کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ ہوا کرتی
تھی - جماعت دوم مولانا محمد اسمعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوانس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی
جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ
لفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی - جماعت چہارم الہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ
ریر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی - پانچوین جماعت کے سردار مُلا لال محمد قندہاری تھے - چھٹی جماعت
کے سردار مُلا قطب الدین ننگرہاری - ساتوین جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی - آٹھوین جماعت
کے سردار جعفر خان قندہاری - یہہ چارون جماعتین آخر الذکر قلب لشکر مین تعینات رہتی تھین - ان
جماعتون کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور رڈپو یعنی فاضل معین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا
اور اور متفرق کام تھے - سید صاحب مع وزرا بخود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے - خویشگی سے کوچ
کر کے لشکر نوشہرہ مین پہنچا بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوسون نے یہ خبر حضور مین پہنچائی کہ
سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریان کر رہا ہے - اُسوقت
سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے
کھانے پینے سے فارغ ہو جاوے - بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مُشیرون سے مشورہ کر کے سب جماعتون
مین سے جوان اور تندرست اور چُست چالاک اور شجاع آدمیون کو منتخب کر کے ایک سریہ تیار کیا - الہ بخش
جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیون
کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کر آؤ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام
گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اترنے لگا - جب سب آدمی سریہ کے عبور

کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سریہ ہو گیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ گیارہ بار سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب نو سو ۹۰۰ کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکرِ اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیوں سے اپنے قصور معاف کرا کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہان ورنہ میدان
محشر مین پھر ملاقات ہو گی۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارۂ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اُس تاریک شب
مین ملکی آدمی اُسکے رہبر تھے۔ واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء یہہ پہلی جنگ سکھون
سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکر گاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہان جا کر دیکھا کہ
سکھون نے اپنے لشکر کے چارون طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک جا پہنچا تو دفعتہً
سارے لشکر نے باوازِ بلند تکبیر کہکے ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن سراسر غافل تھے آوازِ تکبیر نے اُنکو خواب
غفلت سے جگا یا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے اُسوقت سب غازی سکھون
کے قتل مین مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھون کو واصلِ جہنم کیا چنانچہ عبد المجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ ۱۴ کافر مارے گئے۔ چودھوین وار پر اُنکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر اُنہون نے پھرتی کر کے مولوی احمد الدین
سے جو دو ۲ تلوارین باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اُس سے پھر قطع و برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی اُنہون نے بہت سے کافرون کو مارا عبد اللہ یا ہدایت اللہ مخنث نے جسکا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے
سات ۷ آٹھ ۸ کافرون کو تہِ تیغ کیا اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان و حیدر خان و
شیخ بہرالی و علی حسن و شیخ بدھن و شیخ رمضان نے بڑی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعانِ لشکرِ اسلام مثلِ شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیان بہا دیتے تھے۔ انکی آوازِ تکبیر سے
کافرون کو غش آ جاتا تھا لشکرِ کفار مین بھگدڑ پڑ گئی غازیون نے لشکرِ کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ گولہ اندازکے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ مین خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کر کے اپنے خیمے سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہو گئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ مین پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھون
کا جمع ہو گیا۔ تب سکھون کی قواعددان پلٹنون نے جمع ہو کر چند بار ڈھیں حملہ آورون پر ایسی باڑین کی جنسے

اکثر شجاع تلوار بازمیش رو مجاہدیون کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکلیں مگر دوسرے تشنگان شہادت نے اُنکو للکارا اور شرم دلائی وہ اُسی دم معہ پچاس ساٹھ آدمیوں کے مثل زخمی شیر کے پھر ٹوٹ پڑا اُسوقت دونو لشکروں میں دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع اپنے ہمراہیون کے اُس میدان میں کام آیا - اس عرصہ میں صبح نمود ہونی شروع ہوگئی تھی اُسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدیون نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور امامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب یہ سریہ مظفر و منصور کنارہ دریاے لنڈہ پر آپہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور میں عرض ہوا حضرت نے شہدا کے واسطے دعائے خیر کرکے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اُسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑکر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی میں جا اُترا +

اس پہلی جنگ میں حسب مندرجہ ذیل ۳۷ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ - آدمیون کے مجروح ہوے اور لشکر سکھون میں سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوے - نامی شہداء اکوڑہ کے یہ ہیں - اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - شیخ باقر علی قاسم علی - عبدالمجید خان جہان آبادی - شمشیر خان جمعدار مورانوی - شیخ بڈھن - شیخ رمضانی مورانوی - شیخ ہمدانی خالص پوری - علی حسن گنگوہی - غلام حیدر خان خالص پوری - غلام رسول خان خالص پوری - خدا بخش خان مینی - شادل خان خیرآبادی - کریم بخش بڈھانوی - میاں جی احسان اللہ بڈھانوی - شیخ معظم جگدیس پوری - دین محمد کوہستانوی بسواڑہ - عباد اللہ میو - قاضی طیب - امام خان خیرآبادی - اولاد علی بادھوی - ہمایون بیگ لکھنوی - امام الدین خان رام پوری - باز خان خالص پوری - سید محمد لہاروی - محمد کمال خورم پوری - فہیم خان حسین پوری بڈھانوی - سید عبدالرحمن سیاملی - شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - غلام نبی خان گوالیاری - عبدالرزاق دیوبندی - جواہر خان لکھنوی - منور خان ملیح آبادی - عبدالجبار مورانوی - حیات خان بریلوی - برکت اللہ بنگالی - سید عبدالرحمن سندھی - حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراسان ہوا تھا کہ اُسنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف میں کرلیگا +

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ وہ گولی قواعدداں فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا ۔ مسلمانون کے دل بڑھ گئے ۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہوگئین ۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانونکا شہرہ اس جنگنے تمام ملک مین پھیلادیا ۔ ملکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے ۔ ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھکر روانہ کی گئی ۔ اس جنگ کے دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا ۔ ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پُرفضا مقام تھا ۔ یہی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیون کے تھی +

اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے ۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا ۔ حضرو کے قریب سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی ۔ اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کیجاتی تھی +

خادے خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جاے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئے ۔ سید صاحب نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب فراز سے بھی واقف نہین ہین ۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو ۔ اُن لوگون نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارہ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہمکو ملے آپ ہمارے واسطے دعا فرمائین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے ۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی ۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی اُنکا شریک نہین ہوا مگر قندہاریون مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کرکے شریک ہوگئے مگر حضرت سید صاحب نے اس شرط پر قندہاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا +

جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناس کے اباسین سے پار اُترکر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا ۔ جب سید صاحب نماز صبح سے فارغ ہوئے اُسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سُرخ رنگ کے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندہاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

شبخون حضرو

گدھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور یہ گھوڑا اُسی مالِ غنیمت مین سے بطور ہدیہ حضور کے پاس بھیجا ہے سید صاحب نے اُس ہدیہ کو قبول فرماکر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کردیا۔ جب صبح روشن ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سا مال سرون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین اور اُنکے پیچھے قندہاریون کی جماعت بھی جو شریک اِس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقین سر کرتی ہوئی چلی آتی ہے پھر دیکھا کہ اُن قندہاریون کے تعاقب مین پندرہ سولہ سکھون کے سوار بندوقین چلاتے ہوے بڑے جوش وخروش سے آرہے ہین۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندہاریون نے ایک چھوٹی سی نہر کے کنارون کی آڑ پاکر اُن دشمن کے سوارون کو روکنا چاہا وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر رُکے تھے کہ اس عرصہ مین قریب پانسو سوار اور پیادون دشمن کے جابجا سے جمع ہوکر اپنے پندرہ سوارون کی مدد کو آن پہنچے۔ اِس پچھلی کمکی فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھین مگر اس فوج نے اُن قندہاریون اور پندرہ سوارون کو اپنے حال پر چھوڑکر اُن ملکیون پر جو مال مغروتہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا مُلکی لوگ شاہین کی گولیون سے پراگندہ اور بیقرار ہوکر کوئی شناس پا اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہوکر مع مال مغروتہ پار ہونے لگے۔ اسوقت سوائے ۴۷ نفر قندہاریون کے دفع دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا مُلکی لوگ حسب عادت قدیمہ خود مال مغروتہ لے لیکر بھاگنے لگے مُلکیون کے آگے دریائے قہار اباسین اور پیچھے دشمن کی شاہین تھین۔ یہان مُلکیون کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس افراتفری مین بہت مُلکی لوگ بدحواس ہوکر مع مال مغروتہ کے اباسین کی نذر ہوے۔ سید صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو بُلاکر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیون کو زیر حکم انورشاہ کے قندہاریون کی مدد کے واسطے روانہ کرو۔ اُسوقت وہ چند قندہاری پانسو دشمنون کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قریب پچاس نفر ہندوستانی بھی بلاحکم واجازت سید صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے۔ جب خادیخان کے آدمی عبور کر گئے تو سید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھکر اباسین کے اس کنارہ پر جاکر کھڑے ہوجاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیون نے جو خادے خان کے آدمیون کے ساتھ قندہاریون کی امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ مین اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافرون کو شکست فاش دیکر پیچھے ہٹا دیا بلکہ چند میل تک اُنکا تعاقب کرکے اُنکو حضرو کی دیوارون کے اندر داخل کردیا برکت اللہ بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ مین شہید ہوگئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوے مگر کفار کے سینکڑون آدمی ان چند لمحون مین دارالبوار کو پہنچے۔ اِن دونو واقعون یعنی اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید صاحب کو معلوم ہوگیا کہ اِس ملک کے آدمی طامع اور خودرائے ہین۔ اپنی طمع اور خودرائی سے جنگ کو بیتے

زمینت کرکے ہندوستانیون کے گلے ڈالدیتے ہین۔ اِن دونو سرپوین مین اگرچہ لاکھون روپیہ کا مال ولائتیون
کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدۂ شریعت کے تقسیم نہین ہوا جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لیگیا۔ حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار
خادے خان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہوکر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابض مال مقابلہ کو کھڑے ہو گئے
اور کسیکی نہین سُنی اسواسطے باتفاق جملہ علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولائتیون کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲
ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آیندہ کو انتظام جہاد اور
تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کرکے خلافت حقّہ کو جاری
کرے اور اس صورت مین سب مسلمانون پر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہوجاوے اور اُسکے حکم کی
نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور رؤسا نے آپکی امامت
پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قایم ہوکر خطبہ مین آپکا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار
پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعۂ خطوط آپکی امامت کو دل و جان سے قبول کرلیا۔ اسی تاریخ کو ایک
خط مع تشریح و بیان کُل واقعات گذشتہ کے تحریر ہوکر بنصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی
جب یہ خط ہندوستان مین پہنچا تو علمائے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا۔ سرداران پشاور
کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ دہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ یہ لوگ دغاباز ہین ضرور
کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ اُسکے جواب مین سید
صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسیکا اللہ ربّ العزت کے ہاتھ مین ہے اگر وُہ لوگ دغا کرینگے تو اُسکا ثمرہ خدا سے
پاوینگے۔ اس واقعۂ نصب امام کی خبر دربار لاہور مین بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھون پر غالب
ہوگئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہین کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے
سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا +

اس واقعۂ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپ کے موضع سرمائی مین قریب
نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہین آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھون سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سُنکر سید صاحب نے سردار
اشرف خان اور سردار خادے خان کو مع پانسو آدمیون کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ
کو روانہ کردیا۔ جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے
اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھون کے جنرل کا سید صاحب کے حضور مین پہنچا جسمین بعد اظہار بڑے
لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ شبخون سے جیسیکہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہین اگر آپ اصل سید

ور بہادر ہین تو میدان مین ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لین جسکے جواب مین سید صاحب نے اپنی نیت اور ارادہ اور مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدھ سنگھ ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے ✤

اِن ایام مین بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقے مست رہتے تھے درختون کے پتون اور گھاس پات پر اُنکی گذران تھی ✤

ذکر مصاف افواج سکھان بعد شبخون حضرو و فرار ہونا سکھوں کا بلا مقابلہ کے

خضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھون کی کنارہ دریاء اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور بارادہ دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھ سات شاہین کو اِس لشکر نے اپنے عقب مین چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور پر یک بیک اُنکو سر کر کے بدلا لین - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہنچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر اول سب کشتیون کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو ہم مُلکی فوج سے ان دشمنون پر حملہ کر کے اُنکو پسپا کر دین - آپ تبرکاً چند ہندوستانی مجاہدین ہمارے ساتھ کر دین تاکہ ببرکت اُنکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سید صاحب نے سردار مذکور کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیون کے بہت سے آدمی اُنکے ساتھ کر دیے - جب یہ حملہ آور لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنون کے مقابل ہوا تو اُنہون نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے کر کے گولہ باری شروع کی مُلکی لوگ توپون کی آواز سنکر کافور ہو گئے - ہرچند سردار اشرف خان نے اُنکو فرار سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر اُنکو فرار سے نہ روک سکی - جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی مجاہدون نے اباسین سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیان اور خیک (مشک) دریا کی منجدھار مین پہنچی تھین کہ دشمنون پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سر و سامان ہو کر وہان سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہین پہنچی ✤ اِس توقعہ کے بعد سید صاحب مع لشکر مجاہدین سرداران سمہ کے بجانب لشکر سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ و سرداران پشاور کے

ذکر اتفاق سرداران پشاور و اخوند صاحب ...

دریائے لنڈہ کے اُس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریا سے لنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران پشاور کے ہو گئے - اِس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے - ہر روز قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہین سیدو کے میدان مین سکھون سے جنگ کی تیاریان ہو رہی تھین اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی - مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھون کی چھاتیان کانپ رہی تھین - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ نذر محمد اور

ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے کھچڑی اور گنڈیریون مین زہر ہلاہل کھلا یا گیا - تقدیر سے اُس شب کو خلاف عادت خود اُس زہر آمیز کھانے مین سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کسیکو نہین دیا سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے - زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہو گئے علی الصباح دونو لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان مین مقابل ہوے - سردار یار محمد خان نے سید صاحب کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے درِ دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونے کے سخت متقاضی ہوے - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا کہ سید صاحب بیہوش پڑے ہین اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی درِ دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت مین بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ مین پہنچا دو چنانچہ چند آدمیون کے سہارے سے اُسی حالت مین آپ ہاتھی پر سوار ہوے اور میدان جنگ مین پہنچے - صرف چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ مین مسلمان دیکھکر دلیر ہو گئے اور کفار پر حملے شروع ہوئے - سکھون کے سنگر یعنی خار بندی کے اندر تک حملہ کرتے ہوے سردارانِ سمہ پہنچ گئے اُسوقت بظاہر دُرانیون (سردارانِ پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ مین مسلمانون کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپون کی بھرمار کر رہی تھی مگر بندوق اور توپون مین خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیان نہین ڈالی جاتی تھین شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھون کے خیمون تک پہنچ گیا اور وہین کام آیا - سمہ کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانون کے نمایان تھے - جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سردارانِ پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک سکھون کے لشکر مین چلے گئے اور وہان کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند واپس چلے آئے اور سردارانِ پشاور کے پاس جا کر کچھ اُنسے سرگوشی کی - اُسوقت سردارانِ پشاور میدان جنگ سے مع لشکر و اقواپ خود فرار ہو گئے - جب سردارانِ سمہ نے دُرّانیون کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ ہو کر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیون کے سر آپڑی وہ اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب دل توڑ کر لڑے - جب سکھون کو حسب اشارہ دُرانیون کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو اُنھون نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی گل توپون کا نشانہ بنا لیا صدہا گولے شین شین کرتے ہوے ہاتھی کے آس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غالباً رازدار دغابازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے

تھے اُسوقت مجبور لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھا لیا - اس دغا بازی کے سبب سے
لشکر اسلام تتر بتر ہو گیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی
اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چینڈلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گانو مین
مقیم رہے - زہر کھانے کی تاریخ سے اٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سب حال
دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور فرار سرداران سمہ اور ابتری لشکر
مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی - آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ بسبب
مواخذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب
مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا
وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالی نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت
کو مجھ پر جاری کرادیا - اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بہت الحاح اور زاری سے دعا کی - موضع چنڈلئی
سے آخوند میر آپکو موضع مکدری مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار
ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کے اُنسے کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ
اُنکے قتل پر مستعد ہوے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ؎

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغا بازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و روسائے ہندوستانی اور ولایتون
کے ایک فتوی اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہرین ثبت ہوئین اور ایسے
منافقون کا خون بحل کیا گیا - اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی
کی سخت تکلیف تھی - سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑ رہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا
نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کرڈالے کے بڑکر کسی دن کسی گانون مین دعوت
ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر کھوکھ کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی
نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا - بعض دن فی غازی ایک ایک مُٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور
نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد
باری تعالی زائد از حد کرتے تھے - سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق
مومنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع لنڈا کئی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے
کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر سے بھیجے مجاہدین کو تقسیم کردیا بعدہٗ
یہان سے چلکر آپنے ملک بُنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام کے دونو ملک آپکے حلقہ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام **گوٹ گرام** مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا۔ جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد مین تھے آپنے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا۔ پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہوکر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے **سید صاحب** نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر مین اُتارا۔ اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندہار کابل کا لمبا چکر کھا کر توں مین پہنچتے تھے **سید صاحب** اسوقت تک اس دَورو سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچگئے چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے۔ جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور اُنکو لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جھپان (محافہ) بھیجدیا اور لب دریا تک اُنکا استقبال کرکے اُنکو لائے اور اپنے پاس ایک ہی مکان مین اُنکو اُتارا۔ اس دَورو سیر سے فارغ ہوکر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۳ھ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکرگاہ) بنایا۔ اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کہ فی کس ایک ایک تا ملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہوکر کھالیوے۔ بروز بقر عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیان بند ہوگئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے آپ لے آتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے۔ اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ روپے ماہوار اور کھانا سرکار سے ملتا تھا۔ مجاہدین کی آپسمین بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اُخوت اسلامی تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا۔ بیمارون کی گندگی اور قے وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کُشی حاصل ہوچکی تھی بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر و منی کی بیخکنی ہوگئی تھی فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا۔ ایکروز مولوی الٰہی بخش رام پوری چکی پیس رہے تھے کہ **سید صاحب** بھی اُسوقت وہان تشریف لے آئے اور اُنکے ساتھ پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون اُنکے ساتھ پسوائے۔ جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو جاتے تو بارہا **سید صاحب** بھی اُنکے ساتھ جاکر اور گٹھا لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر لاتے تھے۔

ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سردارانِ ملک کی اس مضامین کی آرہی

تھین کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہان تشریف لا کر بمقابلہ سکھون یا قومی دشمنون کے ہمکو مدد دو - اس عرصہ مین ایک
وکیل **حبیب اللہ خان** رئیس **پکھلی** کا مع ایک عرضی کے پہنچا جسمین لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھون نے حملہ
کر کے میرے بیٹے کو محصور کر لیا ہے اسکی مخلصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کرین - اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانون کے ضرور ہوا - مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کر کے میان محمد مقیم رام پوری کو مع ایک سو نفر نوآمدہ رام پور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیون
کو بجانب پکھلی روانہ کر دیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار **ہری سنگھ** نلوہ ناظم پکھلی اور پچھ ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سنکر **بھول سنگھ** نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
مین بھیجدیا - جب مولوی **محمد اسمٰعیل** صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ مین معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کر کے ایک شبخون کی تیاری کی منجملہ سو آدمیون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیون کے زیر حکم میان محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی **خیر الدین** شیرکوٹی میان
محمد مقیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شعار اس شبخون کا عبد الصمد تجویز ہوا - جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچنے مین اُن ڈیڑھ ہزار ملکیون مین سے صرف قریب تین سو آدمیون کے باقی رہ گئے
اور باقی سب کافور ہو گئے اور لشکر بھول سنگھ مع ملکی آدمیون کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا - جب دستور سکھون کے لشکر کے
گرد سنگھر یعنی خار بندی ہوئی میان مقیم نے وہان پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفارون کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینون کی بھرمار اس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفارون کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہو کر دو طرف سے بندوقین سر کرنے لگے میان
مقیم اور اُسکے کل پچاس نفر ہمراہیون نے چار حملے پے در پے کر کے چھ ہزار کافرون کو خار بندی سے باہر
نکال دیا - جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خار بندی سے باہر ہو گیا تو ملکیون نے کافرون کا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا - کافرون نے ڈمگلہ کے گانو مین جا کر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آورون کے چند چھپر کے گھرون مین آگ لگا دی جنکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لیکر بھاگ رہے ہین - دشمن قریب تھے کہ خار بندی کے چارون طرف سے حملہ کرین یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی **خیر الدین** میان محمد مقیم اپنے زخمیون کو اُٹھا کر فوراً خار بندی سے باہر ہو گئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی مین کوئی بھی مانع اور مزاحم نہین ہوا - اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

جنگ شنگاری

واپس چلا آتا تھا راہ مین انہون نے بندوقون کی آواز سُنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر با بین مولوی محمد اسمٰعیل اور کفار کے جنگ ہو رہی ہے۔ یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہان پہونچنے سے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے سریہ مین دو روز پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غلہ میسّر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین مین سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت بہ بہانہ روندگشت ایک سکھون کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیامگاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہین آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگون کی کمر بندی کر اکے ایکدو باڑھ مار کر اُنپر حملہ کر دیا اور فرمایا کہ یارو جانے دو کفار نے بھاگنا شروع کیا اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب مین سے اپنے ساتھیون کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین تم کیون بھاگتے ہو یہ پکار سُنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمٰعیل کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمٰعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہین جم گئے اور پھر مار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کر دیا۔ جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ مین رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی اُس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہو گیا اُس حالت مین آپنے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہو گئی اور ہاتھ مین طاقت بندوق بھرنے کی بھی نہ رہی۔ اُس حالت بے بسی مین ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کر دی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہو گیا اور مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے۔ اسکے بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اُس اُنگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کرے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ بہت سے زخم لگتے ہین اور اُنمین کچھ ثواب نہین ہوتا۔ اِس شب مین ایک سو نفر سکھ ان بارہ آدمیون کے ہاتھ سے مردار ہوئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھون کے محاصرے مین محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا۔ بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک مین مجاہدین کی مدد کی ضرورت نہ رہی اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اکھ

کے مظفر اور منصور ہو کر پنجتار کو لوٹ آئے - مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین چھ سو نوئے آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک عناد عظیم برپا کر کے مع بہت سے آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا حال اسطرحپر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدراہ ہونے درانیون کے مقام کنند مین ٹھیرے ہوے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر اُنکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میں جلد راہ امن کی تجویز کر کے تمکو بُلا لیتا ہون - اِس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہلکاروں گھاٹ والون پر جبر اور تعدی کر کے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے - مولوی محبوب علی صاحب جو بڑے تیز مزاج اور خود رائے آدمی تھے دُرانیون کے سدراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہو کر بلا دیکھے بھالے نشیب و فراز زمانہ کے مقام کنڈ سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑ کر پہلے ان کلمہ گو کافرون یعنی دُرّانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو - خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت تمام پنجتار مین پہنچگئے - لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے افروختہ ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے روز بروز اُسکا شعلہ بڑھتا گیا - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک نہین ہوے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کر کے اُسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی مانند خود سید صاحب پر اُنہون نے اعتراضات شروع کر دیئے - اول اعتراض اُنکا یہ تھا کہ سید صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطر داری اور تواضع کے واسطے اُنکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور صرف وہی غلہ اور بکری و مُرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین اُسمین پکتا ہے کچھ بیت المال سے اُسمین صرف نہین ہوتا - مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجائے میرے مہمانون کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہو کر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

تاکیداً فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب موصوف لاجواب ہو گئے تو اُنہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لائق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ کہ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اس بارگران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین۔ جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو اُنہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کر کے درپردہ اور علانیہ غازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کر کے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کس دن تمنے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کو ایسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے۔ بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین۔ بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آ گئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری اُنہون نے اِسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہانکے
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ درپیش
ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کر رہے ہین آپ بیفائدہ اور عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کر کے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور و دراز کو طے کر کے
داخل جہاد ہو جاؤگے۔ مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سُنکر لاجواب ہو گئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان لے آیا

ہو گئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی
محبوب علی صاحب کو شکل سے دوبارہ دہلی کے کھانون کے لائق رکھتے ۔

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کاروبار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا دُرانی
کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا - مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مُدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند
ہو گیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے - جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب
مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب
صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی ۔

ان دنون کے واقعات قابل تحریر مین سے ایک واقعہ جانکاہ وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر
۸ شعبان ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا - سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا انکا کلمہ آخری مولوی صاحب
مرحوم کی زبان پر یہ تھا الحقنی برفیق الاعلیٰ ۔

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب
کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر اُن بزرگون کے سوانح مین
تحریر ہوگا ۔

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت
کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا - یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ
بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ۔

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار
ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لُنڈہ سے عبور کر کے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے

جنگ اتمانزئی

ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے - بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین
و سرداران سمہ و سوات کے دُرانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین - قریب اٹھہزار مجاہدین اور ملکیون
کی فوج دُرانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات
خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسون کے حال لشکرگاہ اور قوت
اور ہوشیاری اور غفلت دُرانیون کا دریافت کر کے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب کے کر کے انکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر
دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی کانون کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونون لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

درانیون مین سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اُسکو قتل کردو اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑدو اور جو بھاگ جاے اُسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ڈیرہ ہزار آدمی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے وہانسے صرف سوارون کو ایک دوسرے کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیئے ہوے آپ آگے بڑھے۔ جب آپ عین دشمن کے لشکر پر پہنچ گئے تو انکے سنتری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق کو سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اُسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیون کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپون پر جا پہنچے گولہ انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو دُرانیون کے لشکر کی طرف پھیر دو اُسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپنے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر مین بھگی شروع ہوئی تو کانون کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد وفتح کی آوازین بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیئے گئے۔ اِس عرصے مین صبح صادق نمودار ہوگئی دُرانیون نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی ادھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمین توپین لگادی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کرلی اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے مین یا ذنکو سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولون سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپون نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسیکی چلنے ندی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس آتمان زئی اور اہل جنیر جنہون نے سید صاحب کی مدد کا عہدوپیمان کیا تھا دُرانیون سے ملگئے اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ چالالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنون کو اطلاع نہونے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس آتمان زئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے دُرانیون کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہیئے اور یہان درانیون کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہیئے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونو سردارون کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیون سے ملا ہوا تھا فوراً درانیون کے پاس گیا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار رہو جاؤ ادھر اپنے مورچال سے بوقت

شب سید صاحب نے اپنی فوج براہ جلالہ واپس کرنی شروع کر دی۔ صرف راجہ رام نام ایک راجپوت ہندو جو مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیوارہ سے جا کر شریک لشکر اسلام تھا مورچال مین باقی رہ گیا جو صبح تک تنہا دونو توپون کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام جلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف شب خون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ مین لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا گاؤن والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہان واپس آوینگے اسواسطے اُنہون نے بھی مارے ڈر کے درانیون سے اسلامی مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہین کی۔ اس جنگ تمان زئی مین جان و مال سے درانیون کا بہت نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہین ہوا اور درانیون کو ایسا سبق ملگیا جسنے مدت تک اُنکو شرارت سے باز رکھا +

اس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میان نظام الدین چشتی کو بجمعیت نو دو تیون کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیکر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلّا بطور ہدیہ اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا مین درج ہے +

غرہ ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۴ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علما و اور کئی سو خوانین اور ہزار ہا رعایا نے جمع ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور نمبر اول ان معاہدین مین سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا۔ جابجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام اُن ممالک مین جنکے باشندون نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نرہا اور تمام تنازعے اور مقدمے از روے شرع محمدی کے قاضیون کے حکم سے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنون مین یہ ملک رشک عرب ہو گیا۔ چوری چکاری زناکاری اور قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نرہا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگون کے دلون مین ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ اُنہون نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عُشر (دسوان حصہ) دینا قبول کر لیا۔ سردار خادیخان رئیس ہنڈ ان برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو یہانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی کہ اُسنے درخواست کر کے سکھون کا لشکر اپنے ملک مین بُلا لیا +

حسب الطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھونکا مع فوج کثیر کے پہلے حضرو مین پہنچا سردار خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو مین اُسکے پاس حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریاے اباسین کر کے ملک سمہ مین رونق افروز ہون اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے۔ انٹورا صاحب دریاے اباسین سے

حالات انٹورا صاحب جنرل فرانسیس

عبور کرکے اول ہنڈ ریاست خادیخان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا - انٹورا صاحب کے ساتھ قریب
دس پندرہ ہزار فوج اور انواب اور شاہین تھین - جب سید صاحب کو اسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دونو پہاڑون
کے بیچ مین جہانسے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور بُرج بنوائے
اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے -
جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو جابجا ہندوستانی اور قندہاری آدمیون کے چوپہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیئے گئے - ایک
رات کو نوسواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار دربہ کوہ تک آپہنچا - سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور
دھوان ہوتا تھا جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانوا اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے
چلے آتے تھے - چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ بڑا نے ظالمون کی راہ کی علامت بھی مورخون نے یہی آگ
اور دھوان لکھی ہے - اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار
کر رکھا ہے اللہم زد فزد +

اُسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندہاریون کے قریب نوسو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمعیل صاحب نے آیہ بیعت الرضوان
پڑھکر اُسکا بیان بڑی فصاحت و فصاحت سے کرکے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ اُسیوقت
ہزارہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جبتک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے - اس بیعت
کے بعد آپنے سر برہنہ ہو کر اپنا ضعف و بیچارگی جناب باری مین ظاہر کرکے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی
اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا - اُسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کراکے مرنے پر مستعد
ہوگیا - اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوے آپکے لشکر کے
تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَن یَّرغَبُ عَن مِّلَّۃِ اِبرٰہِیم تا آخر پارہ
نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا - یہ نشان دادا ابوالحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا - اور دوسرا نشان
جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورۂ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا
نشان فتح احد تھا - اُسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا - جب لشکر
کفار سو فتح تالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اُسوقت انٹورا صاحب نے دوربین سے کر لشکر اسلام کا جائزہ
لینا شروع کیا - لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلا کر کہا کہ
تو نے ازراہ فریب و دغابازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے آدمی ہین اب تو دیکھ کہ سامنے کا سا
وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ
انٹورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اُتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی
سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہوکر سوارون کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز او افسر شاہین
کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کردو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائین - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون
سے مُردار ہو گئے - اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انٹورا
صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہاے درہ تک
اُنکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھر بارسے بہت سے بھاگتے ہوے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب
نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انٹورا صاحب کے دلپر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریاے اباسین
سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؁

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص
نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کرکے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق
سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کی خلاف ورزی اور رُوسا اُس دیار
کے اپنے ملک مین جاری نہین ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ
کردیا - انٹورا صاحب کو واسطے مقابلۂ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کے جو سید صاحب
کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گانو جلوا دیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے
کفار کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اور واسطے مقابلۂ مجاہدین کے درۂ پنجتار تک انٹورا کے ساتھ آیا - اسواسطے
باتفاق رائے جملہ علماء و رؤسا یہ فتوٰی شرعی تجویز ہوا کہ اِس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جاے
تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرءت نکرے اِس فتوے سے ایسے منافق اور
باغی کا قتل اور غارت مال جایز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اِس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اِس منافق کی تعزیر اور
تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمٰعیل غازی مقرر ہوے - مولوی صاحب موصوف
براہ موضع بازار و گدھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع مین جو ہنڈ وار الریاست خادیخان سے سات
کوس ہے پہنچے - اِس مقام پر قلعہ ہنڈ مین داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئین - اِس تیاری کی
خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہین جب مین اُنکو
آتے سنونگا راہ مین جاکر تہ تیغ کردونگا - ایک شام کو اندھیری رات مین پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر
موضع ترکی سے چلکر اور راہ مین سے چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا - اِس لشکر مین قریب سات سو آدمیون
کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

کے پہنچایا۔ راستہ مین آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر مولانا صاحب سے جدا ہوگیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعہ
ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا اب حاجت سیڑھیون سے حملہ کرنیکی نہین رہی
اسواسطے آپنے فوراً پچیس ۲۵ آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیون کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ بابت
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جاکر مخفی ہو جاؤ اسوقت اہل قلعہ پانی لانے اور پیشاب کے واسطے دروازہ قلعہ
کا کھولکر باہر آوینگے تم بمجرد کھلنے دروازہ کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے
بھرمار شروع کردینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھلا یہ گروہ داخل مجاہدین
کا ایک باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی باڑہ کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی یورش کرکے مع سارے
لشکر کے داخل قلعہ ہوگئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ
پیش آئے مارے گئے باقی افتان وخیزان خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازۂ قلعہ کا پورا بندوبست
کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا۔ قرابین اور بندوقون کی باڑھ نے اسکو خواب
استراحت سے جگاکر اس خدائی مار سے مطلع کیا اُسوقت اُسنے اُٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کرنیکا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اُسوقت تک اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی
اور تمامی ہتھیار اور قلعہ مسلمانون کے ہاتھ آچکا تھا آخر اس حیص وبیص اور اضطراب مین کوٹھے پر پھرتا ہوا
یہ منافق بھی مسلمانون کی گولی سے دار البوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال ومنال اور نقد وجنس پر دست
درازی نہین کی مگر تھوڑے اونٹ اور ہتھیار وغیرہ جو سامان حرب وضرب کے وہان پائے گئے سب غازیون
کے تصرف مین آئے۔ مولانا نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی مُلّانون نے بلا حجت دنیا
بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کردیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک مین مجاہدین کی مخالفت
روز بروز بڑھنے لگی یہانتک کہ راہ آمد ورفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی۔ مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعۂ ہنڈ پر قابض رہے اگرچہ بیرون قلعہ ایک کوس
تک بلا جماعت آدمیون کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر روسا
اُس ملک کے بمقام زیدہ جو قلعۂ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لیگئے۔ امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق
ایک طرف سید صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعۂ ہنڈ مرحمت ہو جاے مین احکامات شریعت کو
قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہونگا چنانچہ اُسکی چاپلوسی اور دھوکہ مین خود سید
صاحب بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے دخل دہانی امیر خان مذکور بر
قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو پھیر

منع کرایا اور ایک طرف سے بھی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ
ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا - یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا
اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سردارون موضع ہریانہ دارالریاست امیر خان برادر خادیخان
کو بھیجدیئے - سُنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل پہنچنے
سے منع کرکے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے ونتورا سا نامی جنرل پنجاب کا باوجود
موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ آیا اور پھر کبھی اُسطرف مونہہ نہین کرتا - مگر یار محمد خان نے اس
نصیحت کو نہین سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے مین اُسنے جان، مال و آبرو سب
برباد کردی - ان دنون مین (جبکہ دُرانی سوار ہریانہ مین مقیم تھے) مابین لشکر امیر خان و مجاہدین کے
چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار سخت نقصان اٹھا کر بے نیل مرام
پسپا ہو گئے - اسوقت تک دُرانیون کا لشکر جو قلعہ ہریانہ مین مقیم تھا مجاہدین کی پھرتیون اور چھیڑ چھاڑ کا تماشا
دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہین ہوا - اس عرصہ مین خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھ ضرب توپ
اور چند شاہین اور دو ہاتھیون اور بہت سے اونٹون وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ مین پہنچ گیا
اور اپنی سلامتی سے ہریانہ مین داخل ہونے کی خوشی مین بہت سی توپین سر کرکے ملک مین اپنی آمد کا
ولولہ ڈلوا دیا چنانچہ ملکی لوگ توپون کی آوازین سُنکر ہیبت زدہ اور ہراسان ہو گئے جو مخالف تھے وہ فورًا
درانیون سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپون کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کرکے پہاڑون
پر بھاگ گئے یا اپنے گھرون مین چھپ کر بیٹھ رہے - اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ
والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے - یار محمد خان کے ہریانہ مین پہنچنے پر سید صاحب
نے فورًا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ مین طلب کرکے حضرت
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیون کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب
لشکر اسلام کی تین آدمی یعنی فوج کلان زیدہ مین جمع ہوئی تو مخالفون نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب
ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو یہان سے قلعہ ہنڈ مین گولہ باری کرینگے - مولوی مظہر علی
صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسون کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا اُنہون نے
اسی وقت ایک جماعت بندوقچیون کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالون کو جا لیا اور چند باڑھین بھر کے
مار کر بہتون کو داخل جہنم کر دیا اور جو باقی رہے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہین چھوڑ کر فرار ہو گئے اور
ایسی ہیبت اُنپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہوا ٭

جنگ زیده

۱۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۲ ہجری بروز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع توپ و شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب
کے مقابل زیدہ کے پہنچ گیا - ادھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے آمادہ و طیار ہو گیا اور قریب تھا کہ
اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنون نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے
پیام بھیج بھیج کر ضایع کرا دیا - جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہو گئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح
ہرگز نہین کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کر دینگے - یہ جواب نخوت آمیز
سُنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش مین آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد
اسماعیل صاحب کے تیار کر کے شبخون مارنے کے واسطے اُنپر روانہ کر دیا - اس لشکر کی تیاری مین ایسی سرعت ہوئی
کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً آگے پیچھے ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے
لشکرگاہ مین پہنچے ہونگے - اس لشکر مین چھ سَو چیدہ آدمیون کی جماعت تھی - صرف دو تین سو آدمی بکر سید
سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا - مولوی صاحب شیر خدا نے زیدہ سے باہر ہو کر
مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھا دی - ہندوستانی بندوقچیون اور قرابین چیون کی ایک جماعت
علیحدہ کر کے سب سے آگے روانہ کر دی ولایتیون کو سب سے پیچھے رکھا - جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوار اُن
دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا - مجاہدین نے تیز قدمی کر کے دشمن کے
سوارونکا تعاقب کر کے جب اُنکو گولی کی زد پر چال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمین بہت سے سوار
مردار ہوے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر مین پہونچنے پر گولہ انداز جو کنارہ لشکر پر تھے
ہوشیار ہو کر توپ اور شاہین سے مقابل ہوے مگر مجاہدین نے جرأت اور پھرتی کر کے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے
پہلے دشمن کی توپون کو چھین لیا - توپون پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر پھر بار شروع کی - پے در پے
چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر مین بھگی پڑ گئی - مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازون کو پکڑ کر اُنھین کے
ہاتھ سے بھاگتے ہوے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی - تھوڑی دیر مین سارے لشکرگاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ
ہو گیا - پلاؤ کی دیگین پکی ہوئی تیاری تھین حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائین - دو تین
جوان عورتین بھی یار محمد خان کے خیمہ مین پائی گئین معلوم ہوا کہ کسی گانو ملحقہ سے واسطے بدکاری کے
اُنکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا - ملکی مخالفون کو توپون اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین
کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوے طرف لشکرگاہ دشمن کے مبارکباد دینے
کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کر کے اُنکو ثابت کرا دیا کہ میدان
جنگ مجاہدین کے ہاتھ مین ہے اور دُرانی شکست کھا کر فرار ہو گئے - اس رات کو دشمنون پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہیں پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کے جوتے بھی وہین چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف اتواب اور شاہین اور
اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب و ضرب لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال مُلکی لُٹیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب
کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر بارتیعالی بجالا کر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار اپنے رشید کو اڑم کو لوٹ آئے جس جگہ گانو مین سید صاحب
گانو کی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا
سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا بمین موضع ہریان اور دو ڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے
ساتھ مر گیا اور قریب تین سو دُرّانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے - سید صاحب نے پنجتار مین
پہنچکر سارے مُلکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لُوٹ کی بُرائیان سُنائین اور فرمایا کہ عین معرکۂ جنگ مین
لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لُٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین
اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا - اِس وعظ کی تاثیر
سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لُٹیرون نے واپس کر کے سید صاحب
کے حضور مین حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور
پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا - اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے
منافقون کے قلعون پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا -
اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوے
تھے - اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب آلہی مین گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے
معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس وقوعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت
سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے
خائف ہو کر مہاراجۂ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور مین
طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک
اُس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ
بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ ہجری باتفاق رائے جملہ علماء و
رؤسا کے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و
اطراف پشاور کے روانہ کی گئین - یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرنا

نہین جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہون - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ منظورۃ السعدا مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی مین درج ہے سید صاحب لکھتے ہین نہ باکسے از امراء سلمین منازعت داریم و نہ باکسے از رؤسا مومنین مخالفت - با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با اعیان اسلام - صرف باد راز مویان (یہان اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہین مراد ہے) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایاے خود را برائے ادائے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

بایام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہون نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ مین پہنچے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت سے رئیسوان کو بھی دکھلا کر ارادۂ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بروقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا مین پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اُس نامۂ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیرون اور مشیرون نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاریٰ (انگریز) حکام ہندوستان کے ہین اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہان کی خبر اخبار لینے کو آئے ہین انکو جلد رخصت کر دینا چاہیے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار او دو عمدہ یابو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

ان ایام مین عبد الحمید خان رسالدار امیوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک وغیرہ ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہان رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنون مین حسب الطلب خان زمان خان رئیس کنگری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ مین تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اُسوقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور مین تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا تربیلا سے واپس آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ مین مہمان ہوے اور وہان سے چلکر پایندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

فتح تربیلا

امیرالمؤمنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب ابھی تک انہین اطراف مین تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور
اپنی والدہ کے اس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے
قتل کا بدلا کیون نہین لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا
قلعہ ہنڈ مین اسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہون نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک
ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملون سے قلعہ کو خالی نکرا سکے تو
اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نرہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب
کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی
خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائین اور جہان چاہین چلے جائین کوئی اُنسے مزاحم نہوگا۔ جب اس عہد و پیمان کے
بعد غازی قلعہ سے باہر ہوے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی
یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالبًا کوئی
انگلشمین تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا +

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی
شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فورًا قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے
پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیون کو بھی ساتھ لیگیا راہ مین بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک
مکان مین قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچ گئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا
تو سکھون نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ
کا معاملہ دگرگون ہو گیا تھا اور ملکیون نے چارون طرف سے باغواے سرداران پشاور براہ مخالفت آغاز
کر دی تھی اس سبب سے سید صاحب نے ناراض ہو کر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر
کے بھیجکر اُس ملک مین انتظام قیام لشکر اسلام کا کرین اور وہین سے کاروبار جہاد کا شروع کرین جب مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوے تو پائندہ خان
حاکم امب و عشترہ نے جسکے ملک مین سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہین دیا
اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پائندہ خان کو لکھکر بھیجا تمام اُسکے
ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف
آئین تو حرب و ضرب سے تیار ہو کر آئین۔ پائندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیون کی زبانی معلوم ہوا
کہ پائندہ خان اپنے ملک مین جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ ایک

اسلام واسطے تادیب پایندیخان کے اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کھارطہ
مین چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو میر مقرر کر کے بجانب امب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت
کردی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نکرین اگر پایندیخان مقابل ہو تو پھر سیف و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فروسہ مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہو کر اُسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندیخان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندیخان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیدًا لکھدیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندیخان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندیخان نے دستہ اسلام متعینہ امب کو غافل پا کر خود اُن پر حملہ
کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہوگئی تھی اُسنے پایندیخان کے لشکر کو آتے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہوگیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پایندیخان براہ گھاٹ چترباٹی دریاے اباسین
عبور کر کے فرار ہوگیا - اسکے فرار ہونیکے بعد قلعہ امب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ امب مین چھ
غازی شہید ہوے - اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اسی جگہ یعنی
قلعہ امب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بُلا لیا تھا - اِس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہو کر جابجا قاضی اور محتسب مقرر ہوگئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر (جلسیکہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے) تعزیر مقرر ہوگئی تھی - دفتر وغیرہ سب امب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نو دس محرّر تھے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رام پوری سید صاحب
کے وزیر تھے - سید صاحب کی مُہر جسپر اِسْمُہٗ اَحْمَدُ کھُدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مُہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمٰن صاحب کے پاس رہتی تھی - اِن ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

فتح امب

کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود
بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے اب کو آئے تھے - کشمیر مین بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی
سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیان مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے حضور مین پہنچی تھین
کہ دریہولا کرپارام صوبہ دار کشمیر معتوب ہو کر لاہور کو بلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف
لاکر دخل کر لین اور ہم سب مسلمان دل و جان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے - ان عرضیون کے پہنچنے پر بجانب
کشمیر جانیکا سید صاحب کا ارادہ بھی ہو گیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہان سے
دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کثیر اسطرف کو جائیگا تو غالبًا وہان پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی
خبر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے والیون سے خود غرضی اور بیوفائی اور دغابازی مین کم مشہور
نہین ہین عین موقع پر دغا دین تو پھر اس نادیدہ ملک مین سخت مشکل ہوگی ٭

ان ایام مین سید صاحب کو منظور ہوا کہ غازی نکلے نہ ہین بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھون کا
ملک اور قلعے ہین اُنپر حملے کئے جائین اسیواسطے ایک لشکر تیار ہو کر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اس لشکر
کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گذرگاہون سے عبور کر کے بمقام پھولڑہ جمع ہوا - مولوی محمد حسن رام پوری
اور سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمٰعیل اس لشکر مین سردار تھے
مسلمان رعایا راجہ رنجیت سنگھ جو ملحق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحب کی
خدمت مین حاضر ہو کر احکامات شریعت پر چلنا قبول کر کے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ
کر کے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک مین بلانا چاہتی تھی - ایسے لوگون کو امان نامے مہری سید صاحب اس
مضمون کے عنایت ہو گئے تھے کہ فلان رئیس فلان دیہ کا اینجانب کے حضور مین حاضر ہو کر احکام شریعت
پر چلنا قبول کر کے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بذمہ خود اختیار کر گیا اور اسقدر نقد و اسباب واسطے
خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اُسپر اور اُسکے گانو پر کوئی غازی دست درازی
نکرے اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانون کا مال تصور کرے - جب مین آدمی یعنی فوج کلان اس حملہ آور
لشکر کی پھولڑہ مین پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب راہ مین ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف
ہو گئے - صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے - یہ دونو سردار فن جنگ
سے ایسے واقف نہ تھے جیسے انکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اس کام مین برق تھے - اس فوج کا لشکر گاہ
بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بُری بےموقع جگہ پر ہوا تھا - فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھے
لشکر کفار نے یورش کر کے ایک غازی کو تین تین سوارون نے جا گھیرا - اس گھبراہٹ مین غازیون کی صف

واقعۂ پھولڑہ

ہوکر پھر بار کا بھی کچھ موقع نہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دو اور سردار بھی شہید ہو گئے۔ سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہین دیسکتے تھے۔ اِس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین جیون کی ایک آزمودہ کار افسر کے ماتحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوے جسنے چند باڑھون مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے انکو پسپا کردیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکلی اور گڈھی چھپری کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اِس کُل لشکر کو ساتھ لیکر آنب کو لوٹ گئے ؛

انہی دنون سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہوکر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت احدے اُسکو اپنے قبض و تصرف مین رکھین اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اِس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور مین امیر ہون سو امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقراء کو دعاگوئی امراکی ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس سے زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیاداروں کے حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے انکی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب اسقدر پر قانع رہین تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب نامہ کے ارسال فرمائین ؛

یہ دونو سفیر جب انب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوے اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا مگر سید صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیرخواہی اسلام کی کرتا رہے۔ اِن ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے لُنڈہ کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اُسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کردیا۔ مولوی خیر الدین شیرکوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کئے گئے۔ یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب
مین بھیجی گئی جہان بمجرد پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بقدر رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار
خالصہ سے مقرر ہو گیا۔ ایک مُلّا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فرودکش ہوئی
دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب و حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا
صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اُسکے خیمہ مین داخل ہوئے اُسوقت اُس خیمہ
مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ
الْهُدیٰ کہکر منیر کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا
صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کر کے ان سفیرون کو پاس بٹھلادیا پھر انٹورا
صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے۔ حاجی بہادر شاہ خان صاحب
نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ
مین آپ سے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ مولوی خیر الدین صاحب نے ازراہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی
کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر مین
آئے بلا تکلف فرمائیں مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر
دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا
کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اُسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس
آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی
کی لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور ویرباری سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی
اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کی
بھلائی ہے۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا۔ مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل
دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو اطاعت
کفار اور اُنکو مالیہ دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دوردست
مین نہین آئے۔ یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر اُنکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے
تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفاتر اور فوج وعساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و
جدال کا رکھتے ہین۔ مولوی صاحب نے فرمایا غالباً آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان مین
بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق مین ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید رشید اور جان نثار مین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوے مثل امیرون کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے اُنکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹرا صاحب نے کہا البتہ مینے سُنا ہے کہ خلیفہ
صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہانکے حاکم اور امیر اُنکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی محض
بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑون مین مشقت اُٹھانا اور باوجود
بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہین ہے اب آپ دل لگا کر سُنئیے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہین کرا رکھے بلکہ اُنمین ایک لُطف اور لذت دالرکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام مین بعد ایمان توحید آلہ پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہین کہ اُنکے ادا کرنیکی الله
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید اکید آئی ہے وہ پانچون حکم نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج - جہاد ہین - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر مین ایکبار صرف غنی لوگون پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوٰۃ تینون سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سُستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہین مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیون کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے اِن ایام مین کسی امیر
اور دولتمند سے بھی اسطرح ہین نہین آیا - انٹورا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسی
سے نہین ہوسکا اُسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچوان فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچوین فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہین اور صدہا حیلے
حوالے کرکے اُس سے مُنہ چُراتے ہین - اس سبب سے اُن پہلے چار فرضون سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے مین جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی الله علیہ وسلم ہی پر فرض نہین ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تواریخ او تورات وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹورا صاحب نے کہا ہان یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہین - اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک نبی صاحب اداء اور اُولوالعزم ہے - بعد ادائے
حج اُنہون نے چاہا کہ اس پانچوین فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کرین اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام اور دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسفزئی
سکھون سے لڑتی بھڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے اُنمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا
کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور بڑی کوشش
اور ترغیب و تحریص سے اِس ملک کے لوگون کو بھی شریک اِس کام کا کر لیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون
آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر لی اور اُنکو اپنا سردار بنا لیا۔ پس اسی روز سے آپ
بلفظ امام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور
جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ
خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد
ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا
کرے۔ ترقی دین اور اُسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت
جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال
کہتے ہین پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب
ترقی دین کی ہے اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ
مجاہدین اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ
کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہداء کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ ان
سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سروسامانی مین کہ
نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیادارون
کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ
ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت
دلا دیتا ہے اگر آپکو اس سے انکار ہے تو آپکا دعویٰ تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج
اور توپ رسکلہ نہتھا اُنکو محض بتائید الٰہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے۔ اسکے بعد انٹورا
صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھ رہے ہو پنجاب پر جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے پنجاب
جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اسب مین ہین اور اسب کے ایکطرف دریائے
اباسین اور دوسری طرف بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گزار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اُس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے - انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اب ایک سخت مقام
ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور مین
مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہوگا اسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی
پھر انٹورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ ما بین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور
تحائف کی جاری ہوجاے پہلے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب
اُسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے یہانسے واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے
ہوجائے اُسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک
پر کبھی نہ آئیگی - مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو
کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو - خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت
ہین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سربند یا کلاہ یا
جُبہ ہوتا ہے اور اُنکی سرکار مین ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہین تعجب نہین کہ کوئی ہتیار ہی عنایت
کردین - انٹورا صاحب نے کہا کہ سربند و کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا العوض میرے تحائف
کے عنایت کردین اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجائش ہوجاے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ
مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ
صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے کیونکہ یہ بات دور اندیشی طلب ہے
اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ
وہ کہتا ہے قبول کرلو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دوراندیش سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص
قبول کرسکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو
اُسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مین ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا
کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ مین دونو برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ
و دیگر اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہوجاتے ہین اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل
ہوجائیگا - ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونو برابر ہین - انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے
کے اور دو تین بار بااصرار تمام مولوی صاحب سے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال
کی بے سود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے
کا ہے بطور خراج گھوڑا کسطرح دین - اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب انکار کرینگے تو

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر اسوقت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرین تو انشاءاللہ تعالی بعد سننے اُنکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مولوی گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچتا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا اُنکے ہاتھ مین ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ایسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدجان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا ناحق
اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھا کر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ انہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقرعید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑ کر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاءاللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بُلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ نے مولوی خیرالدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خادے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے پنجتار پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے - آپ مولوی اسمٰعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کردیوین - اُسوقت مولوی صاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کردیا اور اُسکو یہ بھی کہہ دیا کہ راہ مین جو جو مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا - جب ایک پہر رات باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جاکر مقیم ہوا - بعد غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہو گیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا اِس خبر وحشت اثر کے سُننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس رات کو نہین سویا ہر سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے کھڑا رہا - رات کو پانی کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہو کر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصویر ہو کر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ اُس رات کو لشکر خالصہ مین ایسے طرح شور و غُل ہو کر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا - انٹورا صاحب نے لشکر کا یہ حال دیکھکر یوسف خان اجیٹن اور دوسرے افسرون کو بُلا کر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی ہے کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تشفی دیکر بھاگنے سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظہ تک رہا - جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احدے سارا لشکر بڑی سرعت سے پسپا ہو کر دریائے لنڈہ پر سے براہ پُل عبور کر کے طرف اٹک کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے ننگیا تھا یہانتک حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے لنڈہ سے عبور کر کے بلا حکم کسی افسر کے پُل کو بھی توڑ ڈالا کہ کہین غازی اِس پُل کے راستے سے یورش نہ کرائین - اُسی دن مولوی خیرالدین صاحب بھی بلا حصول جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہو کر پنجتار کو چلدیے - اور پنجتار مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ملاقات کر کے دوسرے دن بمقام امب خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی ہو بہو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کر دی سید صاحب نے سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے اور اِس فقرہ کو سنکر کہ گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ آپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +

اِن واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعۂ ہنڈ پر قابض تھے خودبخود اُسکو خالی کر کے بجانب حضرو فرار ہو گئے اُنکے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعۂ مذکور پر جا کر قابض ہو گیا +

فرار انٹورا صاحب از پنجتار

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ مین جاری ہوا تو اُس ملک کی کنواری عورتون نے جو بعد
کوئے دنا یعنی منگنی مدت حباب قبول ا ہزارہا اُن عورتون نے جو بلا کوئے دنا اپنے والدین کے گھرون مین بیٹھی
ہوئی بڈھیان ہو جاتی تھین آوازۂ انصاف حضرت امیر المؤمنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعون سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جلد اکابر خوانین اور علماء حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالی نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطائے دخترون کے مخصوص نہین فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دخترون کو کسیکے نکاح
مین نہ دیوے اور اس تجارت کو وسیلہ پیشہ کسب کا کرے بلکہ ہر قوم مین لڑکے اور لڑکیان دونو پیدا ہوتی
ہین پس جسقدر رقم بعوض لڑکیون کے دوسرون سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکون کے نکاح مین دوسرون کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور چونکہ یہ لین دین سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کر دینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست مین جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتون تک مفقود الخبر
رہتے ہو بہت آدمی راہ مین مر جاتے ہین اور بہت آدمی اُن ملکون مین کسی عورت کو مُتعت پا کر پھر یہان
واپس نہین آتے اور لڑکیان والدین کے گھرون مین بیٹھی ہوئی بڈھیان ہو جاتی ہین اور اکثر اُنمین تقاضا
نفس اور شہوت کے بدکاری مین گرفتار ہو جاتی ہین اگر یہ کل لڑکیان جو اسطرح سے رُکی ہوئی ہین بروقت
بلوغ اپنے شوہرون کے گھرون مین چلی جاتین تو اُنسے ہزارون مسلمان پیدا ہوتے ہوتے اور یہ سب خرابی
اُس روپیہ معاوضۂ نکاح کے سبب ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کر کے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کر لیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی اغراض کو معلوم کر کے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہین ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گدھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پشاور کو درانیون کے پاس چلا گیا۔ جا بجا اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزارون جوان لڑکیان شوہر والیان ہو گئین سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شبخون کے مولوی محمد اسمعیل
صاحب تھے۔ انکے ساتھ عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے دشمنون کو کسی ذریعے سے
اس شبخون کی خبر پہنچ گئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزارہا ولائتیون کے تیار تھے مگر غازیون نے حملہ
کر کے گدھی فتح کر لی مگر قاضی حبان صاحب جو ولائتیون مین اول درجہ کے مومن اور معتقدین پیشوائے اسلام
اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول مین قاضی القضاۃ تھے شہید ہو گئے۔ مولانا محمد اسمعیل

صاحب نے دونو گڈھیون کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگذاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان بڑی سعی اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھا لایا - جب درانیون کا لشکر چمکنی مین پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین منتشر کرکے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گڈھی ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے سید صاحب کے قبضہ مین آگئے پس اب مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض تمسے اور سید صاحب سے تلوار سے لون یہ یورش ایسی پرجوش تھی کہ تمامی افواج درانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور پیر سید محمد خان و پیر محمد خان و برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اسمین شریک تھے اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیون کو یکقلم نیست و نابود کرکے ستھانہ کے ملک کو بھی اجاڑ دینگے سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آور درانیون کے بھیجا مین انکے رہ پر گڈھی امان زئی مین اپنی کسیقدر فوج بطور ہراول قایم کرادی - انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی مین مع کسیقدر غازیون کے چھوڑکر خود سید صاحب بھی انب سے روانہ ہو گئے - جب سید صاحب ستھانہ مین پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ باشارہ درانیان ادہر سکھون کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور حیتر بائی کے چڑھائی کرکے آتا ہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے اور ایک خندق بجانب شمال قلعہ انب کے کھدوادی - سکھون کی فوج نے محاذی گڈھی حیتر بائی کے اباسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ مین توپین رکھکر گڈھی حیتر بائی پر گولہ باری شروع کی - غازیون نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے انکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اٹھاکر پسپا ہوگیا جب سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع تین آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار مین پہنچے اور وہانسے بمعیت چار پانچ سو غازیون کے گڈھی امان زئی مین داخل ہوے اُسوقت مسلمانون نے درانیون کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعہ انب سے اور حیتر بائی سے کچھ توپین اور شاہین واسطے جواب و مقابلہ درانیون کے منگا لینا چاہیئے آپنے فرمایا کہ ہمکو توپ و رہکلہ پر بھروسا نہین ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے - گڈھی امان زئی مین پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسون کے معلوم ہوا کہ درانیون کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی مین پہونچگیا تب سید صاحب نے

حملہ سلطان محمد خان بر گڑھی حیتر بائی

واسطے رفع حجت مخالفون کے حسب قاعدۂ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خانصاحب کو اس
مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک مین واسطے مقابلہ اور مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہین مسلمانان
کلمہ گو سے لڑنے نہین آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کار و بار جہاد مین خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر
بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپکا ارادہ ہمپر حملہ کرنیکا ہے تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھروسا
کر کے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہین اور فتح و شکست خداوند تعالی کے ہاتھ مین ہے
سردار سلطان محمد خان متکبر نے اُس نامۂ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع
پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک مین کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہین اور کلمہ گویون سے
لڑنے نہین آئے - یہہ سب آپکی اللہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہے آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت
اور حکومت کا رکھتے ہو - پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ تمکو قتل کر کے اِس زمین کو تمسے پاک
کرین - جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے
چارہ نہین ہے تحریر و تقریر کی گنجائش نہین رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجیئے - لیکن
سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت مین غفلت کرنا مناسب نہین ہے مگر میرے نزدیک ایکبار
اور لکھکر پوری حجت قائم کر دینا چاہیئے تاکہ عند اللہ اُنکو کوئی جائے عذر باقی نرہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ
بدین مضمون اُنکو لکھکر روانہ فرمایا - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ تمنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لا کر خدا کے واسطے
کمر باندھنے والون مین اپنے تئین شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے
اعمال و افعال مین موجود ہو تم اُسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت و جہاد اور صلح و جنگ بشمولہ اُسکی رضا
کی ہے اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت مین آپکو کچھ حاجت
لشکر کشی کی ہمپر نہوگی ہم خود دونو ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کے بسر و چشم آپکی خدمت
مین حاضر ہو جاوینگے اور آپکو یہانتک آنیکی تکلیف نہ دینگے - وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ + اور اگر کوئی امر خلاف شرع
شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونو نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اُسکی
تلاش کرنی چاہیئے کہ تم دونو مین کون آدمی اپنے دعوے مین جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے
ہے پس بعد تلاش اُسکو ترک کر کے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہیئے - وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْاِثْمُ
عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى - اب اس آخری نامۂ لاجواب کو پڑھکر اُسکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نرہی اُس
آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے -
بعد پہنچنے اِس فرعونی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو

جنگ مہیار

جلکہ کلام کی باقی نہ ہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا اور دشمن خبیث اس نخوت و
تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر ناپاک سے دور ہو جائیگا القصہ وہ سواران طلایہ نے
آکر خبر دی کہ دُرّانیون کا لشکر گدھی مہیار مین داخل ہوئیگا یہ بات سنتے ہی دم لشکر اسلام مین تیاری
کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہوکر بجانب مہیار روانہ ہوگیا یہ خبر معلوم ہوکر اہل قلعہ مہیار کو درانی
لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام مین مقیم گیا دوسرے دن بعد نماز فجر
کے پھر میدان مہیار مین تمام لشکر درانیون کا بہ ارادہ جنگ صف آرا ہوا ادھر سے لشکر اسلام
بھی تیار ہوکر بارادۂ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور رود بار مہیار کی حفاظت کے واسطے
وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام ہمہ اقسام اُس روز ساڑھے
تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور دُرّانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ
اور دس شاہین تھین سید صاحب نے پیادون کو آگے لیا اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون
کو شاہین کے پیچھے مقرر کرکے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپون
کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے
بھائیو تم دوڑنیکو اپنے اوپر حرام سمجھکر صرف تیزروی سے یکبارگی مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی
توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُترکر پہلی صف پیادون مین شامل
ہو گئے مولوی محمد اسمعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ
جان سید صاحب کے داہنے بائین قایم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا
بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا
توپون پر پہنچگئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑکر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی
شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیون کو اپنے دانتون مین
دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کوہائی
شیر بچے تھے جسکا ایک ایک فیر کرکے نیزے اور تلوار اُنہون نے پکڑ لیے اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد
کے "سید کجاست سید کجاست" کہتا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے
بڑی پھرتی سے صف آرائی کرکے بھرمار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق اور قرابینون کی باڑھ پر باڑھ
مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور دو دو تین تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب
کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہکر "سید ہمین ہست سید ہمین است"

ایسی سرعت سے انپر بھرمار کر رہے تھے کہ چند لمحہ مین صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے مردار ہوکر آبی بن
خلف کے مقام پر پہنچے۔ درانیون کی لاش پر لاش پڑکر لاشون سے میدان بھر گیا اور غازیونکا بہت ہی
تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار درانی مارے گئے تو انہون نے سخت ہزیمت اٹھاکر پسپائی شروع
کی اسوقت غازیون نے دشمن کی توپون پر جاکر قبضہ کرلیا اور انہین توپون سے بھاگتے ہوے دشمنون
پر گولہ باری کرکے انپر قیامت برپا کردی قریب تین ہزار کے درانی مقتول و مجروح ہوئے اور انکے
بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اسدن مارے گئے۔ غازیون کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے
اسیقدر مجروح ہوے میدان غازیون کے ہاتھ رہا اور توپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور
خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیون کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحب نے اس میدان
مین ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار مین
پہنچے اور وہین شب باش ہوے۔ دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چارون طرف سے خوانین اور علماء
دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہشتی و مردان مین جہان اس جنگ کے ایکروز پہلے درانیون
نے شراب نوشی کرکے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اسدن بھاگتے ہوے بہت سا اپنا
اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ہشتی و مردان مین جاکر اس اسباب
پر بھی اپنا قبضہ کرلیا +

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی
فوجون کے حاضر ہوکر شریک لشکر اسلام ہوگئے۔ مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہنچا گانون
والے جو درانیون کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال
کرکے تہنیت اور مبارکباد کی آوازین بلند کرتے اور اپنی زبان مین خوشی کے گیت گاتے اور زائد از حوصلہ
خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے۔ پشاور کی راہ مین کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم
ہوا بلکہ راہ مین جہان جہان درانیون کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر مقدم سنکر خود بخود ڈر کے مارے
بجانب پشاور فرار ہوتا گیا + سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادون کے
اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع ایکی مین پہنچے تو
بذریعہ جاسوسون کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کوہاٹ کو
روانہ کردئے اور خود خائف اور مرعوب ہوکر ایک گانو مین قریب پشاور کے ٹھہرے ہوے ہین اور کچھ تیاری
مقابلہ کی نہین کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہین۔ بمقام کمٹ فروسی ارباب

فیض اللہ خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور ... کرنے صلح کے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہتا ہے توبۃ النصوح کرنے کے واسطے حاضر ہے اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ اُس کو ضرور مسلمان کر دیتے اور جبکہ میں مسلمان
اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں ماضیہ کا شرمندہ اور تائب ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ تا حیات اپنے تئیں
آپکے خادموں اور غلاموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرماوینگے اُسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھ سے
توبہ کرا کے مجھکو اپنے خادموں میں داخل کریں اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائیں اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخش کر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیں سید صاحب نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک میں آئے تھے اور ... تھے کہ سب سلطان اس کام میں ہمکو مدد دیں
تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے جو بالکل دشمن ہیں جا کر مل گیا اور سکھوں
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہم سے جنگ کر کے خود اپنی جان کھو بیٹھا اسکے بعد تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلامنامے اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر حمایت
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر یہ نصیحت اُسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ مہیار کی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہو کر ہم عاجزوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اُسکا تعاقب کر کے یہانتک آپہنچا ہے۔ اُسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کر کے وکیل مذکور فیض اللہ
مرام پشاور کو واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے پہنچی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کر کے حضور کے خادمون
میں داخل ہو جاتا ہوں پھر ملک کا عطا کرنا نکرنا حضور کے اختیار میں ہے جسکو چاہیں عطا فرمائیں۔ اُسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ ملک اُسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ پر سچے دل سے توبہ
کر کے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جائے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو۔ جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اللہ خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی۔ اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل
شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلان میں جا کر فروکش ہوا اور اُسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اُس مکان عالی شان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے۔ جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورت
اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہو کر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

بقرعید کے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہونیکے ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے بتاکید تاکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور فاحشہ عورتین جو اُس شہر مین ہزارہا تھین
اپنے اپنے گھرون مین چھپ گئین یا شہر چھوڑکر فرار ہوگئین - بنگ چرس افیون وغیرہ مسکرات کی
دوکانین بھی خود بخود بند ہوگئین اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہوگئے گویا ان مسکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکام شریعت جاری ہوگئے اور محلہ
در محلہ اور مسجد در مسجد نماز کی تاکید ہوگئی - تارکان صلوۃ پر تعزیرین مقرر ہوگئین - دو تین روز کے اندر برکت
قدم سید صاحب سے شہر کا رنگ ہی بدل گیا چور بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دوسو ملک کی خالی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی تھین اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہمیشہ قتل نکلا سوائے ذات مقدس سید صاحب کے کوئی خاص یا ملکی دل
سے راضی تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب و ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سرداروں کو بامتثال امر سید صاحب چون و چرا کا حوصلہ ہی نہ تھا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوائے آمنا و صدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے
فرمایا کرتے تھے کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند - تمکو صلح کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور نیت
سمجھنے کا مادہ ہی نہین ہے تم خاموش رہو اور اسمین چون و چرا نکرو - آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کرکے اس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپکے حضور مین ظاہر کرکے بڑے
زور سے اسکے بُرے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو اُن پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوک ہمسے
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین انکی بیخ کنی ہوکر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوائے اسکے مجھکو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعۂ معافی اور توبہ کا کرکے مجھسے ملتجی
ہوئے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہوجائے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کا نہین ہون بلکہ محض للہ فی اللہ بار گران اس عبادت جہاد کا مینے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نادان
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھکو بھی مثل دیگر فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہین بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤساء اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے یہ عرض
کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اس ملک کا منظور نہین ہے تو مجھ خیر خواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جاوے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھکر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت مین ہمیشہ حاضر رکھونگا اور انکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا
اور کل احکامات شرعی کو اس ملک مین جاری کر کے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپکا مطیع اور فرمانبردار
رہونگا اور اگر سرداران پشاور بعد اسوقت یا آیندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو مین اپنی قوم اور لشکر سے انکا دفعیہ
خود کرونگا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہونگا - اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال مین نہین آئی - اسکے بعد ارباب فیض اللہ خان
وکیل سردار پشاور پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمعیل صاحب کر کے نیابتہً انسے بیعت
کر لین چنانچہ موضع ہزار خانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہان جاکر
انسے ملاقات کی بعد سلام علیک اور مصافحہ و معانقہ اور استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیا دارون کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور پھر اپنے اعمال و افعال قبیحہ
سے توبۃ النصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ
اپنے ملک مین شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور شراکت مجاہدین مین سرگرم رہونگا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کے پشاور کو تشریف لے آئے اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان وسیع موضع ہزار خانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا - دونطرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اسدن اس میدان مین حاضر ہوکر اتحاد باہم
پیدا کرین - بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک تلوار زیب تن فرماکر بہت
عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی مین دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر مع تمامی لشکر اسلام کے بجانب
میدان مقررہ کے روانہ ہوئے - تمام شہر پشاور کے ادنی اعلی امیر و غریب ہندو مسلمان اس تماشاء
بے نظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دو چند ہوگئی ۔ دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کنارون پر مقابل ایک دوسرے کے صف بندی کرکے کھڑے ہوگئے مابین اُن دونو لشکرون کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہوکر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے سے دور دور کھڑے رہے ۔ دونو لشکر اور تماشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خرمی سے نظارہ کر رہے تھے ۔ ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب مدارج جہاد اور اعانت مجاہدین اور قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنّا و صدّقنا کہتا جاتا تھا ۔ اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے عالم کامل اور شجاع اور مُدبّر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمرالدین صاحب داماد مولوی الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہان چھوڑے گئے پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کرکے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینون تک انتظام پشاور اور طریقۂ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدۂ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی شروع کی ۔ خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عُشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت درپردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کرکے سید صاحب کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہوگئے تو اسکا ظہور پشاور مین بھی ہونے لگا سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمین لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت کا رکھتا ہے جسمین میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہین ہے ۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس مین بُلاکر پوچھا کہ تمنے جو میرے بھائی کو قتل کردیا سو اُسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا : مین نے اِسکا جواب بطور دفع الوقتی دیگر برادر مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل مین یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اُس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی کوئی آدمی اس بیعت کرانیکے واسطے آپ پر متقاضی
نتھا آپنے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل
علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے تھے اور یہان حاضر نہ تھے اور مین نادان ناخواندہ
تھا اس سبب سے بلا تحقیق مینے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی پھر مین نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے
تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر مین آپکے علما کے یاد
دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہین ہے کہ آپکے علما اسوقت
پشاور مین حاضر نہ تھے محمد عظیم آخوندزادہ آپکا اُستاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور
مین موجود تھا بلکہ اُسنے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر مین وہ لاجواب ہوئے تو
پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار مذکور نے سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی - باغی کا قتل کرنا شرعًا جایز ہے
مسئلہ باغیون کا کتب فقہ مین موجود ہے اُسکو دیکھ لو - پھر اُنہون نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا
بغاوت کی تھی مینے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ مین سید صاحب سے لڑنے کو نہیں
گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی - اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور مین رخصت
ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو مین مع ہمراہیان خود خدمت مبارک
مین حاضر ہو جاؤن سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتوی مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان
کا تحریر کراکے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتوی
بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہان
مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُنسے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ - یہ جواب ابھی
راہ ہی مین تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ
خان کو جسنے بڑی سعی سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس
مین بلاکر قتل کرادیا - جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی
ملک سمہ مین مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین
بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہین اُنکو ایک ہی رات مین قتل کردیا جائے - ایک مخلص
آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین مین شامل تھا تاریخ مقررہ قتل مؤمنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ
کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کردی تھی مگر سید صاحب نے اس

[illegible] مولوی سید مظہر علی [illegible]

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل ستھ ہم سے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعہ تشہیر اس خبر کے ہمارے اور اُنکے بیچمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چارون طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثہ پشاور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک ستھ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ اپنی
اپنی جگہہ چھوڑکر پنجتار کو چلے آوین مگر یہ حکم نصر اللہ خان رئیس گڈھی امان زئی کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہوگیا اُسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک ستھ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارہ مقررہ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانون پر آگ جلائی گئی - مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو اُنہون نے براہ دھوکہ دہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلہ عشر کے ہر گانو والے تیار ہوئے
ہین تاکہ جمع ہوکر خندروس کوٹین اور اِن دغاباز ملکیون نے خندروس کوٹنا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین - اِس دھوکہ مین آکر سب غازی غافل
ہوگئے - اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا ادائے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے اُنکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا - کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از فجر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو انتخاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گائے اور بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیرکوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے - اِس سانحہ دردناک قتل تحصیلداران
عشور کو دیکھ بدیہہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکہ کربلا کے لکھکر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا
قلم اُسکی تفصیل لکھنے پر جرأت نہین کرتا - جب سید صاحب کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اِس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اُسکا کچھ اثر
آجتک ظاہر نہوا بلکہ بجائے اصلاح حال خود اُنہون نے تمرد اور سرکشی کرکے اُن مسلمان دیندار کو جو لُبت لِلہ
اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کرڈالا اب مینے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی اُنسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لیلیگا - اب مین اس ملک مین نرہونگا بلکہ یہانسے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا - آپنے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہان آپکی دو بیویان مقیم
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تمکو اس عبادت جہاد مین میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
و راحت اور فتح و شکست مین محض واسطے حصول مرضی باریتعالیٰ کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب مین اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست مین جانیکا
ارادہ رکھتا ہون اور مین یہ بھی نہین جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھکو کہان لیجاویگا - غالباً اس سفر مین بھی
تکلیف آب و دانہ اور ترک مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمہ شکایت مالک حقیقی کا زبان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے پھر ایسا
نہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس مین قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور مین تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی مین صرف کرونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے اُسکو اختیار ہے جہان چاہے جاوے مگر سواے ملک عرب کے اسوقت کوئی
جگہ امن کی نظر نہین آتی - یہ کلمات پند و نصائح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک
آدمی اُنکو سنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تادم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ مین فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کرنی بھی منظور نہین ہے - ان ایام مین کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلاء
ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہان
ملک سمہ مین جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت مین حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردمان خدو
خیل جس قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس مین حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہین ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہین پھر ہمکو چھوڑ کر یہان سے تشریف لیجانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے
اُنکے جواب مین فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگون سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہین ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنہون نے ناحق کسقدر مسلمانون کو قتل کر ڈالا مین
تمسے بہت خوش ہون مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیرخواہی و جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ وار
ہو کر خود مجھسے درخواست نکریگا مین اس ملک مین نہ رہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس مین حاضر
تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی مین کچھ باتین کی گو وہ باتین کسی پر ظاہر نہین ہوئین مگر غالباً

بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ واری مجاہدین کا اٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا - بعد اس سرگوشی کے سید صاحب نے مردان خدو خیل سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان کو میرا قایم مقام سمجھکر اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تمنے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت پر بدستور قایم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچائے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا ملک ہندوستان سے آئے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہو نے دینا - موسم سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرالیا اور جب سب طرح سے تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پاینده خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر بماہ رجب سنہ ۱۲۴۶ ہجری آپ براہ کنگلئی بنڈ ڈھیری اور سکا بل گرام پہاڑون کے بیچ کو روانہ ہوئے - سردار فتح خان پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے - بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے آپنے اُن دو توپون کو جو درانیون کے مال غنیمت سے آئی تھین ایک محفوظ جگہ مین دفن کرادیا اور دو قزاگند یعنی جلتہ مع دو عدد بر جامہ اور دو خود آہنی جنمین ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزود بندوقین اور تلوارین سید رسول ساکن نواکلی کو امانتاً سپرد کردین - جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم بمعیت عبد القیوم صاحب اور غازیان قلعہ امب اور عشره اور گڈھی حبیر بالی بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے - مقام کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آئے ملک سمہ سے ہجرت کرکے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے اٹک سے عبور کرکے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش مین تھے کہ ہزارہا اہل سمہ کو اُنہون نے قتل کرکے ہر ایک گانو مین آگ لگا کر خاک سیاہ کردیا اور اُنکے بچون اور عورتون اور مال مویشی کو پکڑ لا کر لاہور کو لیگئے - اِس خونریزی مین لشکر خالصہ نے ہلاکو اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات کردیا بر وقت حملہ اور قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تمنے اپنے پیر مرشد اور امام کے ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے - جب لشکر خالصہ ملک سمہ مین داخل ہوا تو صدہا اہل سمہ سید صاحب کو راہ مین جا کر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری تک ساتھ چلے گئے - بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کردیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ ہوچکا تم اپنے سوختہ گھرون کی جا کر مرمت کرلو - مؤرخون کا بیان ہے کہ جس جس گانو مین جس جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دَش دَش گونہ اہل سمہ ہر ایک گانو مین مارے گئے اور مثل شہدائے کربلا دنیا ہی مین اس بجید ظلم کا انتقام لیا گیا - چہارم شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام بمقام راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہوگیا اور بسبب شروع ہوجانے موسم برف باری کے وہان مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے - ساتوین شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو آپکے حرم محترم مین بمقام راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین - راج دواری مین پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو مجاہدین تیار ہوکر طرف سچون اور درہ بھوگڑ منگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمٰعیل غازی کے روانہ کئے گئے - مولوی خیر الدین شیرکوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جب کبھی موقع پاکر درہ بھوگڑ منگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُنکو زک دیکر پسپا کر دیا - اس ملک کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج اُس ملک مین پہنچی تو اُس ملک کے ملکیون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ بخوشی خود مجاہدین کو دینا شروع کیا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سچون اور بھوگڑ منگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پشاور گیا ہوا تھا اور مظفر آباد جو اُس ملک کا دار الریاست اور سکھون کا ہیڈ کوارٹر تھا سردارون سے خالی تھا حسب مشورہ سلطان زبردست خان و راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی خیر الدین شیرکوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہون نے بعد مقابلہ اور مقاتلۂ سخت کے چھاونی کو سکھون سے چھین لیا - سکھ گڈھی مظفر آباد مین جاکر پناہ گزین ہوئے اور ادھر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیون کے سچون اور بھوگڑ منگ مین پہنچگئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڈھی حبیب اللہ خان مین جو مابین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفر آباد جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ مین فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفر آباد سے واپس ہوچکی تھی اس واسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کر کے درہ بھوگڑ منگ اور سچون پر جہان خود سید صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے گڈھی حبیب اللہ خان پر ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

فتح سچون و درہ بھوگڑ منگ

جنگ مظفر آباد

صاحب نے بارسال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع کل غازیون کے سچون کو طلب کرلیا تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کرکے مولانا مع کل غازیون کے سچون کو چلے گئے۔ جب غازیون کا کل زور سچون اور درہ بھوگڑمنگ کی طرف ہوگیا تو راجہ شیر سنگھ نے اُسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کرکے خالی میدان پاکر بالاکوٹ پر چڑھائی کردی۔ جب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچگیا تو اُسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہوکر سید صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے سے آدمی واسطے حفاظت بھوگڑمنگ اور سچون کے چھوڑ آئے۔ آپکے حرم محترم اُسوقت راج دواری میں تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہان متعین تھے ؛

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیون کی سُنکر بہر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور اتواب اور شاہین وغیرہ منگواکر بالاکوٹ مین جمع کرنا شروع کیا۔ گو راجہ شیر سنگھ کا لشکرگاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس تھا مگر درمیان مین بالاکوٹ اور لشکرگاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ اُنمین سے گذر لشکر خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی اُن پہاڑون مین سے تھا مگر اس راستہ پر صدہا درخت اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ مین پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اُسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کردیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسّی آدمیون کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پُل پر سے تھا اُسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کردیا تھا اس انتظام مین زور تقدیر سے یہ غلطی واقع ہوئی کہ اُس کوہی راستہ پر تھوڑے سے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین کسی پنجابی یا ولائتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے اُسکو مطلع کردیا بلکہ اُسکے آدمیون کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلا دیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اُس راستہ کی پوری خبر ملگئی تو اُسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کراکے یک بیک مسلمانون کے کوہی گارڈ پر حملہ کردیا مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آورون سے مقابلہ کرکے اخیر کو سخت نقصان اُٹھاکر پسپا ہوگیا۔ اُسوقت سکھون نے اُس منفذ پر اپنا قبضہ کرلیا۔ بوقت شروع حملہ سکھون کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور مین بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا
کہ مسلمانون کے قبضہ سے منفذ نکل کر سکھون کے قبضہ مین آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مثل مور
و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور ارباب
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھون کی فوج کو نیچے اُتر آنے کے واسطے سینکڑون راہین
موجود تھین اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک مسجد کلان کے چارون
طرف جسمین سید صاحب مقیم تھے تختون سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہان سے
مقابلہ کیا جائیگا۔ سکھون نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع
سیاہ قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی **محمدی** صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہردار جو اُنکے ہاتھ مین رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک مین پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور مین
شاہین رکھواکر کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آورون کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ ملا لال محمد قندہاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنیکو تعینات کئے گئے۔ اُس مسجد کلان کے نیچے ایک وسیع مکان غربیہ مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع
جماعت مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوئے اور یہ تجویز پختہ ہو گئی تھی کہ جب لشکر کفار وہانکے
کھیتون اور دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہین مورچالون سے
گولیون کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستون
سے معافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہوکر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور
خون جوش پر تھا۔ اسی مسجد مین کچھ غیبی آوازین جنکو سوائے سید صاحب کے اور کوئی نہین سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگین۔ ابھی لشکر کفار نے وہانکے کھیتون اور دلدل
سے عبور نہین کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنون کی ہمتین پست ہو گئی تھین اور قریب تھا
کہ دشمن ناکامیاب ہوکر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کرین۔ اُسوقت سید صاحب یک بیک مسجد بالائی
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمین ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کرکے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غربی
مکان مین تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

کی جانب نیچے والی مسجد میں پہنچے اس وقت مسجد زیرین یا بالا پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدائے
غیبی بار بار بطرف میدان جنگ کے بلاتی ہے - اسوقت سید صاحب ایک ملکی صفات میں تھے آپکا
چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسیکی نظر آپکے چہرہ پر نہین ٹھیرتی تھی - کنارہ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے
قریب ہو گئے تھے کہ انکی گولیان نیچے والی مسجد مین پہنچکر نقصان کرنے لگ گئین تھین ادہر کی بندوقین بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھین - دشمن کے سامنے دلدل تھے اور انکے سر پر مجاہدین کی پھرتی
بھرمار سے گولیون کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے انکو کوئی چارہ نہ تھا - ایسے
نازک وقت مین سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے ورلے کنارہ پر
جا پہنچے اب مابین دونو لشکرون کے کچھ دھانون کے کھیت اور دلدل حائل تھی - جب سید صاحب
مسجد زیرین سے باہر نکلکر جانب دلدل بڑھنے لگے تھے اسوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باواز بلند حکم
دیا کہ کل قرابین جی بطور باڈی گارڈ یعنی محافظان سید صاحب کے اردگرد ہو جاوین مولوی جعفر علی نقوی
جنکی کتاب سے مین یہ واقعات نقل کر رہا ہون اسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ مین شامل تھے سید
صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگاکر بیٹھ گئے تھے - دشمن بھی غازیون کی یورش جانب دلدل
دیکھکر اپنی فرار سے رک گئے اور اپنی ساری ہمت سے انہون نے مجاہدین پر گولیون کا مینہ برسانا شروع
کیا - اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے شاہین لاکر لگادو - شیخ موصوف شاہین
لانے کو روانہ ہوئے - ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اسوقت سید صاحب کے بائین طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریون
کی جماعت جو اس کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے اسطرف
بہت زور دیا ہے قندھاریون کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئین سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا
کہ اسقدر کافی ہین اور آدمی بھیجنے ضرور نہین ہے - اسوقت ایک بیقرار غازی نے دلدل مین کود کر چاہا تھا
کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کرکے مراد دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اسکو
منع کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا - اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافرون پر جو پہاڑ سے نیچے اتر کر ورلے کنارے دلدل
پر حملہ آور ہین یورش کرکے انکو قتل کردون - ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
اتر آئے ہین انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہین مگر اسوقت پہاڑ والے کافرونکا ہم نشانہ ہوجائینگے اور پہاڑ کی
راہین تنگ اور دشوار گذار ہین پہاڑ والے کافرون پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے - اس بات کو سید

صاحب شکر تھوڑی دیر خاموش رہے ۔ چند لمحہ اس گفتگو کو ہوے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ارادے کی
کسی آدمی کو اطلاع نہ کر کے بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل مین کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری
اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن مین
دلدل سے پار ہو گئے اور تن تنہا ہزارون دشمنون کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ او بکریون کے ریوڑ
(گلہ) مین شیر آکر کودتا ہے دشمنون پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہوگئی ۔ جو مجاہدین اسوقت کنارہ
دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل مین کود پڑے اور بمشکل تمام اُس سے پار ہوکر یکے بعد دیگرے
آپسے جا کر مل گئے اس دلدل مین اکثر مجاہدین کی بندوقین بھیگ کر نکمی ہو گئی تھین ایک لمحہ مین وہ
ہزارون دشمن جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل پر تھے غازیون کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ
کے اوپر سے اسوقت قریب دس ہزار بندوقون کے غازیون پر چھوٹ رہی تھین ۔ غازی دشمنون کو مارتے
ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا ۔ غازیون کی بندوقین بھی ایسی نکمی ہوگئین تھین
کہ پہاڑ والے دشمنون کو گولیون سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب
مثل شیر اپنی جماعت مین کھڑے تھے کہ اسوقت یک بیک آپ نظرون سے غائب ہو گئے ۔ مولوی جعفر علی
نقوی جو آپکا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ "جناب حضرت امیر المومنین
درمیان جماعت از نظر من غائب شدند" یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ ہجری کو واقع ہوا ۔ اسوقت بوجہ
آپکے غائب ہو جانے کے سارے لشکر اسلام مین ہل چل پڑ گئی ہر شخص اُس گولیون کی بارش مین اپنے بچاؤ
کو بھول کر مثل عاشقون کے آپکی تلاش مین پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ "حضرت کہان ہین"
مولانا اسمعیل شہید صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاء الدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت
وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسیوقت دشمنون کی گولیون سے شہید ہو گئے ۔ غازیون نے سارا میدان
جنگ ڈھونڈھ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نہ ملا ۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ
بھی مردے سے بدتر ہو گیا ۔ اُس حالت یاس مین لشکر اسلام اپنے سردارون سے خالی بالاکوٹ
کی طرف پسپا ہوا ۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیون کا
مینہ برس رہا تھا بوقت واپسی وہان کے کھیتون اور دلدل مین صدہا آدمی شہید ہو گئے ۔ اسوقت
کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ مین زندہ رہون ہمتین پست ہو گئی تھین دل ٹوٹ گئے تھے جان و مال
ہو رہی تھے ۔ اسوقت دشمنون نے پہاڑ سے نیچے اتر کر اور بالاکوٹ مین پہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیون
کا لوٹ لیا اور گھرون مین آگ لگا دی ۔ اسوقت گو سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش مین مصروف تھا - مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہین
کہ پیچھے لوگون کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہو کر دعا مانگ رہے تھے کہ اُسی پتھر پر سے غائب
ہو گئے - یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملئی مین پہنچکر ہمکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع مٹی کوٹ مین (جو ایک گوجرونکا گانو میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجرون کے گھر مین
زندہ موجود ہین اور اُس پتھر پر سے جہان آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اُٹھا کر اپنے گانون مین
لے گئے تھے - اور بعض لوگون کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاغان کے سفیر ہو کر گئے تھے اور مولوی عبداللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبوبت ہو گئے - مولوی جعفر علی نقوی پلّہ شہادت کو غلبہ دیتے ہین
چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھان مجھکو گرفتار کر کے مقتل شہدا مین لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا مینے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اُسی
لاش پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانون اور نیز ملکیون سے اُسپر نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اُسکو دفن کرا دیا - اِسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے
ہین کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھون نے چند زخمی غازیون کو لیجا کر سید صاحب کی لاش کو اُنسے شناخت
کروایا تھا چنانچہ اُنہون نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اُسی بے سر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُسکو دفن کرایا اُسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر ابھی بالاکوٹ مین موجود ہے - بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھون
کا لشکر وہان مقیم رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھان وہانسے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ مین واپس
آئے اُسوقت تک کل شہدا کی لاشین مثل لالہ زار کے مقتل شہدا مین پڑی ہوئی تھین - ملکیون نے
مولوی محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشون کو علیحدہ علیحدہ دو قبرون مین دفن
کر کے باقی کل شہدا کی لاشون کو جمع کرا کے ایک گنج شہیدان بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا - اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہان اپنے قبرستان مین دفن کیا۔
ایسی بھی بہت روایتین ہین کہ اس واقعۂ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگون نے سید صاحب اور اُنکے رفیقون
کو دیکھا - اسمین شک نہین کہ آپکی شہادت اور غیبوبت مین روز اول سے اختلاف ہے مگر اب بسبب

چندسال [illegible] ما شہور ہو گئی بلکہ بعض زیادہ ہو گئی خیال [illegible] دیوانون سے اور ان سے مخصوص کیا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ نے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلحاظ شہادت کو غلبہ دیتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہ ہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی نہ ہو سکی شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہان سے اُن سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تاحیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے [illegible] جب آپکے حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیرالدولہ مرحوم اُنکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے
ہوئے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے تھین - بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیرالدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد اور اعقاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر ڈیڑھ سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انہون نے مولوی نصیرالدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کر کے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان مین لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہین - اس وقوعۂ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ء مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۲۶۵ ۱۸۴۹ء
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا ٭ بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونہار سمجھکر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات مین لکھا کرتے تھے کہ اس الہام مین ۔۔۔ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے - ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہو گی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیوبت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اُسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس واقعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہین اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی ✣ ملاحظہ مکتوبات احمدی سے بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا - بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر دکا غان وغیرہ کل مسلمان امرا اور رؤسائے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے ایسی کارروائیون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا ✣

اس عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر حلیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل اور اُلوالعزم سپاہی چند صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانون کے دلون کی مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے - مگر جیسے سچے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سُنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنّی نہ تھا - اُسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسیکو عنایت کردینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم معاف کردینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ پُتلا تھا - جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبّہ موجود نہ تھا مگر اسکے صادق یقین نے اسکے دو برس کے لمبے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اٹکنے نہین دیا جسقدر کی

اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اِس سے بڑھکر عجیب یہ دو ہزار غازیون کو بہ ارادۂ جنگ سکھان
ساتھہ لیکر براہ سندھہ و قندھار و کابل و پشاور یاغستان مین پہنچا اسکے پاس نہ کمسریٹ تھی نہ خزانہ اور نہ
میڈیکل اسٹاف اور نہ سلح خانہ اسکے لشکر مین دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ نادر تھا جیسے ہم
لوگون کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اسکے ساتھہ ایک ایسی فرمانبردار اور
جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہون نے برسون رنج راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست
اور بھوکھہ پیاس مین ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز اخیر تک اُسکا ساتھہ دیا ہے کہ جنکا نظیر سوا صحابہ
رسول کریم کے تواریخ اسلام مین اور کوئی پایا نہین جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے
حصول رضامندی باری تعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - اِنکا ہر متنفس جام
شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلیٰ کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور
توکل اور زہد اور اُلو العزمی کے اس بے نظیر بزرگ کو پولٹیکل پیچیدگیون اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ
نہ تھی اُنہین دونو نقصون نے اُسکے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر آخر اُسکو بالاکوٹ مین وہ دن دکھایا کہ
جسکی یاد سے آجتک ہزارون خلقت کے دل دُکھتے ہین - اگر اِن سب خوبیون کے ساتھہ جو اُسکی ذات
مقدس مین موجود تھین فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اِس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے
پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہین تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی
[illegible] عملداری [illegible] اور [illegible] نہین شک نہین کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو
[illegible] ہندوستان [illegible] سید صاحب کو کچھہ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھون کا زور کم ہو *

قریب چار ہزار صفحون کے مختلف مؤلفون کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہین مگر لوگونکی بہت ہمت
اور کم مائگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کرکے مینے اُن پھولون کے پشتارون سے جو میرے سامنے میز پر رکھے
ہین اُردو زبان کے بھبکہ مین رکھکر سب تازی اور شیرازی پھولونکا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کہنہ و مہ
[illegible] ایک پھویا لیکر معطر ہوجائے اور باوجود اختصار کے پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہین دیا
مگر بہت قیمتی کراماتی واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - مین اس سوانحہ عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم
کرکے [illegible] بعض خلفا نامدار کا حال لکھتا ہون *

حصۂ چہارم

بیان خلفاءِ حضرت سید احمد صاحب

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزارون ہین صرف جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئین اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب
ولایت اور کرامت ہوئے ہین آنکے عجائب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے - تمامی
اسلامی دنیا اور خصوصًا ہندوستان آپکے خلفاء سے معمور ہوگئی تھی شاذو نادر کوئی بے نصیب
شہر اور قریہ ہوگا جہان آپکے خلفا کا گذر ہوکر توحید الٰہی کی منادی نہوئی ہو - اسوقت تک کروڑون
آدمیون کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہیگی - یہ عمل بالحدیث
کا چرچا جو اسوقت ملکِ ہندوستان مین ہو رہا ہے آپ ہی کی ذاتِ مقدس کا پرتوا ہے - آپ کے
ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگون کو قرآن حدیث سمجھنے کا پھرا ہوا - جیسکہ حدیث
شریف مین آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ فِیْ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ
(ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگون کے دلون مین اُترتی ہے اُسوقت قرآن اور حدیث کے
مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہین - اب مین بطورِ تبرّک فقط آپکے چند خلیفون کے نام نامی درج ذیل
کرتا ہون - اوّل اور افضل سارے خلیفون کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب کے ہین - دوّم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید - یہ دونو بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہما کے آپکے یارِ غار اور جان نثار تھے - سوّم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب - مولوی مخصوص اللہ صاحب ابنِ مولوی رفیع الدین صاحب - اس بزرگ کا اخیر عمر مین سر
پھر گیا تھا - مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعۂ بالاکوٹ ناخوش ہوکر اپنے وطن
مالوفہ کو لوٹ آئے تھے - مولوی حیدر علی صاحب رامپوری - مولوی محمد علی صاحب رامپوری مولوی ولایت علی
صاحب عظیم آبادی - ان دونو بزرگون کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب
نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجدیا تھا یہ دونو بزرگ
سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہین کرتے تھے مگر با دلِ محزون بہ تعمیل حکم مرشد برحق کے ہندوستان
کو چلے آئے اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
مولانا ہم آپکو تخم کرکے اُٹھاتے ہین (غالبًا اس فقرے کے یہ معنی ہونگے کہ اس تخم سے اتنے پودے
لگین گے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا -) مولوی وحید الدین صاحب پھلتی شاگرد رشید

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین۔ مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی
برادر مولوی وحید الدین صاحب موصوف مولوی[10] خدا بخش صاحب ساکن میرٹھ مولوی[11] محمد یوسف صاحب پھلتی یہ
بزرگ خزانچی اور خانسامان سید صاحب کے تھے مولوی[12] احمد الدین صاحب پھلتی قاضی[13] عماد الدین حکیم[14] مغیث الدین
صاحب سہانپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگون مین سے ہین آخوند[15] شاہ محمد ولایتی مولوی[16] حبیب اللہ صاحب قندہاری
یہ بزرگ علماء خراسان وبخارا وماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا اور دوسرے اشخاص جماعت کا رنگ ڈھنگ دیکھکر
انکے ایسے معتقد ہوگئے کہ بوقت بحث سر نیچا کئے ہوے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب
انکے ساتھ والے مولویون نے ان سے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہین بولتے اور ساکت بیٹھے رہتے ہو انہون نے
جواب مین کہا تھا کہ مین تو ان لوگونکا طریق اور روش مثل صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتا ہون پھر
ایسے بزرگون سے کیا بحث کرون۔ آخر کو یہ بزرگ سید صاحب کے مرید ہوکر بڑے نامی مشائخون سے ہوے
مولوی[17] عبد اللہ صاحب غزنوی جنسے امرتسر وغیرہ ممالک پنجاب مین بہت ہدایت ہوئی اس بزرگ سے
فیضیاب ہوے تھے۔ اب بھی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اولاد احفاد امرتسر مین رہتے ہین اور وہ
چشمۂ ہدایت بدستور اس خاندان سے جاری ہے منشی[18] ظہور علی صاحب پیرجی[19] محمود شاہ صاحب نبیرۂ حضرت
شاہ[22] عبد الرزاق صاحب جھنجھانوی حکیم[20] غلام سبحانی صاحب جھنجھانوی آخوند[21] عبد العظیم خان صاحب مفتی
الٰہی بخش صاحب ساکن کاندھلہ شاگرد رشید مولوی شاہ عبد العزیز صاحب۔ اس بزرگ نے ساتوان بقیہ
ساتوان دفتر مثنوی مولانا روم کا لکھا ہے مفتی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا جب ایک
ہزار شعر کا ترجمہ ہوچکا تو آپکا انتقال ہوگیا آپکے انتقال کے بعد مولوی ابو الحسن صاحب آپکے فرزند ارجمند
نے اور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ انکا بھی انتقال ہوگیا۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ
بھائی ہو ساٹھ برس سے آجتک جو ہمنے پیسا تھا وہ سب دلیا تھا اب سید صاحب کی بدولت میدہ ہوگیا
مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر تھے کہ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے مگر سید صاحب کی تعلین برداری کو اپنا فخر
دارین جانتے تھے۔ حاجی[23] شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی شہید میانجی[24] شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہین کے
مرید رشید اور خلیفۂ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ مین اپنے انوار سے ہندوستان اور
عربستان وغیرہ ممالک کو منور کررہے ہین چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے مثل مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جنسے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی مولوی[25]
سخاوت علی صاحب جونپوری مولوی[26] کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ یہ دونو بزرگ

بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ اسی طرح ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی شجاعت علی صاحب عظیم آبادی شاہ
محمد حسین صاحب عظیم آبادی مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب
مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی
مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید میں بمقام
پورٹ بلیر (کالا پانی) کے راہی فردوس ہوئے یہ دونو بھائی بڑے اولیاء کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے
استقلال اور ثابت قدمی اور صبر و شکر میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جامع کتاب ہذا بہت برسوں تک حالت قید
میں ان بزرگوں کے ساتھ رہا ہے اور انکے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے - ان بزرگوں کے
حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری رامپور کا خلیفہ آپنے اس
بزرگ کو مقرر کیا تھا مولوی محمد عظیم صاحب نابینا پشاوری مولوی فخر الدین صاحب بہار پوری مولوی
نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحۃ المسلمین
انکی اور بھی بہت تصانیف ہیں رسالہ جہاد یہ بھی انہیں کی تصنیف سے ہے افسوس ہے کہ یہ بزرگ با انہمہ وصال قبل از
معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہوکر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی
نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری مولوی شہاب الدین صاحب
بٹالوی ملک پنجاب مولوی میان فضل صاحب بالاکوٹی امام الدین صاحب حافظ محمد صدیق صاحب صوفی نور محمد
صاحب سید عبد اللہ صاحب ولد سید بہادر علی مولوی اکرام الدین صاحب دہلوی صاحب تفسیر سورہ فاتحہ مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی شیخ [illegible] ہوشیار پوری اس بزرگ [illegible] نے ۱۲۸۱ ہجری میں بھی سید صاحب کی زیارت کی
ہے مولوی عبد اللہ بنارسی مولوی شاہ لطف اللہ سلونی - اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا
قائم مقام کر کے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری میں جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو ان سے پوچھے
مولوی نظام الدین صاحب دہلوی قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی -
مولوی شیخ جیون صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کوئل مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد
متصل جائس ملک اودھ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے مولوی سید محمد صاحب مولف
مخزن احمدی مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونو بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے میر احمد علی صاحب
اس بزرگ کا انتقال بمقام رائے ویلور ملک مدراس ۱۲۶۵ ہجری میں ہوا سید حمزہ ساکن ملک [illegible] مولوی [illegible]
صاحب دہلوی مولوی شاہ اسحق صاحب دہلوی مولوی مرتضیٰ خان صاحب رامپوری مولوی سید محمد [illegible]
صاحب ساکن جھنگرہ ضلع مظفرنگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہیں مولوی [illegible] صاحب

ساکن کاندھلہ مولوی عبد اللہ صاحب لوگون کا بیان ہے کہ بروز معرکۂ بالاکوٹ یہ دونو بزرگ بھی سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہوگئے بلکہ مولوی چشتی صاحب کو تو میرے بعض دوستون نے بعد معرکۂ بالاکوٹ کے بہت دفعہ دیکھا بھی ہے اور اُنکے قرابت دارون سے بھی سنا ہے اور اُنکے ہاتھ کے لکھے ہوے خطوط بھی بعد معرکۂ بالاکوٹ کے اُنکے گھر پہنچے ہین واللہ اعلم بالصواب - اب مین مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمعیل شہید اور اُن دو خلیفون کا جنکو سید صاحب نے تعلیم ہدایت کرکے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہون ؎

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

آپکے بڑے خلیفون مین مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہین یہ دونو بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبد الحی صاحب کا مزاج بوجۂ بردباری اور وقار حضرت ابوبکر رضؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجۂ تشدد علی الکفار و فجار حضرت عمرؓ سے زیادہ تر مشابہ تھی ان دونو بزرگون کا ذکر خیر سید صاحب کے سوانح عمری مین جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ داخل خدام ہوے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپکی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی علیحدہ نہین ہوے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگون نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا - اِنکی جان نثاری اور فرمانبرداری ضرب المثل ہے یہ دونو بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پانو دوڑنیکو اپنا فخر دارین جانتے تھے - ان دونو سرتاج علماء دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئین بالکل مٹا دیا تھا - پاخانہ کمانے چکی پیسنے دانہ دلنے گھاس کھودنے بوجھا اُٹھانے سائیسی کرنے غرض کسی ذلیل سے ذلیل کام سے بھی اِنکو عار نہ تھی - روحانی برکات حاصل ہونیکے بعد یہ دونو خاندانی بزرگ مقتداے قوم و امیرزادے ناز و نعمت مین پلے ہوے دہلی سے خوش خوراک اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بچی کھچی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھا کر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچکر اور چٹائیون یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خورم اور شادان و فرحان رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُنکو دہلی کے پلاؤ و قورمہ و توشک و تکیہ مین بھی نصیب نہوے تھے - دراصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ کوئی دنیوی نعمت اُسکی لذت اور شیرینی کو نہین پہنچتی بلکہ دنیا مین کوئی ایسی چیز موجود ہی نہین ہے جسکو مزہ ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجاے - مینے ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب مین لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہین کہ جسطرح سے ایک نئی دولہن اپنی ناکتخدا ساتھنون اور سہیلیون سے اپنے مزہ وصال کو کسی کھانے یا میوہ وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہین کرسکتی اُسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اُسکو

تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ لذت مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی + دنیا
کے لوگ ایسے آدمیون کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہین ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی + دیوانۂ تو ہر دو
جہان را چکند + ان دونو ستارون کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہین۔ مولوی صاحب شہید کی خوبی
بصارت کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرۂ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ
اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونیکا دعوی کرے تو مین بلا تامل اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی عبد اللہ صاحب
معروف چہنڈ وڑے سے (جو ایک ولیاء کامل صاحب کشف ملتان مین تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء
اللہ مین سے سب سے بزرگ مقبول خدا کون سا بزرگ ہے اُنہون نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر مین مینے
دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند مین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ مینے مولانا شہید کو
جنت مین ایک چھپر کھٹ پر لیٹے ہوے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوے دیکھا ہے۔ ایک روز
کسی کور باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگون سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل
اور قران و کتب احادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے اُنہون نے
اُسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اُسکے جواب مین فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزارون کتابون مین پڑھا
اور حدیثون مین دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سید صاحب کو اُن سب کا عامل پایا ہے۔ ؎
منکشف اُسپہ ہر ایک شئے کی ہے لمیت + نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتب کے اندر + علم کو اُسکے
مگر علم لدنی کہئے + جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر + مولوی عبد الحی صاحب سلوک راہ ولایت
اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن مین اُستاد کامل تھے اور
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سلوک راہ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اسواسطے
آپکے ملفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور
سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبد الحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے
دیگر ست + مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہین مگر
ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب آئے
تھے کچھ علاقہ نہین رکھتی اسواسطے مین اُنکو یہان تمامہ درج کرنا نہین چاہتا +
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبد الغنی صاحب نبیرہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی کرامت علی صاحب جونپوری جو مولانا شہید کے
ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھ دیتے

تھے اور کبھی پڑھاتے جب کچھ بیکار تھے تھے آپکے ہم سبق طالب علمون نے اس بےپروائی کی شکایت مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی جب شاہ صاحب نے دیکھا سبب اسکا دریافت کیا اُنہون نے اپنا سارا پچھلا
پڑھا ہوا شاہ صاحب کو ازبر سنادیا اُسوقت اُن طلبا کو آپکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا
مولوی سدید الدین خان صاحب خلف الرشید مولوی رشید الدین خان صاحب امین مدرسہ کلکتہ جنکا ہزارہا
روپیہ کا کتب خانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ عیسوی مطابق ۱۲۷۳ ہجری مین لٹ گیا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے
کتب خانہ کے لوٹے جانیکا افسوس نہین ہے جسقدر اُن حاشیون کے ضائع ہوجانیکا ہمکو افسوس ہے
جو علمی کتابون پر مولانا شہید نے پڑھاتے تھے کیونکہ وہ کتابین تو پھر بھی مل سکتی ہین مگر اُن حاشیون کا
ملنا سراسر محال ہے۔ بیان کرتے ہین کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ
کا فتوی لکھکر اور اُسکو اپنی نشستگاہ مین چھوڑکر اندر مکان مین تشریف لیگئے تھے اس عرصہ مین مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب شہید بھی وہان تشریف لے آئے اور اُس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتون
کی اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہین رکھکر چلے گئے۔ جب شاہ صاحب واپس تشریف لائے
اور اُن ترمیمون کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ علم ابھی تک ہمارے
خاندان مین باقی ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمعیل نے
لی اور تحریر رشید الدین نے اور تقوی اسحاق نے۔ مولوی محمد اسمعیل نے تمامی درسی کتابین شاہ صاحب
اور مولوی عبدالحی صاحب سے ختم کرلین تھی اور اب اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریائے
ذخار علم کا ہوکر اُسکی موجون مین متحیر کر رہے تھے کہ اس عرصہ مین اُنکی خوبی قسمت سے سید صاحب
سا پیر کامل المکمل اُنکو ملگیا جنکی برکت صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم جسنے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم
آپکے ہم مکتب کلکتہ والہ کو دہریہ بنادیا تھا اُنکے حق مین ایک عمدہ آلہ اشاعت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے
ساتھ ہوگیا یہانتک کہ آپکے مخالفون کو آپکے روبرو بات کرنی دشوار تھی۔ مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اُس
زمانہ مین حاکم اعلی شہر دہلی کے سررشتہ دار اور علم منطق کے پتلے اور فلاطون و سقراط و بقراط کی غلطیون کی
تصحیح کرنے والے تھے مولانا شہید کے سخت مخالف ہوگئے چنانچہ کتاب تقویت الایمان کے اس مسئلہ
پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا پیدا کردینے پر قادر ہے اُنہون نے سخت اعتراض
کیا اور لکھا کہ اللہ تعالی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا دوسرا پیدا کرنے پر ہرگز قادر نہین۔ اسکے جواب مین
مولانا شہید نے ایک فتوی بدلائل عقلی و نقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتوی
شامل کتاب کردیا گیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی سے آپنے مخالفون کا مونہہ بند کیا خلاصہ اُسکے

جواب کا یہ ہے مولانا شہید لکھتے ہین کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہے اور تکوین یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت
ہے سو وجود مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحت قدرت آلہی کے داخل ہے نہ تحت تکوین
کے تا کہ وقوع اُسکا لازم آئے - اور تقویت الایمان کے اس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے
کہ رب العزت جل جلالہ حضر صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے - اور یہ مقصود نہین
ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپنے واسطے
ثبوت قدرت آلہی کے یہ آیت لکھی ہے اَوَ لَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی
اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ ؕ بَلٰی ٭ وَ ہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ترجمہ کیا وہ ذات پاک جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا
اس بات پر قادر نہین ہے کہ مثل اُنکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کرے - ہان وہ ضرور بڑا پیدا کرنے والا
اور جاننے والا ہے - پھر آپنے لکھا ہے کہ اس آیت مین ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنمین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین راجع ہے اور گو اس آیت مین بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے
مثل پر اُسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ؛

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی مین تھا
خود بادشاہ بھی اُنکی خاطر داری کرتے تھے - جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت آلہی
مین لاجواب ہو گئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے
بند کرا دیا گیا تھا لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد مین آپکے وعظ
ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی مگر اُسوقت جامع مسجد کے اندرونی حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمین
صدہا ہندو لوگ بھی دُکانین لگاتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانۂ خدا مین
بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤن کے شامل ہونے کی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور
عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوڑا بادشاہ نے وہ بازار بند کرا دیا - ایک روز ایک جلسۂ وعظ مین ایک
روسیاہ بدبختی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور
پکڑا گیا - سبحان اللہ یہ بھی ہادیان اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ اُنکے قتل کا ارادہ کرین
اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہین مگر اس اقدام مین ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا
والآخرہ کے ہوتے ہین - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی مین سب سے
پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبر سن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کرکے رانڈون کے نکاح کرانے پر کمر باندھی
اور نکاح ثانی کی فضیلتین اور اُسکو عیب سمجھنے کی بُرائیان ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان

کرنی شروع کین کہ ہزار ہا رانڈون کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی مین ہو گئے - ایک معتبر دیرینہ شخص
جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت قریب دس ہزار کے بیکس اور بیبس رانڈین آپکی سعی اور کوشش
سے شوہر والیان ہو گئین اور آپکی بدولت بیوہ زنون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اُٹھ کر سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو گئی - اِسوقت بھی پچاسون آدمی آپکا وعظ سُننے والے دہلی مین موجود
ہین وہ کہتے ہین کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین مین نالہ وزاری سے شور ہو جاتا تھا اور
رونے روتے ہچکیان بندھ کر بیخود ہو جاتے تھے - ایک دولتمند شیعہ نے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار
تھا مولانا شہید کو بُلا کر آپکا وعظ اپنی قوم مین کرایا تھا قریب تین چار سو شیعون کے اُسوقت آپ کے
وعظ مین حاضر تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو ایک
شیعہ بیہوش ہو گیا - بعد اختتام وعظ کے اُنہون نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپنے
منظور نہین فرمایا - ایک روز خانم کے بازار مین قریب تین سو کسبیون کے آپنے جمع کرا کے اُنکو وعظ
سنایا اُس شام کو اُنمین سے اُنتیس ۲۹ کسبیون نے توبہ کر کے نکاح کر لیئے ❊

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب رام پوری کی زبانی تحریر کرتے ہین کہ ایکروز
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے آپ نے
دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتین رتھون اور بہلیون مین سوار ہو کر بلا پردہ کہین کو جا رہی
تھین مولوی صاحب نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون عورتین ہین ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیان
فلانی طریی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہان جا رہی ہین - مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان
ہین اُس شخص نے کہا کہ ہان مسلمان ہین تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہین تو ہماری بہنین
ہین کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہین پوچھیگا کہ استقدر مسلمان عورتین بدکاری اور زناکاری
مین گرفتار تھین اور تم نے اُنکو نصیحت نہین کی اسواسطے اب تو مین اُنکے مکان پر جا کر اُنکو نصیحت
کرونگا آپکے رفیقون نے کہا کہ آپکے وہان تشریف لیجانے سے آپکو بدنام کرینگے کہ کنچن واڑے
مین بھی آپ جانے لگے - آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اس بات کی کچھ پروا نہین جب اللہ اور
رسول کا حکم سُنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سناویگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مؤمنون کا حق برابر ہے
آپنے اوّل اپنے دل سے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیان کاٹکر چیلون کو کھلا دین یا تیرے جسم
کو ہاتھی کے پانو سے باندھکر کھنچوائین کیا تو اُسوقت بھی اللہ ہی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہان
جب تک میرے اندر سانس ہین خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا

جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشون کا سا بھیس بدلکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہان سب
کسبیان جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھین آپ نے وہان جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ اللہ والیو آؤ
اللہ والیو - اُسوقت چند چھوکریون نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا
سنائیگا اور تماشا دکھائیگا وہ سمجھین کہ کوئی تماشا گر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا آپ نے اندر جاکر
بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی بی صاحبہ کہان ہین اُنہون نے کہا کہ اوپر بالاخانے مین مع اپنے مہمانون
کے جشن کر رہی ہین مولانا صاحب اوپر تشریف لیگئے اور دیکھا کہ بڑی بی صاحبہ بڑے تزک اور شان سے
مع اپنے مہمانون کے کرسیون پر بیٹھی ہین چارون طرف شمعدان روشن ہین چونکہ مولانا صاحب ایک
نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی وہ آپکو
پہچان گئین اور اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھکر آپکے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئین اور پوچھا کہ حضرت
آپنے کیونکر تکلیف فرمائی آپنے فرمایا گھبراؤ نہین مین کچھ صدا سُنانے آیا ہون تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی
جگہ مین آرام سے بیٹھ جاؤ - چونکہ اُنکی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئین - مولانا
صاحب نے حمایل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئین پھر آپنے اُن
آیتون کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہان نہ حسن وجوانی
کو قیام ہے اور نہ مال وزندگانی کو یہانکی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے - یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور
فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کندنی
کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے
بیان کیا کہ ساری عورتین ہوش باختہ ہوگئین پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر ونکیر کا سوال اور
وہانکے عذاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی اور ہر طرف سے نالہ
وآہ وگریہ وزاری شروع ہوئی پھر اِسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا
بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکارون کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کئے جاوینگے اور جو
کوئی اس فعل بدکاری کا دنیا مین سبب یا وسیلہ یا موجد ومعاون ہوا ہے وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو
ہوگا - جب بروز قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کی جاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے
ساتھ سینکڑون اور ہزارون زانی وبدکار بھی لائے جائینگے جنکی زناکاری وبدکاری کا تم
باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز وادا نے اُنکو اس آفت مین پھنسایا تھا تو اب خیال
کرو کہ ایسی حالت سے جبکہ سینکڑون اور ہزارون زانی وبدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے

اللہ رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا - یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ کسبیون کی ہچکیاں بندھ گئیں تب آپنے آیۂ توبہ سے اُن خستہ حالون کے دلون کو ٹھنڈا کرنیکو توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اس بیان وعدہ عفو اور شرح غفاری اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلون کو کچھ ہوش آیا - مگر اسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور آخر مین فرمایا کہ جسکا دل جس سے چاہے اُس سے نکاح کرلیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہوجائے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ترجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اُسنے گناہ ہی نہین کیا - جب یہ وعظ ہو رہا تھا اسکی شہرت تمام شہر مین ہوکر ہزارون خلقت اُسکے سُننے کو وہان آکر جمع ہوگئی تھی - راستے بند ہوگئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لدگئے تھے - نتیجہ اس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتین قابل نکاح اُس مجمع مین موجود تھین سبھون نے توبہ کرکے نکاح کرلئے اور جو بوڑھی اور سن رسیدہ نایکا وغیرہ تھین اُنہون نے محنت و مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی +

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیون پر گذری بازار مین کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ جگے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھون مین چوڑیان کڑے اور پانون مین چھڑے اور سُہانا سُرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفننِ طبع مولوی صاحب کے نزدیک آکھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا جب اُسکے دل پر کچھ اثر ہوا تو محو ہو آپ کے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھکر اُسکی طرف متوجہ ہوگئے اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب آخرت کا اس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہین بیٹھے بیٹھے چوڑیان توڑ ڈالین اور زیور نکال کر علیحدہ کردیا اور ہاتھ پیرون سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے واسطے سیڑھیون کے پتھرون پر اُنکو اسقدر رگڑا کہ خون جاری ہوگیا - بعد اختتام وعظ کے تائب ہوکر آپکے خادمون مین داخل ہوگیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور دہلی کا مخنث بمقابلہ سکھان داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا +

ایک دفعہ ایک وعظ مین مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی عبداللہ خان صاحب اور مفتی صدرالدین صاحب وغیرہ

علماء اجل دہلی نے جو آپکے سامعین وعظ تہے دوبارہ اوس رکوع کا بیان ہونے کی درخواست
کی حسب استدعا اون لوگون کے ایک دوسرے جلسہ مین آپنے وہی رکوع پڑہا اور بعد ترجمہ اوس
روز اوس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ مین اس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے
بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر غیر تہا مگر بیان کی خوبی روز اول سے
بڑہ کر تہی - ایک تیسرے وعظ مین ہی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا مگر یہہ
بیان اون پہلے دونو بیانون سے غیر تہا مگر بیان کی خوبی ہر دو روز ماضیہ سے کہین بڑہ چڑہ کر
تہی - آپکے وعظ سے ہزارون بدعتی بلکہ شیعہ اور ہندو وغیرہ ہی کثرت سے ہدایت پایا کرتے
تہے - بہت ہی کم تہا کہ کوئی شخص آپکی زبان ہدایت نشان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان
سن کر شرک اور بدعت سے توبہ نکرے -

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تہا اور یہان تک آپ سے ضد اور عداوت ہوگئی
تہی کہ وہ کہا کرتا تہا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمعیل حرام کہین گے مین اوس چیز کو ضرور حلال کہونگا
ایک روز مولانا نے اوسکی یہہ بیہودہ ہٹ سنکر فرمایا کہ ہم اوسکی ماں بہن کو اوس پر حرام کہتے ہین
بہلا وہ اون کو اپنے اوپر حلال تو کر لیوے - کہتے ہین کہ مولوی فضل حق صاحب نے آپکی کامیابیون
کو دیکہہ کر آخر فرمایا تہا کہ مولوی محمد اسمعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور مین نفس کا شیر ہون - جب عید
کی نماز کے دن آئے تو سب موحدون نے جمع ہوکر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم
امام عیدگاہ بدعتی ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا اچہا نہین ہے کسی دوسری جگہہ نماز عید کا بندوبست
کیا جاوے تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت مین تفرقہ ڈالنے والون پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ مسلمین کے
باعث نہون گے مولوی قاسم ہی ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی شاگرد ہین وہ یہہ
سب باتین محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہین اپنے عقیدے سے نہین کہتے -

مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکہتے تہے گلے مین انگرکہا اور چست پاجامہ سر پر
پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو حمائل کیئے رہتے تہے سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑہنے سے معلوم ہوا
ہوگا کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تہے سید صاحب کے بیسیون
واقعات جنگ مین شاید شاذ و نادر کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمعیل صاحب
ہوکر نہ گئے ہون اور آپکے ساتہ ہمیشہ تائید الٰہی ہوا کرتی تہی کہ کبہی کسی حملہ مین آپ ناکامیاب ہوکر نہین
آئے بعض موقعون پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیون سے آپنے ہزار ہا کفار کا مقابلہ کرکے فتح حاصل کی ہے

ایک سفر مین جب آپ ایک سرائے مین ٹھہرے ہوئے تھے اوس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی
تشریف آوری کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے سرائے مین حاضر ہوئے وہان پہونچکر اون لوگون
نے بجائے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا کہ گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے اپنے گہوڑے کی خدمت
کر رہا ہے اونہون نے اوس سپاہی سے پوچھا کہ میان سپاہی مولوی محمد اسمعیل صاحب کہان
ہین سپاہی نے جواب دیا کہ اون سے آپکا کیا کام ہے اونہون نے کہا کہ زیارت سے مشرف
ہوکر کچھہ مسائل کی تحقیق کرینگے آپنے فرمایا کہ کیا مسائل ہین اونہون نے بڑے بڑے ادق مسائل
جو سوچ کر لائے تھے بیان کئے آپنے گہوڑے پر کہرا کرتے کرتے اون کے ایسے جواب باصواب
دیدیئے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینون مین بہی نہ بن آتے تب وہ لوگ سمجھہ گئے کہ غالباً یہی
شخص مولوی محمد اسمعیل ہے تب اونہون نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکے ساتھہ کچھہ کتابین
نہین ہین آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے مین ہے اول اوس سے سمجھاتا ہون جب کوئی اوس
سے نہین مانتا تو یہہ تلوار جو میرے گلے مین پڑی ہے اوسکا علاج ہے ان دونوکے ہوتے اور
کتابون کی کیا ضرورت ہے مولوی عبدالاحد ابوسعد لکھتے ہین کہ عبداللہ سراج جو بروقت حج کو
تشریف لیجاتے مولانا شہید کے مکہ معظمہ مین شیخ العلما تھے مولانا شہید کے روبرو دوزانو بیٹھہ کر
اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے اور علم مناظرہ اونہون نے مولانا شہید ہی سے سیکھا ہے۔

صدہا مولوی اور علماء کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہوکر
بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید مین آپ سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہہ بحث
رہی آخرکو وہ سب مولوی لاجواب ہوکر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہہ
شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اوس مین غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون
جیت سکتا ہے لیکن باوجود اس فتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمعیل صاحب سے فرمایا
کہ یہہ وقت ترک تقلید کا نہین ہے ہمکو اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اوٹھا کر اپنے
اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہین ہے اس جھگڑے سے جسکی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب مین
ہے ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جاوے گا۔ یہہ بہی اوسوقت کی ایک
روایت ہے کہ جب بہت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیان اور جبے پہن کر مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین مین آئے تو اوسوقت مولانا شہید چکی سے اپنے گہوڑے
کا دانہ دل رہے تھے وہ سارے ولایتی مولوی آپکا یہہ حال دیکھہ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے

لگے کہ ٹہیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے کُتّے ہین -
روایت کرتے ہین کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکہی اوسوقت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دونو زندہ تہے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے
اوس کتاب کو دیکہا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اِس گہر مین ابہی تک محقق
علم حدیث کے موجود ہین - مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے
لوگون کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابین لکہی ہین منجملہ اونکے ایک تقویت الایمان ہے یہہ
کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی مین ایک لاثانی کتاب ہے
اِس کتاب سے اِسوقت تک لاکہون آدمیون نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری
آیندہ نسلین اوس سے ہدایت پاتی رہین گی - ایک شاعر نے اس کتاب کے حق مین کہا ہے ؎
جب پہوچاوے مگر الطاف حق ؎ تقویت الایمان کا لیوے سبق ؎ ہر جز اوسکا ہے ہدایت کا سبق ؎
آسمانی علم کا اظہار ہے ؎ دین ایک مدت سے سوتا تہا پڑا ؎ غازی حق نے دیا دین کو جگا ؎
ورنہ رفتہ رفتہ قبر اولیا ؎ سجدہ گاہِ خلق ہوتی بر ملا ؎ شکر خالق کا ہمین درکار ہے ؎
اب جو اسمٰعیل غازی مولوی ؎ دین کے دریا مراتب مین ولی ؎ جب اونہون نے تقویت الایمان کہی
اوس مین تفریق حق و باطل مین کی ؎ پہر گیا جو شخص نا ہنجار ہے ؎ مومنون کے حق مین تقویت ہے وہ ؎
فاسقون کا باعث لعنت ہے وہ ؎ فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ ؎ قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ ؎
کفر کے حق مین گویا تلوار ہے ؎ تقویت الایمان کا پہلا حصہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے معنون کی تفسیر
مین) مولانا شہید نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر تمام کر دیا تہا اسواسطے اوسکی عبارت بڑی پُر زور
مثل ننگی شمشیر کی ہے جسکی نورانی شعاعون سے مشرکون اور گور پرستون کے دل کباب
ہوتے ہین دوسرا حصہ اس کتاب کا (مشعر تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپکی وفات کے بعد مولوی
محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی پُر زور نہین ہے
اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتہہ سے لکہا جاتا تو عجب گُل کہلتا اور پہر معتقدان سید صاحب
کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نرہتا دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات
مین حقیقت امامت ہے - اس کتاب مین آپنے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کے ساتہہ
بیان کیا ہے اوس کتاب کی تصنیف سے در اصل سید صاحب کے فضائل اور اونکی اطاعت کی خوبیون
اور نافرمانی کے بُرے نتایج کا بیان کرنا مقصود تہا - اوس کتاب کے ہر ہر فقرے مین مشارٌ الیہ

سید صاحب ہین کتاب مذکور مین سید صاحب ہی کی شان مین آپنے لکھا ہے ہر کہ لیکہ در خدمت
گذاری او مصروف نگردید خیالے ست پُر اختلال و ہر علیے کہ در بیان اعظام و اکرام او بکار نیامد
و ہمے ست سراسر باطل و محال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے اس کتاب
مین آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثون کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر موکد
اون سنتون مین سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے رفع یدین کرنے والا ثواب
پاوے گا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نکیجاوے اگرچہ عمر بہر نکرے اور جو عالم احادیث
ثبوت رفع یدین کا ہوکر رفع یدین کرنیوالون پر طعن کرے وہ اون لوگون مین داخل ہے جو مخالفت
کرتے ہین رسول اللہ کی بعد ظاہر ہوجانے ہدایت کے ۔ تنویر العینین کے خاتمے مین آپنے لکھا ہے
کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑہنے مین دونو طرف دلائل قوی ہین لیکن طرفین کی دلائل مین تامل
کرنے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑہنا اولی اور افضل ہے اوسکی ترک سے اور پہر آپنے لکھا
ہے کہ اسیطرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولی اور افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتین بہت آئی
ہین اور صبح کی نماز مین قنوت کا پڑھنا یا نہ پڑہنا دونو مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے
کی روایتین بالجہر کی روایتون سے زیادہ ہین تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑہنا بہتر اور روشن ہے ۔
اور ہاتھہ چہوڑ کر نماز پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا اور ناف کے نیچے یا ناف
کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتہہ رکہنا مساوی جاننا چاہیے کیونکہ دونو طریق اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہین

چوتہی کتاب آپکی دینی تصنیفات مین ایضاح الحق اسم بامسمی ہے پانچوین کتاب حقیقت
نبوت ہے اس کتاب کو جامع نے نہین دیکھا ۔ آپنے ایک فارسی قصیدہ بہی سید صاحب کی شان
مین کہا ہے اوسکی چندبیت بطور تبرک یہان لکھی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے ✣ بیاؤ تہنیت شجرۂ امامت
کُن ✣ کہ بعد گم شدنش بمان چگونہ گشت پدید ✣ ہزار شکر بہ یزدان پاک کز فضلش ✣ ز نور قدسی
غیبش کہ قطرۂ بچکید ✣ ز فیض او بقلوب جمیع اہل یقین ✣ ز چار سو گند آن قطرۂ جذب ولہا ✣
بطرز سنگ کہ معروف شد بہ حدید ✣ بلا ہستہ ہمہ احیار این زمان دانند ✣ کہ زان اوست این
عرصہ منصب تجدید ✣ ہمہ کمال تو موروث ز احمد مرسل ✣ کہ عرق پاک تو اوصاف پاک ازو بکشید ✣
چو نام نامی او بفرعہ تو رسید ✣ فلک بگفت گرفتی زہے سہام حدید ✣ درین زمان توئی جانشین
پیغمبر ✣ خلیفہ خلف وارث وصی رشید ✣ ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بہی آپکی تصنیف ہے

ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے ٭ الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے ٭ کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے ٭ اسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین ٭ وہی سب زبانون کا ہے زیب و زین ٭ ۔ صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر مین آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبت پر ایک بڑی گواہ عادل ہے ۔ اِس کتاب کے دیباچہ مین آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام الٰہی بے حد و بے شمار ہین اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی صحبت بابرکت مین میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک مین حاضر رہنے سے مین نے آپکے کلمات ہدایت آیات گوش کر بہت فائدہ اوٹھایا پس واسطے خیر خواہی مسلمانون کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے اِن فیوض اور برکات مین غائب مسلمان بہی شریک ہو جاوین اور طریقہ اِسکا سوائے تحریر کرنے اون مضامین بلند پرواز کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب مین جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہین ہے جو فائدہ حاضر اوٹہاتا ہے غائب نہین اوٹہا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو جسقدر تہوڑی ملے اوس کو بہی ترک نکرنا چاہیے اسواسطے مین نے کمر ہمت کی چست باندہ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثنا مین کچہہ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبد الحی صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سنکر تحریر کیا تہا مجہکو ملگئے سو اونکو بہی غنیمت جان کر دوسرا اور تیسرا باب اِس کتاب کا اون سے مرتب کر دیا اگرچہ اِن اوراق کی اِس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف مین یہہ بات تہی کہ اِس کتاب کے مضامین بعینہٖ ویسے ہی لکہے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے تہے لیکن آپکا نفس عالی اپنی بدو فطرت مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اِس واسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص مین اِن اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہین صرف اون لفظون سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوتے سمجہنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف سے کرکے اِن مضامین کو لکہا گیا مگر اِسکے ساتہہ ہی جہان تک مین لکہتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپکے سمع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچہہ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اوسمین غلطی ہوئی تہی اوسکی آپنے اصلاح کر دی ۔

اللہ رب العزت کا حمد ہے کہ یہہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر
اہل اسلام ہند کا تہا واقعہ ۲۴ ماہ ذیقعد سنہ ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافرون کو اپنے
ہاتہہ سے تہ تیغ بیدریغ کرکے بالاکوٹ مین شہید ہوا لکہا ہے کہ آپکے گہوڑے سے جدا ہونے
کے پہلے آپکا جسم مبارک گولیون سے چہلنی ہوگیا تہا تاہم آپ نے صدہا کافرون کو داخل جہنم کیا
آپکو ناس سونگنے کا بہت شوق تہا اپنی شہادت سے چند لمحطے پہلے آپنے اپنی ڈبیہ نسوار
کی نکال کر سونگہی اور پہر اوسکو جہاڑ کر پہینک دیا اور فرمایا کہ بس یہہ آخری سونگہتا ہے ناس
کو سونگہہ کر اور لشکر کفار مین گہس کر آپ شہید ہوگئے یہبہی ایک روایت ہے کہ آپکی وفات کے بعد راجہ
شیر سنگہہ خلف مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے جو سکہون کی فوج کا جرنیل تہا آپکی لاش پر دوشالہ
ڈلوا کر بہت عزت سے آپکو دفن کرادیا چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر آپکی بنی ہوئی بالاکوٹ مین
موجود ہے - اور دنیا کے لوگون کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی
قبر پر اب وہان کے لوگ نسوار چڑہا کر منتین اور مرادین آپ سے مانگتے ہین مولوی محمد عمر صاحب
آپکے صاحبزادے تہے سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین وہ بہی لاولد اس جہان سے رحلت کرگئے اور اس
دنیا ناپایدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہے کہ اوس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین جسمین
بیسیون عالم فاضل موجود تہے اب ایک شخص بہی نہین رہا بالکل خاندان بہر کا خاتمہ ہوگیا
انا للہ وانا الیہ راجعون -

مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہہ بزرگ رامپور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر علی
صاحب کے چہوٹے بہائی تہے - سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تہے اور چند بڑے معرکون
مین شریک جنگ بہی رہے ہین - حسب الہام الہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی
کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کردیا تہا اور چونکہ
انکی واپسی حسب مرضی الہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تہی اسواسطے ان دونو بزرگون کے ہاتہہ سے لکہوکہا
خلقت کو فائدہ پہونچا اور دوسرے چند عالم بلا وجہ خود جو جہاد کی سختیون کی برداشت نکرکے بلا اجازت
اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تہے مین اونکی کارروائیون
کو اس مجموعہ مین شامل نہین کرتا لیکن دعا کرتا ہون کہ اللہ رب العزت اونکی تقصیرات کو معاف کرکے

اوس وعید شدید سے بچاوے جسمین حکم ہے لَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنے نہین ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلا حکم امیر کے ایک بالشت بہر جدا ہوکر چلا جاوے مگر جب مریگا تو حرام کی موت مریگا۔

جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندہ ہندمین پہونچے تو آپسمین مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکہن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدرس کو تشریف لیگئے۔ بماہ محرم ۱۲۴۵ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس مین پہونچے۔ اور مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ مین فروکش ہوئے اور اپنی کارروائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سنت کی شروع کی ہزارہا خلقت آپ کے وعظ و نصیحت سے راہ راست پرآئی جب آپکے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ بہی جو ایک بڑے معزز رئیس مدراس سے تہے ایک رات کو دو آدمیون کو ساتھ لیکر مولانا صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ مین تشریف لائے پہر وہ ہمکلام ہوتے کہ نواب صاحب موصوف جنمین مادہ ازلی سعادت کا مکنون تہا آپکے مرید ہوگئے یہہ نواب صاحب بہی مثل دیگر امراہ ہند کے منہیات شرعی اور خصوصا راگ باجے مین غرق تہے۔ ہر وقت آپکی مجلس مین راگ رنگ رہا کرتا تہا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور انگریزی باجون سے بہرا ہوا تہا ایک عملہ باجہ نوازون کا علیحدہ مقرر تہا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپکے دل کی کیفیت بدل گئی بلا فہمایش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجاے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اوسکی برائی آپکے دل میں گہس گئی اوسی رات کو گہر مین پہونچکر باجون کا توڑوانا شروع کیا۔ جب شوقین لوگون کو آپکے ارادہ کی خبر ہوئی تو ہزارون روپیہ دیکر اون عمدہ عمدہ باجون کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب نے بموجب اس قول بزرگون کے۔ آنچہ بر خود مپسندی بہ دیگران مپسند۔ باجون کو فروخت نہین کیا بلکہ توڑوا کر پہینک دیا نواب صاحب کا سارا خاندان معہ زن و بچہ باستثناے والدہ نواب کی مولوی صاحب کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا سن اوس وقت قریب ساٹھہ برس کے تہا شرک و بدعت مین ازسرتاپا غرق تہین اور کاٹ باڑا کی مرغی ہر مہینہ مین نذر چڑہایا کرتی تہین۔ چونکہ یہہ مخدومہ حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تہین اونہون نے اپنے جدامجد حضرت غوث الاعظم کو ایک مرتبہ خواب مین دیکہہ کر عرض کیا تہا کہ مین آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہون اوسوقت حضرت قطب سبحانی نے ایک جوان انکو دکہلا کر کہا تہا کہ انکے ہاتہہ پر بیعت کرنا سو جب کوئی مشایخ اس مخدومہ

کو اپنا مرید بنانا چاہتا تہا یہہ اوسکی صورت دیکہکر اور مطابق اوس حُلیہ ملہمہ کے نپاکر ہمیشہ انکار
کردیا کرتی تہی جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب
واسطے تطبیق حُلیہ کی بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گہر مین بولالئے گئے - یہہ مخدومہ
مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکہکر بول اوٹہی کہ یہہ وہی شکل ہے جو میرے جد امجد
نے مجکو دکہلائی تہی - یہی میرا پیر ہے پس اوسی وقت مولانا صاحب کے ہاتہہ پر بیعت کرلی اور
تمامی رسومات شرک و بدعت کو ترک کرکے موحد متبع سنت بن گئی اب تو نواب صاحب کے گہر
مین ہر مرد و عورت نوکر چاکر دائی دادا کو نماز پنجگانہ پڑہنی پڑی تہوڑے دنون مین برکت بیعت مولانا کے
یہہ گہر جو فسق و فجور سے مملو تہا صالحین اور صالحات کا مسکن ہوگیا - بجاے راگ باجا کے یہان
اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس مُلک مین ترسو نام ایک ہندون کے
دیوتا کی مسلمان بہی پوجا کیا کرتے تہے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہو جاوے مسلمانون
نے گاے کا گوشت کہانا اپنے اوپر حرام کر رکہا تہا مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال
ناقص کو مسلمانون کے دل سے دور کرنیکے واسطے ایک عام جلسہ مین گاے کے گوشت کے کباب پکوا کر
سب حاضرین جلسہ کو کہلاے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اون سے ناخوش ہوجاوے گا
اونکے دل سے دور ہوگیا اوس ملک مین جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بہوت یا ترسو دیوتا کا
ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب و کہلا کر بہیجدیتے تہے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت امیر المومنین سید
احمد غازی تمکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت
یہان سے چلے جاؤ - یہہ پیام توپ و رہکلہ کا حکم رکہتا تہا جن بہوت اِس پیام کو سُن کر فوراً
چلاکر بہاگ جاتے اور پہر اوس طرف رُخ نکرتے -

انہین ایام مین ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
مین آپکے ہاتہہ پر بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تین باتون کی پروانگی مانگتا ہون آپ نے پوچہا کہ
وہ تین باتین کیا ہین عرض کیا کہ مین کٹپتلیان نچایا کرتا ہون اور ترسو کی پوجا عورتون سے
کرایا کرتا ہون اور شراب پینے کا عادی ہون یہی تین باتین جنکو مین ترک کرنا نہین سکتا مولانا نے
فرمایا بڑے میان بیعت تو کرلو اوسی وقت اوس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتہہ پہیلایا
آپنے اوسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کئی بار کلمہ پڑہوایا اور سخت توبہ کرائی اوسکے بعد الفاظ
بیعت کے اوسکے موہنہ سے کہلائے اور پہر دعا کے واسطے اپنے ہاتہہ اوٹہاے آپ بہت گڑگڑا کر

اُسکے واسطے بہ آوازِ بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہو ئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہو گئے
پیرمرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت مین وہ بیچارا ہٹیلیون کا جلا دیتا ہون
اور ترسو کی پوجا کرا نے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا۔ اُسوقت مولوی صاحب
نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک مریدان خاص سید صاحب سے آپکے ساتھ تھے فرمایا کہ
آپ بڑے میان کو لیجا کر گرم توجہ دو اُنہون نے اُسکو لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ مین بڈھا بیہوش
ہو گیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور مین حاضر ہو کر شکر یہ حصول
اس نعمتِ دارین کا کرنے لگا۔ ایک روز ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک
پہلوان آدمی اور بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوئے
مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کر کے حضرت کے
سامنے بیٹھ گیا اور بہ آوازِ بلند بڑے کڑا کے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیر المومنین
کو مولا مشکل کشا نہین کہتے مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہہ
لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تب مولوی صاحب
نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہین اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے
پر ہے اس سوال کو سُنکر وہ گھبرا گیا اور ہوش باختہ سا ہو کر بولا کہ لفظِ کشا تو فارسی اور لفظِ مشکل
عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کرو کہ عربی لفظ مین فارسی ترکیب کے ساتھ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی مین دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ غالی
شیعہ بغلین جھانکنے لگا اور لاجواب ہو کر چلا گیا۔ کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی
تمکو شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوا ے اُسکے اور کوئی بشر واقف
نہ تھا یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل مین کچھ جگہ ہوئی۔ اس عرصے مین کھانے
کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے
اپنے ہاتھ سے ایک مُٹھی بھر چاول اُسکی رکابی مین رکھ دیے اُسوقت خداوند تعالی نے اُن
مٹھی بھر چاولون مین ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیرون چاول اُڑا جاتا تھا اُس
مٹھی بھر سے سیر ہو گیا تب تو اُسنے ہاتھ دھو کر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدۂ رفض سے

تائب ہوکر تمامی زر وزیور اُسوقت نکالکر پھینکدیا اور تا دم زیست نہایت متقی اور پرہیزگار رہکر خاتمہ بخیر کے ساتھ اس دنیا سے گیا ۔

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت مین رہا کرتے تھے ۔ ایک رات کو اس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہین ہین اور اُس حجرے کی جسمین یہ دونو آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر بیٹھے ہوئے غسل کر رہے ہین ۔ جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لائے تو اُس صاحبزادے نے جرأت کرکے پوچھا کہ اندر کی زنجیر برابر بند رہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لیگئے اُسوقت آپ نے تبسم کرکے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندون کو کوئی چیز نہین روک سکتی مگر تم اسکا چرچا نکرنا ۔

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندہ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رُشد کے مدت دراز سے ایک مرشدِ کامل کی تلاش تھی ۔ ماہ محرم مین ایک روز اس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجدِ والاجاہی مین شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہین اور جملہ حاضرین دھاڑ مین مار مار کر رو رہے ہین اس شخص کو تعجب ہوا اور اس نالہ زاری کا تماشا دیکھنے کو مع چند آدمیون کے اُس مسجد مین گیا ۔ مولوی صاحب کے دلِ پُردرد کی تاثیر ساری مسجد مین چھائی ہوئی تھی چونکہ مسجد بہت لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیون پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوئے ابھی مولانا کے بیان کی آواز انکے کان مین نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر انپر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے اس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب کے ساتھ ہوگیا مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہین تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُنکا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہون نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہون کہ اُس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا ۔ تب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کرلو ۔ یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اُس مصری کے موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سنکر خان صاحب

اور بھی معتقد ہو گئے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا
کے ہو گئے اور اپنے سارے کُنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا دی +

راجہ ٹیکم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے
کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد نواب والاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایون محل
مین مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اس وعظ مین حاضر ہوا اور اس خیال سے
کہ کہین وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جاے لوگون نے اُسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے
کا موقع نہ رہے - القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبخت ازلی تھا بھاگنے کا
موقع نہ پاکر شال سے اپنے کان بند کر لئے - لوگون نے اُسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو
مولانا کا وعظ سُننے کے مُدت سے مشتاق تھے اب آپنے کان کیون بند کر لئے اُسنے جواب
دیا کہ کلمات اِس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوے جاتے ہین اور دل طرف اسلام
کے مایل ہوا جاتا ہے اسواسطے مینے کان بند کر لیے ہین کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قایم رہے
اس وعظ مین حضرت مولانا صاحب نے صاحبخانہ یعنی نواب والاجاہ کو بھی مواخذۂ آخرت سے
بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ
مین اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کرائی تھین مگر افسوس ہے کہ آخرت کے
بڑے لمبے سفر کے واسطے جہان سواے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب
امیدین منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہین کی - بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہان اُنکا کون
رفیق و ہمدرد ہوگا - وہان اُنکے لیئے ڈیرے اور خیمے کس کے اہتمام سے کھڑے کیئے جاوینگے
وہان شمعدان اور قندیلین کہان سے آوینگی اور سواے ٹکڑے کفن کے وہان کوئی لباس
گرمی اور سردی کا اُنکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کروفر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڑھے گور مین
بے توشک اور تکیہ کے بیکسون کی مانند سونا ہوگا وہان سواے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور
سبب روشنی کا نہوگا اور منکر و نکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہوگا - اِس
بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہان کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت
نفسی نفسی (آپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے مین آہ و زاری کا شور مچگیا
اور روتے روتے لوگون کی ہچکیان بندھ گئین +

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دلمین یہ ارادہ کرکے کہ آج کچھ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سُنیں گے غیر وقت مین مولانا کے قیلولہ کی پالکی مین سوار ہوکر
مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے - مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے مین قیلولہ کر رہے
تھے مگر بمجرد تپہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفۂ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ
اللہ علیہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے
نواب صاحب موصوف کو سُنانے لگے - پھر ایک اور دن بہی نواب محفوظ علیخان صاحب مولوی
صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے اُسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئنہ رکھا ہوا تھا
اُس آئنہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل مین آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئنہ مجھکو دیوین تو اُس
سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کرون - جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر
پالکی مین سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آئنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا - غرض اس قسم
کی صدہا کرامتین اس سے پہلے سفر مین مولوی صاحب سے ظاہر ہوئین اور ہدایت کا تو یہ حال
تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف و جوانب کی دین توحید پر قایم ہوگئی مسلمانون
کے متقی اور پرہیزگار ہوجانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہان بھی شراب کی دوکانون پر آفت
آئی شراب بکنا بند ہوگیا یہانتک کہ مدراس کے کلالون نے سرکار مین اس مضمون کی عرضی
پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہین کر سکتے اس شہر مین ہندوستان سے
ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُسنے تمام مسلمان خریدارون کو سیندھی اور شراب نوشی سے
منع کر دیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا - بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے
پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالون کا استغاثہ بالکل صحیح ہے +

اُنہین ایام مین کسبیون اور طوائفون نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار مین
عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار مین اس نو وارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑ گیا
ہے سرکار مین ہماری جسقدر باقیات ہین وہ مرحمت ہو جائین تاکہ اُس سے ہمارے روزمرہ کا
خرچ تو چلے - جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف و جوانب
مین ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعۂ بالاکوٹ کے شہر مدراس مین بہت
سے خلیفے مقرر کرکے جہاز مین سوار ہوکر براہ کلکتہ پھر رام پور اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے
مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپکے ہمراہ رکاب رام پور تک آئے تھے راہ مین بھی اشاعت
دین حق کی اور کرامتین آپ سے ظاہر و ہویدا ہوئین +

چار پانچ برس آپنے امامت کرکے پھر ۱۲۸۱ھ ہجری مین بہ ارادۂ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ مین پہنچے - آپ ابھی جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو روانہ ہونے تھے کہ شہر مدراس مین آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدہ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسی وطن آپکے ہمراہ رام پور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت ممدوح لکھکر بسواری جہاز کلکتہ کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ اُس جہاز پر حضور تشریف لاوین تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا - اُس خط مین آپکو تکلیف دہی کا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوئے اُسکی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہان کچھ اولاد نہین ہوئی آپ یہان تشریف لاکر اُسکی اولاد کے واسطے خدا تعالی سے دعا کرین - اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اور خلیفون نے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی کے تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے - جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ کو روانہ ہو جائینگے - غرض کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے - ہزارہا خلقت اُس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ پر گئی تھی جہاز سے اُترکر متیال پیٹ کے محلے مین ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپنے نزول اجلال فرمایا - بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ مین تشریف لائے تو قریب دو سو آدمیون کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے - پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات نصیحت آمیز سُناتے رہے - اِس عرصے مین سحری کا وقت ہوگیا دسترخوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقون مین ڈالکر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت اُنھین اللہ تعالی نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولون سے دو سو آدمی سیر ہوگئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا - بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دعا سے دو ماہ کے بعد بماہ ذیقعدہ بفضل الٰہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہوکر فوت ہوئی - اِس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی بیدین نے اُسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھکر از راہ تصنع بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب - اُسکے جواب مین صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم السلام علیک کہو وہ شخص یہہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ ہوگیا کہ جنکے
بچون کی ایسی توحید ہے تو پھر بڑون کا کیا کہنا ہے۔

شہر مدراس مین آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانون اور خصوصاً
پیرزادون وغیرہ سے جنکی روزی مین توحید اور اتباع سنت کے پھیلنے سے خلل پڑتا ہے بڑا بلوہ
کیا مگر مولوی صاحب نے سواے صبر اور تحمل کے اور کچھہ نکیا بلکہ بلوائیون کے واسطے یہہ دعا
کیا کرتے تھے کہ اے خداوند تعالے تو نے مجکو بہت نعمتین بخشی ہین بعض مسلمان بھائی اون نعمتون
پر حسد کرتے ہین سو تو اونکو بھی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتون سے سرفراز کر تاکہ اونکا حسد دفع ہووے
ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زنانے مین آیا جایا کرتی تھی آپکو زہر بھی دینا چاہا تھا مگر
وہ زہر آمیز کھانا آپکی ایک لڑائی کے کھانے مین آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہکر بفضل الٰہی پھر اچھی
ہوگئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہہ تعدی بلوائیون کی دیکھکر اونکے واسطے بددعا کرنا چاہا تھا لیکن
مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جد امجد حسن مجتبی کو زہر دیا گیا تھا تو اونھون نے
یہانتک صبر کیا تھا کہ زہر دینے والون سے انتقام بھی نہین لیا تھا۔ نواب صاحب مدراس بھی
جنکی بہو کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تھی باغواے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن
ہوگئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ گیارہ سو روپیہ ماہوار اسی عداوت
سے نواب صاحب نے بند کردی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہوجانے کی پرواہ نکی
اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے بہو بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس
کی بہو تھی زیادتی کی گئی کہ کسیطرح اپنے عقیدہ توحید سے پھر کر حسب رواج قدیم مشرک ہو جاوے
مگر اوس بہادر عورت جوانمرد باپکی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو مین آپکی بیوی اور تابع
فرمان ہون مگر پاداش اعمال اور معاملہ گور اور موخذہ آخرت ہر ایک سے علحدہ علحدہ ہوگا اس
واسطے مین آپکے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہین ہوسکتی اس جواب باصواب کو سُن کر
نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا کمانڈر انچیف کا ایک خانسامان جو آپ کا مرید تھا حسب ایماء
کمانڈر انچیف صاحب کی ایک عرضی لکھوا کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر
آپنے دستخط نہین کئے بلکہ اوس عرضی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالکرو
آخر مخالفون نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے مین یہہ سمجھایا کہ
مولوی صاحب کے مدراس مین زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اونکو گزند

پہنچاے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پولس نے وہی کارروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پھر واپس پہنچگئے - یہ واپسی اخیر ۱۲۵۲ ہجری مین ہوئی ۱۲۶۹ تک آپ اسی کام ترویج ہدایت مین مصروف رہے اور ۱۲۶۹ ہجری مین معرکۂ بالاکوٹ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہیِ آخرت ہوے اور مولانا شہید سے جا ملے +

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن ملّا محمد سعید بن قاضی احمد اللہ بن ملّا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن ملّا غلام رسول بن جناب مولانا فخر العلما صوفیِ زمان زاہدِ دوران مخدومِ جہان ملّا شکر اللہ اُستاد و مرشد شاہزادۂ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہِ دہلی - آپکا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم احمد یحیی مُنیری رح تک پہنچتا ہے جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہین + آپ ۱۲۰۵ ہجری مین پیدا ہوے - جب حسبِ معمول شرفاءِ ہند آپکو چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبون مین سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے - سات برس کی عمر مین آپکو یہ لیاقت ہوگئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی تشفی نہوتی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا - بارہ برس کی عمر مین آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کر لی - اُسوقت آپکے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے اُستاد تھے سپرد کیا - پندرہ برس کی عمر مین آپکی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن لعبنہ پھلوری ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہوگئی تھی - یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی - شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس مین مصروف رہے یہانتک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہان مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت مین پڑھنا شروع کیا - قریب چار سال کے آپ انکی صحبت مین رہے اُسی اثناء مین حضرت سید احمد صاحب رونق افروز لکھنؤ ہوے اور ہزارہا عالم اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے - مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپکی خدمت مین بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین تنہائی مین ملاقات کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ سمجھے ہوے تھے کہ مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب کو پیر میان بنا رکھا ہے جب تخلیہ مین

ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہو جاویگی سید صاحب نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو
منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی
ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت مین وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اُسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے ان
دونو عالمون اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہان موجود نہ تھا مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد
مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً
لِّلْعَالَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سید صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس وضاحت کے
ساتھ بیان فرمایا کہ ان دونو مولویون کی روتے روتے ڈاڑھیان تر ہوگئین بعد ختم ہونے بیان کے انہون نے
ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُسی دن سے مولوی ولایت علی
صاحب کا رنگ بدلگیا جب سید صاحب بارادہ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی
صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون اور عزیزون کو
لکھکر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپسے بیعت حاصل کرلو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہین ملیگا۔
چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپکے والد ماجد اور جناب **شاہ محمد حسین** صاحب سید صاحب سے جاکر
ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہو سکے۔ جب مولوی
ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نکرنیکا حال آپکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور
ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ مین مشاہدہ کی تھی آپنے لوگون سے بیان کی تب ہر ایک کو
بدرجۂ نہایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہان قایم کر کے
وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب بھی حج کر کے واپس تشریف لے آئے اور
دوبارہ پٹنہ مین رونق افروز ہوئے شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی
پیشوائی کو تشریف لے گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلہ کے دعوت
کر کے آپکو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتون اور بچون کے آپکے ہاتھ پر بیعت
کرادی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کر کے آپکو اپنے مکان
پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی سید صاحب نے شاہ صاحب کو
خلافت عطا کر کے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب ولد مولوی
احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا اُسی مجلس مین مولوی احمد اللہ صاحب
کا نکاح صبیۂ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن

کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ
تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب
کے ہو گئے اور اس دنیائے ناپائیدار اور اُسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی
صاحب زوج خواہر عینی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمر الدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی
ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے ؛

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوئے اوائل عمر میں بڑے
بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا سا تھا کاکلیں تاحد پشت پر پڑی ہوئیں اونچی چولی
کا انگرکھہ مغرق بہ زر اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوئے پہنا کرتے تھے - آپکے نانا
رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبۂ بہار کے تھے بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے - مولوی ولایت علی
صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ ریشمیں یا زریں لباس یا ڈھاکے کی جامدانی
اور تن زیب کا جوڑا انکے زیب تن رہتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیاں
اور چھلے ہاتھوں میں پڑے رہتے تھے - لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر انکا
حال بدلگیا عین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت میں بھرتی تھے
اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت میں انکو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا مگر
مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزۂ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے
تھے - اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حب ایمانی سے مخمور ہوکر جنگل سے لکڑیاں
کاٹکر اور اپنے سر پر رکھکر لایا کرتے تھے - کھانا اپنے ہاتھوں سے پکاتے - مٹی گارے کا کام اپنے
ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں
جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے - انہیں ایام میں جب آپ تحصیل حب ایمانی میں بمقام
بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت
میں رہتا تھا چار سو روپئے نقد اور دس یا پندرہ جوڑے عمدہ کپڑوں کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری
دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا - جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اُسنے قافلہ
میں جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں - لوگوں نے بتایا کہ دریا
کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کر رہے ہیں وہ نوکر دریا کے کنارہ پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی
کے کام میں لگے ہوئے تھے انہیں میں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند لگا ہوا باندھے ہوئے

اور لشکار سے مین لنگھڑتے ہوے اپنا کام کر رہے تھے ان ایام مین آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس
قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپکا خدمتگار تھا آپکو نہین پہچانا - خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا
کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپنے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے اُسنے
بہت غصے ہوکر کہا کہ مین تمکو نہین ڈھونڈھتا ہون اُن ولایت علی کو ڈھونڈھتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب
عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہین آپنے فرمایا کہ
بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی زیادہ خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے
ہو جب آپنے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ اور طرف
گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص
ہے جنسے تم دریا کنارہ پہ بات کر آئے ہو تب وہ دوبارا آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہوکر آپکے
قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اُسنے
وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کئے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑون کو پہنیئے اور روپون
کو اپنے خرچ مین لائیے - کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت سیرت ہو رہی ہے
اسلیئے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کرکے اُسنے زار زار رونا شروع کیا - آپنے اُسکی تسلی کر کے
اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوے آئے تھے ویسے کے ویسے
ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوے اور اُن سب کو آپکے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے
اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے - تین چار روز تک وہ نوکر وہان رہکر اسبات
کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کر کے میرے پژمردہ دلکو خوش کرینگے لیکن
اُسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو
رخصت کردیا - اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی جسکے سُننے سے صاحبدلون کو سرور اور بیخبرون کو
رنج ہوا - ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی - دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند +

اس کیفیت کو سنکر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے
بیٹے کے خود بریلی مین پہنچے اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت مین رہکر فیضیاب ہوے +
اسوقت واسطے جہاد اور مقابلۂ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان مین نفیر عام ہوگئی تھی اور سید
صاحب مع جملہ مجاہدین ملک یاغستان کو کوچ کرنیوالے تھے اسواسطے سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبرسنی اور
مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغرسنی پٹنہ کو واپس کیا اور اُنکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دونو حقیقی بھائیون اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت دارون کے ہمراہ رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے - جب خراسان مین پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع ہوا تو اُسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیرون مین ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس مع مراسلون کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل مین پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراءِ کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے ایک عمدہ شاہی مکان آپکے رہنے کے واسطے مقرر کر دیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل مین رہے روزانہ وعظ و نصیحت توحید اور اتباع سُنّت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھون نے جو جو ظلم مسلمان رعایائے پنجاب پر کئے تھے اُنکو خوب واضح کر کے سُنایا اور حمیّت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک روز اثنائے وعظ مین بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی مین دربارۂ ردِّ شرک آپنے بنا کر پڑھ دیا اس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا - چند ابیات اُس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہین ؎ فرمود رسول آشکارا + من نیز بادم شمارا هرگز نہ عبادتم نمائی + نہ غوث و قطب نہ انبیارا + من مشکل خود نمی کشایم + بہ غیر مرا کجاست یارا + طاقت نبود سوائے ایزد - درویش و فقیر و اولیارا + کار پاکان دعاست لیکن + تبدیل نمی کند قضارا + جز حق نبود کہ دست گیرد + مسکین و غریب و بینوارا + مخصوص بحق بود عبادت + با بندہ بس ست یک مدارا + غیر از در شاہ بندہ پرور + پیش کہ بری التجارا + ہم درد تو دادۂ خدایا + ہم از تو طلب کنم دوارا + تو مشکل دشمنان کشائی تا چند گدا ری آشنارا + جز ذات خدا بہ پیش دیگر + ہرگز نہ برید پا جرارا + تو بندۂ بندگان چرائی - بگذاشتی در خدارا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب ست غلام باوفارا + ہر کس کہ شریک با خدا کرد + در دوزخ و نار ساخت جارا + از شرک گریز صد منازل + دوزخ دایم مکن گوارا + فرمود خدا کہ مُردہ و کر + نشنید کسے ز کس ندارا + فریاد کنید آن خدارا + کان مے شنود ز تو دعارا + تابوت و نشان و قبر سبزہ + این جملہ مثل سنگ خارا + در قبر بود سُوال اعمال + پرسند نہ حالِ کربلارا + عالم بہ نماز و روزہ مغرور + شرک و کفرش گرفت پارا + مشرک شدہ زاہد و مشائخ + گیرند برائے نذر یارا + صد حیف کہ عالمان این دہر + کردند شعار خود دغارا + قرآن و حدیث را بپوشند + تبدیل کنند مدعارا + اے مؤمن پاک اے مسلمان - گر خواستی رہ رضارا + قرآن و حدیث را بسبند + بگذار کلام ما سوارا + جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُسوقت سید صاحب

کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکون مین بھی کوئی ہادی بھیجکر دینِ حق کی ترویج کرانی چاہئے سواس کام
کے واسطے مولوی محمد علی برادر خورد مولوی سید علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہوچکا ہے اور
مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کئے گئے - ان دونو بزرگون کو اپنا خلیفہ کرکے
بغرض ترویج دینِ حق بملک دکن آپنے روانہ کردیا - یہ دونو بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے انکو ہرگز
سید صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انہون نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی چاہی
لیکن سید صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے
اُٹھاتے ہین (جس فقرے کے غالبًا یہ معنی ہین کہ اس تخم سے بہت پودے پیدا ہوکر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا
آخر کو یہ دونو بزرگ بچشمِ گریان و دلِ بریان بجا آوریِ حکمِ مرشد کو فرض اور ضروری سمجھکر وہان سے ہندوستان
کو واپس ہوے - ہندوستان مین پہنچکر ان دونو بزرگون نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب
روانہ مدراس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدرآباد دکن اور
بمبئی کی طرف رہگیر ہوے - مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کین اُنکا ذکر تو اوپر ہوچکا اور
مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اول حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت
شروع کی - اس شہر کے ہر گلی کوچہ مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوا - نواب مبارز الدولہ برادرِ حقیقی نواب
ناصر الدولہ والی حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے
آپکے پاس روانہ کئے - جب وہ عالم آپکی مجلس مین حاضر ہوے اور چند سوالون کا جواب باصواب پایا تو
وہ لوگ وہین آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیون کو جاکر بیان کیا - نواب
صاحب نے اور دو عالم جو اُنکے دربار مین نہایت معزز اور علم و فضل مین یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی
زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت مین روانہ کیا یہ دوسرے مولوی بھی آپ سے
ہمکلام ہوکر فورًا بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیون کو بیان کیا اُسوقت نواب
صاحب کو بڑا شوق ہوا فورًا آپکی دعوت کرکے آپکو مکان مین بلایا اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا
آپ سے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا - پھر آپکا وعظ سُنا اور بیعت سے مشرف ہوگیا - بڑے حضرت
نے نواب صاحب کو پابندیِ شریعت اور ترکِ منکرات کی نہایت تاکید کی - اس روز سے نواب صاحب
کا بھی رنگ بدلگیا - نواب صاحب کے گھر مین دو درجن سے زیادہ بی بیان تھین اُنہون نے اُسیوقت چار
بیویون کو اپنے نکاح مین رکھکر باقیون کو طلاق دیکر اپنے مصاحبون سے شادی کرادی اور تمامی منہیاتِ
شرعی کو اپنے دربار سے دور کرکے مثل متقیون اور پرہیزگارون کے رہنے لگا +

بڑے حضرت حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورسیر کرتے رہے اور اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکی بیعت
سے مشرف ہوے حیدرآباد مین بڑے حضرت نے ایک رئیس سید و حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ
حیدرآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان بڑے حضرت کے ۱۲۳۲ھ ہجری مین پیدا ہوے - اُسکے
بعد بڑے حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے - آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ یاغستان مین معرکہ
بالاکوٹ مین جہاد کا کام تتر بتر ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی - اُدھر عظیم آباد مین
مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپنے وہان سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی
اور اثنائے راہ مین جبل پور اور برہان پور اور نرسنگھ پور و کندولی و سیونی وغیرہ کی دورسیر کرتے ہوے دو
برس کے عرصہ مین مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پر پہنچے - عظیم آباد مین پہنچکر رحمت اللہ نام پسر
دویم آپکے پیدا ہوے - آپنے عظیم آباد مین پہنچکر وعظ رد شرک و کفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزون
کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے پژمردگی ہوگئی تھی اُنکو بھی آپنے کلمات طیبات سے تر و تازہ کیا پھر
سبھون نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی - مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ
معاش واقع لبنا پٹھکولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری مین حیران پریشان ہوے پھرتے تھے اُنکو
اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید
صاحب کو جو آپکے ماموں ہوتے تھے محلہ ننمو ہیہ کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید
کی اور دورسیر چھپرہ و مظفر پور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب فخرالدولہ کی مسجد
مین جمعہ قایم کیا کہ ہر جمعہ کو وہان تشریف لیجاکر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد مین
رہے اِس عرصہ مین ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا - بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال مین
دورہ کرکے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ مین
پہنچے - بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن کو روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف ملک
یمن اور نجد و عسیر و مسقط و حضرموت و سواکن و مخا و ہدیدہ مین دورسیر کرتے رہے اور قاضی علی
شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُنسے لی اور مثل دُرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابین اُنکی تصنیف
سے اُنسے لین اسی دورسیر مین آپکا پسر دویم رحمت اللہ نام کا انتقال ہوگیا اور اُسکا نعم البدل
مولوی ہدایت اللہ پسر سویم بمقام ہدیدہ آپکے ہان پیدا ہوے جب بعد چند سال آپ ملک عرب
سے مراجعت کرکے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبدالرحمن پسر چہارمی آپکے یہان تولد ہوا - کلکتہ سے چلکر
ملک بنگالہ کی دورسیر کرتے ہوے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک

بنگال مین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے۔ عظیم آباد مین پہنچکر مولوی عنایت علی کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ
وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین
مصروف ہوے۔ انہین دنون کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عیدو صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن
محلہ دیوان گوڑ ہٹہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سُننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد مین تشریف لائے اور
آپکا وعظ سُنا بمجرد وعظ سننے کے حکیم عیدو صاحب کا رنگ بدلگیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ
پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریبخانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رونق دیکر باحضر تناول
فرمائین۔ آپنے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیون کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ
سمجھ کر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیون کے تشریف لائین۔ خیر حکیم صاحب
رخصت ہوکر اپنے گھر چلے گئے اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیون کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا
ادھر مولوی صاحب مع تین سَو آدمیون کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر
پہنچے۔ حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیون کو دیکھا تو رنگ فق ہوگیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر دلمین کہنے
لگے کہ اسوقت اتنے آدمیونکا کھانا کسطرح تیار ہوسکیگا۔ بڑے حضرت نے اُنکے چہرے کا رنگ دیکھکر
فراست سے معلوم کرلیا کہ انپر کوئی مشکل پڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ مین بُلا کر حال پوچھا حکیم صاحب نے
کل کیفیت عرض کردی تب بڑے حضرت نے اُنکی بہت تسلی تشفی کی اور کہا گھبراؤ مت ذرا وہ کھانا
مجھکو دکھلاؤ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ مین گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر کے
فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہوگیا تو آپنے ایک بڑی چادر
منگا کر اُسپر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرما کر اپنا پس خوردہ اُسمین ملا
ڈالدیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے
نکالکر لوگون کو کھلانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپکے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ
تھے سب نے سیر ہوکر کھالیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم یہ کرامت بڑے حضرت کی دیکھکر بڑے
معتقد ہوے اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہین۔ انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدرآبادی
اور اُنکے بھائی ناصر الدولہ مین ان بن ہوکر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہوگئے
اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد
پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے اُنکو بہت خاطرداری سے اپنے مکان مین رکھا اور پھر ہر ایک کو
خلعت خلافت کا عطا کرکے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کردیا۔ انہین دنون مین مولوی

احمداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے
آپکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی
کا انتقال ہوگیا - اس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمداللہ صاحب بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب
معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہو چکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کردیا - یہ سب سے پہلا
نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور
اُسکے اطراف مین ہوا - اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس سُنّت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارون
بیوون کے نکاح کرا دیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن
صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی
ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے
بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے
صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ
مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین
مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کرکے
آپنے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کرلی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ
کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا
تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُنسے نہ
لاسکا تو اول اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی
نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا ہین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات
مذہبی ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ
سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے اُنکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک
مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تازیست تیری رعایا ہوکر رہی
مین رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے اِن شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہوکر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کرکے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ہے
اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لمھزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنہون نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کرکے ترغیب وتحریص اُس ملک کے لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کرکے ایک روز مقررہ مین
سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرادیا اُس روز جابجا اپکے عمال اور اہالیان پولیس قتل کیے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہوگیا تب مولوی صاحبون
نے اُس ملک کو ترک کرکے سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی اُنہون نے خوشی سے اِس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرار نامہ لکھکر بھیجدیا کہ بامن وامان آپکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات مین جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلون کے جو انکی نوکری مین تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری مین پہنچے تو فوج انگریزی نے اُنکا محاصرہ کرلیا اور وہ افسران فوج جنہون نے
بامن وامان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہوگئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کردیا کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نہ تھا کیونکہ اُنہون نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہین کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہین ہے اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسرون نے اِنکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کردیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جاکر مقیم ہوگئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیون کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبون کا استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور ہمدردی ان حضرات کی کر کے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکی قیمت سے روہیلون کی بقایا تنخواہ دیکر اُنکو برخاست کر دین - اُسوقت صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبون کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اوّل صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا استقبال کیا اور اندر لیجا کر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہان سے آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ و نصائح اور مراقبہ مشاہدہ مین مصروف ہو گئے - بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجّہ دیتے اور نو آموز لوگ واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر بیٹھتے اُسوقت صدہا مرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دو سیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنا مین مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہو گیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدّت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا -

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان مین تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا- اُس روز تمام اہل برادری اور مرید جمع ہوے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی- اِس نکاح مین دو سنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی- دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بروز نکاح وہان موجود نہ تھے ہمدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال مین تھے یہان اُنکی طرف سے نیابتہً بڑے حضرت نے ایجاب قبول کیا اور جیسیکہ نجاشی بادشاہ حبش نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضا کا نکاح ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کر کے اُنکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کرا کے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کر دیا ؀

انہین دنون مین جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر مین برکت بڑے حضرت کے شروع ہوا تو فرقہ مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیجکر واسطے مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بُلایا اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو مین اہل حدیث کو مغلوب کر دوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے- مولوی محمد فصیح حسب الطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوے- مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلما مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع کیا مگر اُنہون نے نمانا- آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیون کی دعوت کی اور بہت سے علما اور فضلا اور خاص و عام شہر کے بھی جمع ہوے- جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان مین پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام مین گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ نخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے- مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے مین لیجا کر بڑے حضرت نے بحاضری چند خاص لوگون کے اُن سے فرمایا کہ مین حنفی المذہب ہون اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہین ہوتا بموجب قول امام علیہ الرحمۃ- اُترکوا قولی بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ مین ترک کر دو) یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سنت ہین اور انکا سُنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے- جب یہانتک بڑے حضرت فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے

اسیوقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخرالدین الہ آبادی وغیرہ وغیرہ
پیش ہوئین بعد ملاحظہ اُن کتابون کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب
حق پر ہین اور ترجیح بالدلیل پاکر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے
خارج نہین ہوتا - جب تخلیہ مین یہ بات طے ہوچکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد فصیح صاحب
کے مجمع عام مین تشریف لائے وہان مولوی محمد فصیح صاحب نے باوازِ بلند پکارکر فرمایا کہ یہ لوگ
حق پر ہین جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونو ایک
ہین اُسیوقت جلسہ برخاست ہوگیا - جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان
سے رخصت ہوکر محلہ لودی کٹرہ اپنے جاے قیام پر تشریف لیگئے تو اُنکے مریدون نے اور خاصکر
اُن لوگون نے جنہون نے اُنکو دو ہزار روپیہ دینے کرکے بُلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپنے
ہنسی کرادی اور پھر اُنکو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہوگئے اور اُن لوگون نے یہ
چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ مین بحث نہو ہمارے سامنے جلسۂ عام مین گفتگو ہو اور مولوی واعظ الحق
صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسدفعہ انکی تائید کے واسطے مقرر ہوے - آخر مولوی محمد فصیح صاحب
مع معاونین بہ ارادۂ بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لاے اور از سرنو
جلسۂ عام مین بحث شروع ہوئی - بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو اُنکے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرکے آپ وہان سے علیحدہ ہوگئے - مناظرہ شروع ہوا مولوی یحییٰ علی صاحب اور حکیم ارادت حسین
صاحب کتابین کھول کھول کر مقامات مبحوث عنہ دکھلانے لگے الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے
مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوے اُسوقت اُنکو کہا گیا کہ اپکا زبانی
اعتراف اور اقرار معتبر نہین ہے اس اقرار کو ضبط تحریر مین لانا چاہیئے چنانچہ وہ کل مباحث
بطور مختصر اُسی وقت لکھے گئے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث
صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرے تو وہ اپنے امام کی تقلید
سے خارج نہین ہوتا - اُسی مجمع مین مولوی محمد فصیح صاحب نے اُس کاغذ پر مُہر کردی ہرچند مولوی
واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کرکے اُنکو مہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح
صاحب ایسے پیچ مین پھنسے تھے کہ سواے مہر کرنے کے اُنکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی ؛

اس قیام شہر پٹنہ مین بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہانکے شرفون
مین دستور تھا کہ جب کہ زوجۂ اول زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کے واسطے

واسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا - اس رسم خلافِ سنت کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرا دی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھین - دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجۂ اول کے حکیم امداد حسین صاحب سے کرادی - یہ دونو شادیان بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئین اور تمام برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اٹھوا دیا +

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا - اس ملک ہندوستان مین واپس آنیکا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دو پہر دن کو اور راتون کو زیر آسمان کھڑے ہو کر اور سجدے مین سر رکھکر نہایت بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعائین کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے ؎ اب کے مت نکالیو مجھے گلستان سے میرا دامن بندھ ہے تو باندھدو گل کے گریبان سے +

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے مین چند مہینے باقی رہے تو آپنے دولت خانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل مین عمدہ عمدہ گھوڑے خریدکر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کبوترون سے کبوترخانہ بھوا دیا دیکھنے والون کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا مین پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرایش کو چھوڑ کر نجاوینگے - لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اس دولت دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیے - مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرا کے اور گاڑیون پر لدوا کر مع عیال و اطفال کے چلے آئیو - معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپکو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب و نشاط کو دفعتاً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہوتا ہے یا نہین - آپ پٹنہ سے روانہ ہو کر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڈھانا مین جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہان ایک ہفتہ تک قیام کیا - اس عرصے مین مولوی عبد اللہ صاحب بھی مع عیال و اطفال کے وہان پہنچ گئے - جب شہر والون کو آپکے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہان جاکر آپکے شریک سفر ہو گئے - جب آپ گوڈھانہ سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیون کے آپکے ساتھ ہو گئے تھے - گوڈھانہ سے چلکر موضع کوئیلور مین جو سون ندیا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا - حاجی امام علی صاحب رئیس کوئیلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپنے اُنسے پوچھا کہ کیا کچھ ستو آپکے یہان

نہین ہین اُنہون نے کہا کہ ہان حلوا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھرون مین ستو تیار رکھتے ہین آپنے فرمایا کہ دعوت کا ملیا چوڑا بکھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ۔ اُنہون نے لاچار ستو حاضر کر دیے آپنے بڑی بڑی مٹی کی ناندون مین جو بیلون کے کھانے کے واسطے وہان موجود تھین بعد صاف اور پاک کرانیکے اُس ستو کو اُنمین گھلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل وعیال کے وہی ستو کھلایا وہان سے کوچ کر کے آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت لبشیر صاحب کے مکان مین فروکش ہوے۔ چودھری صاحب بڑے ذی مقدور آدمی تھے اُنہون نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہمکو آرام دینا چاہین تو جو مین کہون اُسکو قبول کیجیے چودھری صاحب نے منظور کرلیا تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیون کے واسطے کفایت کرے مع ایک دیگ کے ہمکو دیدیجئے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کردی بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل وعیال اطفال خود سارے قافلہ مین تقسیم کردی اور آرام سے سو رہے۔ وہان سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے آپکو استقبال کرکے اپنے مکان مین لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہان بہت نزدیک ہے اگر آپ وہان تک تشریف لیجاکر مراقبہ اور دعا کرین تو باعث کمال مشکوری کا ہوگا۔ بڑے حضرت نے منظور کرلیا اور وہان تشریف لیگئے اول دعا مغفرت کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی مراقبہ مین ملاقات ہوکر بہت سی باتین ہوئین منجملہ اُن باتون کے ایک یہ بات بھی تھی کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح صاحب کو نہین ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتادیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس پتے پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت او مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے معتقد ہوگئے کہ دونو وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونون حضرتون کو کھلاتے اور پس خوردہ کو اپنے گھر مین لیجاکر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والون کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوے ڈیڑھ برس کے عرصہ مین دہلی پہنچے۔ اگر آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہان درج کرون تو کتاب کو طول ہوجاویگا اسواسطے مین غازی پور سے جست لگاکر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کر کے صرف دہلی کا کیفیتِ حال

سنانا چاہتا ہون - دہلی مین قریب ایک مہینے کے آپکا قیام رہا گا ہے جامع مسجد اور گاہے مسجد فتحپوری مین بروز جمعہ آپ وعظ کرتے دہلی مین آپکے وعظ کا شہرہ ہوگیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و جوانب سے آکر آپکے وعظ مین شریک ہوتے - مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے استاد تھے آپکے مُرید ہوے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل کی طرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اول تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل اور اُنکے اُستاد کے بناچاری آپنے قبول کیا - اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص مین اجلاس فرمایا اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھوایا - بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کہ قریب پچہتر آدمیون کے ہونگے قلعہ مین تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اتر کر لب فرش تک استقبال کرکے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر اور اعلیٰ آپکے ہمراہیون سے مصافحہ کیا اور پھر تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایکطرف آپ بیٹھے اور باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی - اُس وقت صاحب رزیڈنٹ دہلی اور دیگر امرا اور وزرا اپنی اپنی جگہون پر باقاعدہ کھڑے تھے - صاحب رزیڈنٹ اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلا رہے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے حضرت سے دریافت کی - آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگون کا عطیہ ہے کہ جس سے اسوقت تک گذر اوقات ہو رہی ہے - یہ سُنکر بادشاہ آبدیدہ ہوے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌ الخ آپنے اِس آیت کے معنی بیان کرکے بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اِس وضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھون مین دُنیا اندھیر ہوگئی پھر جب آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جھک کر آپکے گوش مبارک مین عرض کیا کہ دوزخ اور عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے - بادشاہ کو اِس سے رنج پہنچیگا اور یہان دستور ہے کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہنے کو آتے ہین وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہین دوزخ اور اُسکے عذاب کا بیان نہین کرتے مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نکیا اور عذاب قبر اور ہنگامہ حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار مجلس بہت متاثر ہوے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ مین دُنیا دون کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا تھا اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مینے بھی کچھ اشعار ترک دنیا کی بابت کہے ہین - اُسوقت بڑے حضرت نے یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا

جاوے تو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو سننا چاہیئے اور اُسکے بیچ مین دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے یہ بات سنکر بادشاہ چپ ہوگئے بعد ختم کرنے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائین مین اُنکا مشتاق ہون۔ وہ اشعار ایک بند کاغذ پر لکھے ہوے تھے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اُس بند کو اپنے ہاتھ مین لیکر اشعار پڑھنے شروع کئے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اُسکے بعد جلسہ برخاست ہوا بادشاہ نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادون وغیرہ مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونو صاحب بڑے حضرت کے ساتھ ہوے اور حضرت نے کل ہمراہیون کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہان سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر پہنچے تو قریب پچاس خوانون کے انواع قسم کی نعمتون اور کھانون سے بھرے ہوئے بادشاہ کی طرف سے پہنچے۔ اس مقام دہلی مین بہت سے شاہزادے اور شاہزادیان خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوئے اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے عمائد اور عالم فاضل اور درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف ہوے۔ ان ایام مین دہلی کے لوگون مین بابت حلت و حرمت اُلّو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ اس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت مین بھی حاضر ہوے اور اُلّو کی حلت اور حرمت کا فتوٰی پوچھا آپنے ایک ذومعنین برمحل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ بھائیون مین اُلّو مون کے جھگڑے مین نہین پڑتا مجھے معاف رکھو ❊

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لاکر رہین ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ مین ہم لوگ رمضان بھر شریک رہینگے پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ ادھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے اور کہان سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے ہین اسواسطے مولوی صاحب نے یہان زیادہ ٹھیرنا مناسب تصور نہین کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی اور اسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جمنا پار آکر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہان سے کوچ کرکے منزل درمنزل طے کرتے ہوے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کے انتظار مین وہان ٹھیرے رہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب بھی وہان آپہنچے اور سب ملکر منزل درمنزل بمقام ستھانہ ملک یاغستان مین پہنچگئے۔ سید اکبر بادشاہ اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی۔ جب ملکِ ہندوستان مین آپکی قدوبا

ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے بڑے حضرت شب و روز
تعلیم و تلقین اپنے یارون مین مصروف تھے صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی پھر حدیث
اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا - اسوقت یہ لشکر سلوک حسب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ
ہو رہی تھی کیونکہ پنجاب مین اسوقت ایک ایسے عادل اور بے رُو و ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے
کسی طرح مخالفت جائز نہین اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر بہت دور پڑ گیا تھا
اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت مین آگیا تھا - مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم
تھا انہون نے جہاندادخان والی آنب سے بوجہ اُسکی شرارت کے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت
نے اسباب کو منظور نہین کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت مین تھا - یہ بات
مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیون کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے
علیحدہ ہوگئے اور بمقام سنگل تھانہ سید عباس کے پاس جا رہے - اس عرصے مین بڑے حضرت کو عارضہ
خناق ہوکر بماہ محرم ۱۲۶۹ ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین آپکا انتقال ہوگیا - چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے
تاریخ ولایت علی رہبر دین حق + بماہ محرم چو شد زیر خاک + بگو از سر آہ سال وفات + شدہ جاے
سیرش بفردوس پاک +

بعد وفات بڑے حضرت کے منجھلے حضرت امیر ہوے مگر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء مین انکا بھی
انتقال ہوگیا ۱۲۷۴ ہجری مین یہان ہندوستان مین چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اُسکے ایک
برس بعد ۱۲۷۵ ہجری مین شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہوگیا - تب ہندوستان مین
بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی یحییٰ علی صاحب مقرر ہوے - اور کام وعظ اور
درس تدریس وجمعہ جماعت صادق پور اور نیمو ہہ یہ دونو جگہون کا انجام دینے لگے اور وہان ستھانہ میز
بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان مولوی
ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوے جو غالبًا اسوقت تک زندہ ہین ۱۲۸۰ ہجری مطابق
۱۸۶۴ء کے غدر مین مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب
اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہوکر کالے پانی
پہنچے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہوکر مکانات سکونت تک ان بزرگون کے کھدوا کر پھنکوا دیے
گئے مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہین کالے پانی مین انتقال ہوگیا - اور مولوی
عبد الرحیم صاحب رہا ہوکر مارچ ۱۸۸۳ء مین اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحیی علی صاحب ؎ چونکہ یحیی علی ستودہ خصال + عالم و زاہد و محدث بود + روح پاکش گذاشت محبس تن + راہ ملک وصال حق پیمود + ہاتف سال آن از روئے الم + رضی اللہ ربہ فرمود ۱۲۸۴

تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب ؎ چو مرد خدا مولوی احمد اللہ + مقیم جزیرہ بحکم نصاری + شب ماہ ذی الحجہ و بست و ہشتم ۲۸ + ز دنیا ئے دون شد بفردوس اعلی + بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف + رہا گشتن مؤمن از سجن دنیا + تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر ؎ تنے چند از عظیم آباد پٹنہ + کہ بودند اہل علم و فضل ماہر + بر ایشان با عبور بحر پر شور + چو شد حکم دوام حبس صادر + از اینان چند کس مردند در قید + رہا گشتند باقی ماندہ آخر + بحکم والیسرائے قیصر ہند + کہ دارد بر رعایا رحم وافر + یکے ازان مولوی عبد الرحیم است + کہ وصف او نگنجد در دفاتر + چو کردم فکر تاریخ رہائی + مرا بیتے خوش آمد بخاطر + نظیرش کم تواند یافت آنکس + کہ باشد در فن تاریخ ماہر + پس از طول زمن الحمد للہ + رہا گشتند اسیران جزائر + حروف صدر بیان سال ہجری + سنین عیسوی از شعر ظاہر +

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اور انکے پیرو لوگ بلا تصنع حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئین اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہلاتے بلکہ اپنے تئین سب سے پکا حنفی المذہب جانتے ہین کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے نہون عمل کرتے ہین۔ صراط المستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب اور مولانا محمد اسمعیل شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہین جانتے انکا اصل مطلب ہے کہ بذریعۂ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید اور اتباع سنت مین پختہ ہوکر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہئے سو محبت الٰہی کے حاصل کرنے مین مقلد اور غیر مقلد دونو مساوی ہین اسیواسطے اس گروہ مین مقلد اور غیر مقلد دونو داخل ہوکر تحصیل سلوک کرتے ہین اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہین جانتا +

یہ بزرگ اللہ کی راہ مین بیٹھے ہوے تھے باوجود خاندانی امیر ہونیکے انکی وضع گزران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے خالی تھی انہون نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا دینہ نہین سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے۔ ہمیشہ دو تین سو طلبا و مسترشدین انکے ہان جمع رہتے جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لئے پکتا وہی یہ بزرگ اور انکے گھر والے بھی کھاتے تھے۔ جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی ہدایت احمد صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دولہن کے واسطے کبھی تیار نہین ہوا۔ پرانے کپڑون کی مرمت کراکے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگون کے وقت

مین خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھہ غلہ خرید کر کوٹھیون مین بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی مین تخمیناً پندرہ یا بیس۲۰ من غلہ ہوتا اُسمین سے روزانہ پانچ چھہ۶ من غلّہ دونو وقت خرچ ہوتا اور کبھہ دو دو اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہوتی - باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلّہ فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا - ماہ رمضان مین ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد و عورتون کی ان حضرات کے ہان دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت مین جمع ہوتے لیکن کھانا چھہ۶ سات۷ من سے زیادہ نہ پکتا تھا - جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لاکر دیگون کو اپنے ہاتھہ سے کھولکر ایک ایک لقمہ اُسمین سے تناول فرماتے اور اپنے پس خوردہ کو دیگ مین ڈالکر اُسکے مونہہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے کہ دیگون کا مونہہ کھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا مونھہ کھولکر کونڈون مین ڈالکر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر اُسمین ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہوکر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت دارون مین تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہین - اربعین فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہین - ایک مشہور رسالہ موسوم بہ عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے - تیسرا رسالہ موسوم بہ تیسیر الصلوٰة بھی آپ ہی کی یادگار سے ہے - آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے مین آپ لاثانی تھے ایک دفعہ لوگون نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی آپنے دو عیدیان اُسیوقت لکھہ کر حوالہ کر دین ایک یہ ہے عیدی آئی شب برات کرو رب سے تم دعا + مُردون کو میرے بخشدے زندون کو یا خدا + پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو جب روز ہووے روزہ کرو رب کا تم ادا + (دوسری یہ ہے) آئی شب برات گئیلے بدعتون کے دہر مُردون کو آج حلوا کھلاتے ہین گھر بہ گھر + دیپک چھچھوردین و چراغان پھلجھڑی + مثل ہنود طرز دوالی ہے سربسر

حصۂ پنجم

مجموعۂ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس وپیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کے ہین جیسے آپکے اکثر سوانح - اُس مجموعے مکتوبات مین جسمین سے مین نے یہان یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے مولانا محمد اسمٰعیل کے بہت سے خطبے اور روزمرہ رپورٹین کارروائی اور نیز بہت سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین

وخوانین بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے کہ رسمی طور خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد
مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہین مینے بغور اُس مُٹھے کا ملاحظہ کرکے منجملہ
کل متفرق تحریرات کے جو اُسمین شامل ہین صرف ۶ مکتوب جو لُبّ لُباب اُس مجموعہ کے تھے یہان شامل
کرکے اصل مُٹھا اُسی مالک کو واپس کردیا اب اُس مُٹھے مین کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہین ہے
جو اِس کتاب مین نہ آچکا ہو اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے مینے غیرون کے خطوط اور
خطبے و کرسی نامہ وغیرہ اسمین شامل نہین کیئے +

نمبر ۱ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی السنۃ قامع البدعۃ حجۃ اللہ
علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم - بعد عرض سلام مسنون
و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ - الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت
تمام در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آن بلدہ امین ہستیم و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ
داریم اللہ تعالیٰ بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید - امیدوار ادعیہ وافیہ متبرکہ آنجناب
ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ
این فقیر یافتہ است پارہ ازان کہ انوقت ضبط آن بقید تحریر میسر است بنا بر تفریح خاطر مقدس آنجناب
و سائر برادران مومنین کہ بسامع عالیشان رسد عرضہ میدہد - درین عرضہ ہم اظہار نعمت او تعالیٰ است
کہ صدورش از صدور شکر است و مرافعہ این عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات برحال
فقیر ابتدا آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ دعا فرمودہ اند بفضل او تعالیٰ نوبت
بہ اینچنین معاملات رسیدہ و امیدواری ادعیہ وافیہ علی الدوام است تا کہ حق تعالیٰ بمقصد اعلیٰ و مطلب اسنیٰ
رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلائق گردد جہرا بر روئے کار آید پس منجملہ آنہا اینست کہ در
تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بداد و ستد وغیرہ بسیار بود و بکار میپایند تا کہ از صبح نوبت
بہ نیم شب میرسد در ہمان ایام شبی بچنین کارے در خانہ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و
تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دستہائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ رو حانیت
آن مکان نمودار شد روبروے من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریان ایستادہ چیزے دیگر از مخلوقات
الہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود روحانیت مسطورہ بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آن چیز دیگر شدہ
گفت کہ فردا آقاے نامدار ما را گذاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروے غلبہ کردہ بود کہ قلقش درین نیز اثر کردہ

دمرا هم نگریه آورده با مالک [illegible] نمودم که این بنده آینه دار زبان حال تست و وقتے خوش بود بجناب باری
تعالی عرض کردم که این همه انست و امانت این دماشیت از فضل تست و الا مثل من هزارها بنده
عاجزاند که کسے آنها را نمی پرسد و مکان ها را گذاشته میروند و آن مکانها بدرد نمی آیند و پروائے نمیکنند
این انست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت با تست و مکافات و تسکینش
تو خود فرما مرا حکم شد که باشد بگو که ترا بجنت خواهم برد و این خطاب رے هم می شنید لیکن من هم
حکم بجا آوردم و با وے این بشارت گفتم خوشوقت و آسوده گردید و تسکین گرفت و روزیکه از دلمئو
روانه شدیم و در کشتی ها سوار میشدیم چنان مفهوم گشت که کشتی فلانے ازین کشتیها غرق خواهد شد و در آن
کشتی از اسباب مردم بار شده بود برائے این فقیر کشتی دیگر غیر آن معین شده دانستم که اگر تقصیر کسی خواهد بود
پس من هم بوجهے هر چند غفلتے شده باشد و در آن تقصیر شامل آمادگی سواری خود در آن کشتی نمودم
از جانب غیب ارشاد شد که الحال آنرا غرق نخواهیم کرد۔ شکر الهی ادا کرده گذاشتم الحمد لله که همه بسلامت
و حفاظت رسیدند و هرگاه از کلکته روانه شده بدریائے شور رسیدیم و آثار دریائے شیرین منقطع گردید در دم
دریائے شور بکمال ابهت و شوکت و دبدبه و طمطراق که حق تعالی او را عطا فرموده است پدیدار گشته با فقیر ملاقات
کرد و بمقابله و مواجهه استاد و الفاظ کلامش بیاد نمانده اما اینقدر محفوظ است که رعب و هیبت خود می نمود
و درخواست می کرد که التجائے بتضرعے و انکسارے پیش او کرده شود چونکه گاہے او را ندیده بودم و
او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و ابهت آن متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاهده ذو الجلال
جل جلاله هم حاصل بود هرگز غیبتے و غفلتے از ان سو نبود چون هیئتش دیدم و درخواست او معلوم
کردم رعب و ترس آن اصلا در نفس من اثر نکرده و پروائے آن ننمودم و در جواب آن گفتم که من و تو هر دو بنده
خدا تعالی هستیم مرا از التجا بتو چکار هرگز بسوئے تو التجا نخواهم برد بلکه تو و من و آسمان و زمین و مور چهار بدست
قدرت مالک خود یکسان هستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمته بیان نمودم
آن روح این بیان شنیده از مواجهه ام رفت فاما شادان معلوم می شد و آنوقت که جهاز بمقامے رسید
که به قاب و قمری معروف است و آن مقام مشهور است که در جهاز ها تزلزل و خطرات بسیار می شود
و جائے مخوف است در جهاز ما هم جنبشے پدیدار گردید مردمان را بسبب دوران وغیره اضطرابے در نجر
پیدا شد با وجودیکه جهاز ما بس فراخ و پهنا و رو گران بود حتی که در جاهائے دیگر سرش مردمان نشسته را
هرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شد که از جانب سیرت وار شاد شد که اگر ترا غرق کنم چه خواهی کرد
و کدام کس خواهد بر آورد عرض کردم که خداوندا اگر غرق شدن من پسندیده تست مرا غرق کن و تمام عالم

مرا خواهد که بگیرد و برآرد و دستگیری من کند هرگز راضی برآمدن نیستم و دست خود بدست کسے نخواهم داد گفتیم

که به تبسم توان گفت نمودار شده فرمود که ترا توفیق نخواهم نمود چونکه جهاز محاذی بندر عدن رسیده لنگر

کرد و آن روز پنجشنبه ناخداے جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور رفته و این فقیر درخواست نزول از

جهاز کرد که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه در اینجا گذاریم و فقیر را تردد سے بود که احیانا

اهل قافله را خصوصا ازنان را بسبب غیبوبت فقیر رنجے و تعبے خواهد رسید در فرود آمدن خود متردد

بودم شب جمعه مرکبے دیگر بنظر آمد و آنرو زد و ربین میدیدم و اندیشه آن بود که مبادا قزاقان و قطاع الطریق

باشند و مسموع شده بود که گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش می کنند و غارت می نمایند

انمعنی خلجان خاطر گشته بود حفاظت و صیانت بهر حال مرجو و مدعوا ز جناب ایزدیست و در فرود آمدن

از جهاز تردد زائد بهم رسیده بود که از بارگاه بے نیاز مطلق ارحم الراحمین جلشانه بشارتے یافتم باین مضمون

که تو بعدن برو و اینها را به یا الله بسپار یا گذار یا سپرد کن و درین بشارت هرچند اهل قافله که در آن جهاز بودند

همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این عاجز زائد از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد

صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بعد اداے چند رکعت نفل دعا ها کردم

بحمد الله اجابت ازان سو متوجه بود و مژده ها رسید یکے از جانب عجیب بحال کسانیکه همراه فقیر بودند

عنایت خاصه بطورے متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعتهاے فاخره که از خوشنودی و رضاے وافره است

تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر بتفصیل می شد و رحمتے تدریجا انها بعا زمان حج که در آن

جهاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جهاز که اهل قافله در آنها بودند من بعد بتمام مباعان بردست

فقیر متوجه شده که مضمونش بخشش و غفران بود همه اینها مفهوم میگشت و سابق ازین دعاے بر زبان

فقیر اجرا فرموده بودند که حاصلش این بود که این دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تست صلی الله علیه و سلم

دیار الفضل خود در ینجا رسانیده پس عنایتے فرا الفاظ بعینها محفوظ نیست فاما همچنین بود بعد ازانکه این

معنی معروض گردید اجابتش ظاهر شد و نیز به نشر هدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش

تا اقالیم روم بر دمان مژده ها میرسید و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که بکمال محبت و مودت

خاص ارشاد شد که تو هر جا که خواهی بود بر در ما هستی و مطلبش چنان می فهمیدم که چنان غور و پرداخت

بپاس خاطر و تفقد و تکفل هر کار بعهده کرده بود مقتضاے عموم و فرط کرم از کریمان می باشد همچنین

آن اکرم الاکرمین جل مجده حسب عظمت و علوشان در حق این فقیر وعدهٔ احسان و اکرام فرموده

در محا قریب یکماه توقف شد مردمان بسیار در آنجا بیعت می کردند روزے پیر مردے کم بین و قطع مسافت

آمده بجناب ایزدی التجای عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب میگفت باعتقاد اینکه
مالک القلوب والابدان درویش را راسخ بود و توسط و توسل باین فقیر می نمود و درخواست دعا می کرد و
جوش رحمت الٰهیه در آنوقت اولاً بحال آن پیرمرد که صراحةً معاینه می شد که او را بجانب سعادات الٰهیه
فوراً بردند ثانیاً عموم و شمول آن معلوم می شد تا که در جوش رحمت دریافت شد که هر که امسال حج خواهد کرد
بسبب تو بنا بران که تو در آنها خواهی بود همه را بخشیدم و چونکه جهاز محاذی یلملم رسید و استعداد احرام
کردیم فقیر غسل می نمود و چندے از رفقا غسل میدادند و اعانت دران کار میکردند مغفرتے و بخششے
درحق همها که این عمل می نمودند معلوم شد که همه آنها آمرزیده شدند من بعد که وقت تلبیه رسید شخصے
در آن مجمع سبقت کرده به تلبیه آواز خود را بلند ساخت عنایتے باین معنی در رسید که هر که پیش از تو تلبیه می گوید
تلبیه ایش را نمی شنوم ۔ و روز حصول شرف سعادت دخول در مکه معظمه هرگاه که از بیرزی طوی گذشته
متوجه گدا شدیم تا از ان راه در آئیم حالتے عجیب باین فقیر بود که شرحش متعذر است طاری می نمود از دوستی
که بر همه حضاران آن واقعه اثرش نمایان می شد لبیک که میگفتیم و این گفتن منجانب الله مشافهه صریح بود
و اجابت و قبول آن میدیدم و در دعائے آنوقت فتحے شده بود که بخوبی تمام مطلب بعرض میکردم و در آن
حال این مضمون به تعبیرات عجیب بزبانم آسان شد که مردم باشند گنهگار و شرمنده از بلاد دور دست بحرم
امن تو رسیده اند و اینها را من آورده ام و چنین و چنان خواهند و در آنحال عجیب بشارت حیرت افزا
پیش آمد باین کیفیت که اینها را چه گفته اید یعنی آنها خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتے
می دارند اشارتے رحمانی بود که شرح و تفصیلش همین است و این لفظ یاد است که ما خود از هند گرفته تا
اقصای بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد بخاطر وسوسه رسید که آیا این عنایت مختص باحیاء است
یا اموات هم داخل اند گویا رحمتے متوجه بفقیر شده ممانعت ازان می کنند که تخصیص را گمان مبر و رحمت عام
را خاص مکن من بعد دیدم که مردگان را آمرزشے رسیده بود و آنانکه برنجے گرفتار بودند رهائی و مخلصی یافته خوشوقت
می شدند و این مغفرت عامه بتمام مؤمنین رسیده هر کرا در دل ایمانے گو ضعیف شده باشد از ین مغفرت
محروم نمانده در لیلة القدر رمضان شریف دعاها بسیار عموماً و خصوصاً کرده شد و اجابت را متوجه آن
دعاها دیدم که همه را قبول در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا بوقوع آورده جلد تر جلوه گر فرماید همه مسلمین بدیدن آن
مسرور و شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بمسامع شریفه خواهد رسید متوقع و
مرجو است چه اینهمه بشارات اند و ثمرات و توجهات جزئیه و ادعیه نبیله آنجناب است و آینده را ترقیات
ببرکت ادعیات ذاکیات امیدوارم و رجاے واثق است که دعاها فرموده باشند و فقیر و تمام معتقدین

مخلصین دراماکن و اوقات متبرکہ دعا ہا میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید۔ انہ علی کل شئی قدیر و بالاجابت جدیر۔ زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید۔ والسلام والاکرام *

(نمبر ۳) نقل خط مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بنامی منشی نعیم خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ و نزول علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرۃ۔ از فقیر عبد العزیز بعد از سلام مسنون با دعاے خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لایح باد کہ رقیمہ بہجت ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بملاحظہ درآمد و سوال نیز مفصل دریافت شد۔ صاحب من ہمین قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشان را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود بر ایشان مکشوف می شد و وعدہ ہاے دور دراز غیب بر ایشان و رود می نمود۔ مردم ہمین استفسار نمودند سید الطائفہ فرمودند کہ تِلْکَ خَیَالَاتٌ تُرَبّٰی بِہَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ یعنی این خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شخصے می شوند و آنہارا دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و خلاف نعمت تو خواہیم داد و از تو بسیار خوش و خورم ہستیم و لوح سیمین در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبرا اولیاء سابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہٗ و دیگر بزرگان وعدہ ہاے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بطفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ و آن ہمہ وعدہ ہا صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدالان کہ درین امت ہیچ زمانہ از ان خالی نمی باشد کہ بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ اَہْلُ الْاَرْضِ وَبِہِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ یعنی مردم زمین را بطفیل ایشان باران می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازین مراتب حاصل شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشان را اثرے از ان رسیدہ باشد غرضکہ انکار را ہمچنین خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار این مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد پس اینہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقیات دارین چہ نویسد *

(نمبر ۴) اعلام از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سپاس بے قیاس و ستایش نیاز اساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمتہ و عمت رحمتہ کہ مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ مخاطب فرمودہ و منافقین بد نہاد و معاندین پر فساد را بوعید

شدید قُل لَّن تَخرُجُوا مَعِیَ اَبَدًا ط اِنَّکُم رَضِیتُم بِالقُعُودِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقعُدُوا
مَعَ الخَالِفِینَ ۝ مناسب نمود۔ وہزاران ہزار بلکہ بے عد وشمار از اصناف درود
وسلام بانواعِ خضوع واکرام بر رہنمائے جمہور انام وپیشوائے ہر خاص وعام
کہ باداے مضمون نعمت مشحون آیۂ وافی ہدایہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ
الکُفَّارَ وَالمُنٰفِقِینَ وَاغلُظ عَلَیهِم وَمَاوٰهُم جَهَنَّمُ وَبِئسَ المَصِیرُ
مامور است وباجرائے مفاد حکمت بنیاد کریمۂ سیاست ضمیمہ لَئِن لَّم یَنتَهِ
المُنٰفِقُونَ وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَّالمُرجِفُونَ فِی المَدِینَةِ
لَنُغرِیَنَّکَ بِهِم ثُمَّ لَا یُجَاوِرُونَکَ فِیهَا اِلَّا قَلِیلًا مَّلعُونِینَ اَینَمَا
ثُقِفُوا اُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقتِیلًا ط موعود بر کافہ آل واصحاب وسائر اتباع
واحباب کہ بتحسین شرافت آیۂ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشرِی نَفسَهُ ابتِغَاءَ
مَرضَاتِ اللّٰهِ مشرف گردیدند وبکلام بشارت التیام وَاُخرٰی تُحِبُّونَهَا
نَصرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتحٌ قَرِیبٌ ط وَبَشِّرِ المُؤمِنِینَ ۝ مبشر۔ امّا بعد می گوید
بندۂ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواہ کافۂ مسلمین متلقب
بامیر المؤمنین کہ این اعلامے است عام بخدمت جمیع اہل اسلام
خواہ اشراف کرام باشند خواہ اجلافِ گمنام۔ خواہ از علمائے کبار
باشند خواہ از عوامِ خاکسار خواہ از اراکین ذوی الاقتدار باشند خواہ از مساکین
ذوے الاضطرار مشتمل برین معنی کہ مقصودِ خالق این جہان از خلقت
نوع انسان اشتغالِ ایشان ست بہ عبادت رب واطاعت سید عرب
نہ استغراقِ ایشان در مشاغل لہو ولعب ومحافل نشاط وطرب۔ اصل
کمال لایزال تحصیل رضائے ربِ ذو الجلال است نہ تکمیل مناصبِ جاہ
وجلال وترفیع مراتبِ عز واقبال وتطویلِ وساوسِ امانی وآمال وتوسیع
خزائنِ مال ومنال۔ سرمایۂ سعادات جاودانی وراحتِ دوجہانی
اکتسابِ مدارج وجاہت وجلالت است بحضور ملکِ دیّان ومالکِ زمین و
زمان نہ امتیاز نام ونشان درمیان اخوان واقران۔ ہرچند
شعار بندگان عبودیت کیش وپرستندگان انقیاد اندیش ہمین است

که در هر حال با طاعت مالک لایزال موصوف باشد و در هر آن بتحصیل رضائے خالق
زمین و مکان مصروف و بهزار دل و جان بمحبت خلاق الناس و جان مشغوف باشد و
با یثار محبت او بر محبت هر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب هر مطلوب - درمیان اهل زمان
و ابنائے دوران معروف قال الله تبارک و تعالی - إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (وقال
قال تعالی) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ط اما حصول این مرتبهٔ اخلاص و منصب اختصاص به نسبت جمیع افراد عالم
و احادِ بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول است لیکن بر ذمهٔ هر خاص و عام که مدعی دین اسلام باشد اینقدر
لابدی است که در وقت معارضهٔ نور و ظلام و مقابلهٔ کفر و اسلام غیرت ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے
حمیت اسلامی عمل نمایند که هر که در امثال این احوال هم جان خود را در مسلک انصار حق منسلک نگرداند
بیشک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجهٔ قصوی رساند و هر که درین صورت نیز از تائید دین پهلو تهی کرد لا ریب
داغ مخالفت رب العالمین بر جبین فساد آگین خود زد و هر که بدین تقدیر هم ازین معرکه روپوش گردید
یقیناً جان خود را از دائره ایمان بیرون کشید قال الله تعالی إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ (و قال تعالی) وَجَاءَ
الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ و هر که در مقدمهٔ دین ملک علام انتظار غلبهٔ جنود اسلام کشید بالتحقیق در
درکات متربصین لئام و متربصین بدانجام رسید - قال الله تبارک و تعالی هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا
إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ
بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ و آنچه در دل خداع منزل اهل شک و ریب ارباب مکر و
فریب خطور میکند که بهم رسیدن اسباب حرب جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجماع عساکر هزاران هزار
و قرائن بے حد و شمار از شروط اقامت جهاد است و فقدان آن باعث عذر عباد - پس این خیالے است
پر اختلال و وهمے است سراسر باطل و محال زیرا که حاکم علیم آمر حکیم در باب جمع ادوات مقابله و اعداد آلات
مقاتله همین قدر فرموده وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ الخ و نفرموده وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِثْلَ
مَا أَعَدُّوا لَكُمْ بلکه فرموده انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرموده كَمْ مِنْ فِئَةٍ
قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ و نیز فرموده فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

[illegible] ان ینصرکم الله فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم
من بعده [illegible] وعلی الله فلیتوکل المؤمنون ونیز فرموده یا ایها النبی حسبک الله ومن اتبعک من
المؤمنین [illegible] فقاتل فی سبیل الله لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین وتحسین
بعضے از ملایان ابلیس [illegible] درپیشان تلبیس اندیش بنابر اغوائے تلامذه ومریدین بلکه اضلال
جماهیر مسلمین یا بپاس خاطر امرا وسلاطین نیابة عن الدجاجلة والشیاطین داد تزویر ریب آمیز در تحا
تذکیر فریب انگیزی [illegible] وتنبیه از شبهات [illegible] درضمن چندے از کلمات نامطبوع بر مخاطبین
القاء ودر مجالس [illegible] کنند که جهاد لسانی افضل از جهاد سنانی وجهاد نفسانی اکمل از جهاد جسمانی
تادیب عباد اولی از تخریب بلاد ترغیب موافقین اعلی از ترهیب مخالفین تعمیر مساجد بهتر از تسخیر
مفاسد تمول اصنام [illegible] خوشتر از مجادله رقیب مکالمه دلجان آلذ از مکالمه سیف وسنان -
مجالست محبوب احب از مخالفت مغضوب منادمت احباب انفس از ملازمت اعدا مسامره مصاحبه
ارفع از محاصره مسائل [illegible] مواسات مصاحب مجموع مساکین انفع از مقاسات متاعب جنود شیاطین
وامثال آن از سخنان [illegible] لبل ست ودعاوی بے دلیل - قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا
ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون
عن سبیل الله - وقال الله تعالی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم
تتلون الکتب افلا تعقلون (وقال الله تعالی) یا ایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند
الله ان تقولوا ما لا تفعلون ○ ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان
مرصوص ○ (وقال تعالی) اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن بالله
والیوم الآخر وجاهد فی سبیل الله لا یستوون عند الله ط والله لا یهدی القوم الظلمین
الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله اعظم درجة عند
الله واولئک هم الفائزون یبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنت لهم فیها نعیم
مقیم خالدین فیها ابدا ط ان الله عنده اجر عظیم (وقال) قل انفقوا طوعا او
کرها لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فسقین ○ باجمله تفضیل جنود مجاهدین بر مجموع قاعدین
منصوص آیات قرآنی ست ومدلول بینات فرقانی - ومعارضه آن بوسوسه باطل از سمه صدق
عاطل وناشی محض از تخیلات نفسانی ست وتسویلات شیطانی - (قال الله تبارک وتعالی) لا
یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم

وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ پس کسیکه مساعی جهاد و اقتحام کند یا مشاغل دیگر را ترجیح دهد و در خدمتگذاری حق سست باشد و در پاسداری غیرت حق چشم [illegible] اقران عیوب باشد و در غیرادیان صبور براهانت معاندین نفسانی مسابقت کند و در اعانت مجاهدین مسابقت ننموده است اثم و گنهگار و ظالم و ستمگار و از بارگاه حق مطرود و مردود و بوعید شدید نسبت الی القرآن والقرآن یلعنه و رب مصلّ والصلوٰة یلعنه موعود - (قال الله تعالیٰ) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (وقال تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ [illegible] و سیر [illegible] و بها سپهر زبان و مکان [illegible] جانفشانی [illegible] بالله وادی و در [illegible] گردانیم و در [illegible]

نه جان در بدن داریم نه سر بر تن جگر پاش پاش دل قاش قاش سینه چاک و دو دست [illegible] یکدست بدامان حبیب و دست دیگر بگریبان رقیب و امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات عشق و شور آن هم در گوشه عافیت محجور و هم [illegible] فقط شنیده قیل و قال و در میدان مردان اثبات سر آمر ثبوت صد مثقال و ظهور حقیقت حال [illegible] جانفشانی - ایهمه حکایات و اخبار و این سراسر صداقت و اظهار آن همه [illegible] تحقیق تعلق - الغرض چون ما مردم که بندگان پروردگاریم و مشتمیان رسول مختار بے شک [illegible] اسلام میدانیم و جان خود را در محمدیان می شماریم چون کلام الله را بحقیقت ناطق [illegible] و رسول الله [illegible] صادق لا محاله الله فی الله امتثالا لامر الله کمر همت بستیم و اتباعا للسنة [illegible] سفر پیشتیم و در بلاد هند و سند و خراسان دوره و سیر نمودیم و در تمامی آمین سیاحت کوه و دشت فقط طالب [illegible] - آخر الامر در شکل بلاد و دوره گردیده و تمامی این کوه و دشت نوردیده در ارواط [illegible] یوسف زئی رسیدیم و برادای این عبادت عظمی ایشانرا باعث گردیدیم آن مخلصین احباب و مؤمنین بلا ارتیاب مشارکت این فقیر و مشارکت دین رب قدیر اختیار نمودند و درین میدان از سائر اخوان گوے سبقت در ربودند و گرم و سرد

لا یستوون عند الله والله

آمد و رفت چشیدند و نشیب و فراز فتح و شکست و دیدند چنانچه تا حال در ہمین معنی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم
اند و بے باک۔ بالجملہ با مردم تا جان در بدن داریم و سر بر تن مشغول ہمین کار و باریم بصد حیلہ و فن۔ اما بصد
زبان شکر حق بجا می آریم کہ با طاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق ہستیم و از غیر او چشم و
گوش بر بستیم و از دنیا و ما فیہا دست بر داشتیم و محض لوجہ اللّٰہ علم جہاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاہ و جلال
و امارت و ریاست و حکومت و سیاست خبیر نیستیم و ہرگز طالب غیرِ حق نیستیم۔ ہا ہم ہر چند عاجز و خاکسار
و ذرہ بیمقدار اما بلا شک بمحبت حضرتِ حق مست و سرشار و از محبتِ غیرِ حق بالکل دست بردار۔ نہ با
کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نہ با یکے از رؤسائے مومنین مخالفت۔ باکفارِ لیام مقابلہ داریم نہ با
مدعیانِ اسلام۔ صرف با درازمویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتلہ
نہ با کلمہ گویان و اسلام جویان نہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہِ منازعت کہ از رعایائے او
ہستیم و بحمایتش از مظالم بر آیا۔ چنانچہ ہمین معنی معلوم ہر خاص و عام است و مسلّم طوائف انام لیکن حیف
صد حیف کہ سردارِ پشاور ہرگز ازین معنی نفہمید و از نظر حق شناس اصلا ندید و سخن ما این ہیچگونہ بگوشِ ہوش نشنید و
قدرے از ایشان بوجہ من الوجوہ بکام جان نچشید بلکہ بوئے از غیرتِ اسلامی نمیداند و با مجاہدین مثلِ
وحوش برزید و در پے تفریقِ مجامع مسلمین ہر سو دوید چنانچہ عادتِ قدیم اوست کہ در تفریقِ جموع مجاہدین
بنا بر تائیدِ جنودِ معاندین مساعی بلیغہ بجا می آرد و آنرا از کمالاتِ فراست و کیاست خود می شمارد چنانچہ
ہمین معنی بکرات و مرات از و بمنصۂ ظہور رسیدہ و بحضور جمعے کثیر و جمعے غفیر از مومنین این دیار و مسلمین این
اقطار این افحش اعمال و اقبح افعال از و صادر گردیدہ آنچہ در مصاف وزیر فتح خان باکفار اشرار و معارکِ
سردار عظیم خان با فجار نابکار از و واقع گردیدہ معلوم ہر خاص و عام و مشہور در میانِ جمہورِ انام است کہ بیخ
کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جہدِ تمام در دار الاسلام نشانید و خاندانِ سلطنت و خلافت و دودمان
امارت و جلالت و جنودِ مجاہدین بلکہ جمیع مسلمین در بلاد و دور دست و اطرافِ کوہ و دشت بے سر و
سامان و پراگندہ و پریشان گردانید۔ قتل الوف اہل اسلام و ہتک صنوف حرماتِ انام و سائر قبائح
اجرام کہ از کفارِ لئام بہ نسبتِ ہر خاص و عام صورت بست ہمہ در کتابِ اعمال او مکتوب گردید و تخریب
مساجد ہزاران ہزار و تحریقِ مصاحف بے عد و شمار و لحوقِ انواع مذلت با راکینِ ذوی الاقتدار و اصناف
مضرت بمساکینِ ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد کہ از دستِ کفرۂ متمردین بر سر
کافۂ اہل دین گذشت ہمہ در حسابِ افعالِ او محسوب۔ ہمچنین درین نوبت ہم چون اجتماع غازیانِ
جلادت شعار در رفاقت این عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے ملتِ پروردگار و احیائے سنتِ سید مختار پیش

گردیده وقتِ مقابله ومقاتله ومحاربه ومضاربه درپیش رسیده بود این سردارِ مذکور هرچند از ابتدائے ظهور این
فور در دلِ حسد منزلِ خود عزمِ مخالفت میداشت و در سینهٔ پر کینه تخمِ منازعت میکاشت۔ آخر الامر در
مثل اینوقت که هنگامِ تموجِ امواجِ بحرِ جنگ بود و تغلغلِ اصواتِ توپ وتفنگ داد عداوت ونفاق در
داد و اساسِ شقاوت وشقاق برنهاد و عسکرِ مسلمین را تفریق ساخت و مقدمهٔ جهاد را در تعویق انداخت
و نردِ دغا و دغل درباخت و بنیانِ کفر و فساد را بزعمِ خود محکم کرد و بنیادِ اسلام و جهاد را متزلزل در ریاست
باطله را منتظم نمود و امامت حق را متخلخل علاوه برین آنکه آنچه در هلاک این خاکسار و اتلاف این فدوی بمقدار
جد و جهدِ موفور و سعیِ نامشکور بکار برد و آنرا از جمله حق شناسی پدر خود شمرد جمیعے را از غداران نهانی و مکارانِ
پنهانی در همین کار و بار شب و روز دوانید آخر الامر نوبت بدادنِ زهرِ جگر سوز رسانید غرضکه لطف ربِ خبیر
بحالِ این عاجزِ ضعیف مبذول بود وقهرِ مالک قدیر در حق بدخواهانِ این نحیف بسانِ سیفِ مسلول۔
اگر بهان کفالت ربانی وحمایت رحمانی شامل حالِ این خسته بال نمیشد فی الحال بکمال استعجال دیوانه وار
لباسِ ظهور باسوئی میدریدم و پروانه وار در اساسِ نورِ ملا [illegible] غرضکه این جابرانِ ناانصاف
وظالمانِ بااعتساف بقدرِ استطاعتِ خود در احکامِ این [illegible] از دقائقِ فساد
درحقِ این ضعیفِ عباد فرونگذاشتند خیر آخر گذشت آنچه گذشت۔ اما عجب [illegible]
زائد از یکسال گذشت ازین قبائح افعال دست بردار نمی شود و همین راه لیل ونهار میرود چه [illegible]
که برائے قتل و نهیب مجاهدین هندوستان نه برانگیخت و آبروے بسیارے از دوستانِ فقیر بریخت۔ و سلسله
راهِ وصولِ مصارفِ مجاهدین گردید و در ایذائے مجمعِ مسلمین چپ و راست دوید۔ اللهم الله صحبت
کفرهٔ فجره چه بلا استیلا گشت که از راهِ اسلام برملا برگشت و در موالاتِ کفارِ نابکار چه چست و چالاک است
و در معاداتِ مؤمنینِ ابرار چه سفاک و بیباک در ایفائے مواعید کفرهٔ متمردین نهایت سرگرم است و در
اختلاف مواثیقِ اهلِ دین بغایت بے شرم اعانت رؤسائے کافران را از آثارِ ریاست میشمرد و اهانت ضعفائے
مسلمین را از احکامِ سیاست بمحبتِ کافرین تبختر می نماید و باخوتِ نابکار آن فاجرِ لعین بغایت تکبر۔ ارکان
حقوقِ مجهول منافی فتوت می شمارد و ادائے حقوق رسولِ مقبول مخالفِ مروت۔ عجیب است که باوجود
ادعائے اسلام در بدخواهی سید الانام وخیرخواهی ملت کفرهٔ لئام بنسبتِ کفار بدانجام هم سابق تر است
و در ایذائے عباد و ممانعت جهاد و اشاعت فساد از اهلِ کفر و عناد فائق تر۔ و آنچه بنا بر تسلی طفلِ ساده
لوحان صاف طینت و سینه صافانِ ساده طویت در مقدمهٔ موالاتِ آن کافرِ رو سیاه بمقام عذر گناه
بدتر از گناه آمیخته اظهار میکند که موالاتِ کافر لعین محض برائے حفاظتِ شعائرِ دین است و صیانت

دماء و اموال و اعراض مسلمین این هم نوعے است از خدمتگذاری ملت اسلام وقسمے است از پاسداری شریعت
سید الانام پس این اضلالیست سراسر تلبیس واغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود
کے می دارد که بحفاظت شعائر آن اینقدر همت می گمارد ودر قتل نفوس ونهیب اموال وهتک اعراض
مسلمین خود چه قصور می فرماید که برائے صیانت آن این مداهنت وفتور می نماید مگر صیانت مومنین
عباد از تعدی کفار بدنهاد از جمله شعائر دین وتخریب بلاد واشاعت فساد به نسبت ضعفاء عباد
محض بنا بر عداوت وعناد از اوامر شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است وثانیا از منهیات
عند حق ما اوامر او تعالی مسموع است ونواهی او غیر مسموع قال الله تبارک وتعالی وَاِذْ اَخَذْنَا
مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَاءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ
تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ
مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ علاوه برین آنکه اصل خیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وسلم پس
تفوق بر ایشان در تعهدات دین از علامات منافقین انی لاعلمکم بالله واتقاکم له حدیثے ست ماثور و
کلام سعدی شیرازی ع بزهد وورع کوش وصدق وصفا + ولیکن میفزائے بر مصطفی مثلے است مشهور
وظاهر است که آنجناب بجهت خوف لحوق نصرت معاندین بشعائر دین جماهیر مسلمین گاہے در مقدمه
اقامت جهاد ومقابله ارباب کفر وعناد مسامحه نفرمودند وترک آن اختیار نمودند بلکه وصول منافع ومضار دنیویه
را بنسبت دین اهل دین بر تقدیر رب العالمین تفویض نمودند ما محمدیان لازم که راه رهنمائے خود را محکم
گیریم واتباع پیشوائے خود صلعم (قال الله تبارک وتعالی) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ بالجمله حال نفاق تا آل سردار مذکور بحدے رسیده است که نزد هر
دانائے هوشیار وعاقل تجربه کار قیام جهاد بدون استیصال[1] امثال این اهل فساد صورت نه بندد بنا ؏
علیه نگارش کرده می شود که قتل وقتال او واتباع او نوعے است از ازاله فساد بلکه شکست واستیصال ایشان
قسمے است از اقامت جهاد وبمقابله ایشان ماموریم ودر مقابله ایشان ماجوریم مبارز عسکر ما غازی است
از جنود ومهر ومقاتل لشکر ایشان عاصی است عند الله شهید ما مقبول است ومیمون وقتیل ایشان مطرود
است وملعون واین حکم ثابت است باصول اربعه اسلامیه یعنی بکتاب وسنت واجماع وقیاس اما کتاب

[1] از بیخ بر کندن ۱۲

پس میگوئیم که سردارِ مذکور در قسمے از اقسام منافقین داخل ست که قتل و قتالِ ایشان منصوص حضرتِ خلاق[1] اجل وعلا
و منطوق آیاتِ مالکِ بالاستحقاق اما اینکه واز جملهٔ منافقین ست از بس که موالات با کفارِ بدانجام و مواخات
با فجارِ لئام بحدّے میدارد که آثارِ آن هویدا و آشکار ست کالشمس فی رابعة النهار و همین موالات علامت
نفاق ست (قال الله تبارک و تعالیٰ فی سورة النساء) وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ و اما اینکه او در قسم مذکور داخل است
پس بیانش آنکه حضرت ملک علام در کلام هدایت التیام خود چند اقسام از منافقین لئام مذکور فرموده
از انجمله بعض ایشان را ذکر کرده که اگرچه در دل قوت ایمانی و محبت رحمانی می دارند اما هیچ مضرتے بروسائے
ارکین یا ضعفائے مساکین نمیرسانند بلکه بنا بر ظهور سطوت و عسکر اسلام و وفور صولت اتباع سید
الانام مرعوب گردیده جبرًا و کرهًا بظاهر در سلک مسلمین منسلک اند و بباطن در محبت شیاطین منهمک
و قومے دیگر را از ایشان مذکور فرموده که بتدبیرات [illegible] تزویرات نفاق انگیز در بدخواهی اسلام
و خیرخواهی کفار لئام جد و جهد مو[illegible] مشکور بجامی آرند و آنرا باعث
حفاظت و صیانت خود از تخریب معاندین نابکار و تشریب مجاهدین [illegible] وقت محاربه
و مضاربه میسر میشود پس در آنوقت در اعانت کفار بدانجام و اهانت جنود اهل اسلام میکو[illegible]
مستمره سردار مسطور ست پس در حق این قسم منافقین بقتال و جدال و هتک و فتک امر صادر گردید چنانچه حق
جل و علا در سورهٔ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ - و در اقسام منافقین در همین رکوع
رکوع ذکر نموده بعد ازان آخر همین رکوع فرموده سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
مُبِينًا ۝ و اما سنت پس بیانش آنکه از سردارِ مذکور بکرّات و مرّات واقع گردیده که هر وقتیکه مسلمین بنا بر غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدم خود می سازند و طرح جهاد بنام او می اندازند این منافق بدانجام التیام کفارِ
لئام پیش می کنند و در اجماع اهل اسلام نیش میزنند و قتل این قسم منافقین لئام از احکام سید الانام است
اخرج مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقول من اتاکم
و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم چنانچه همین حدیث را صاحب
مشکوٰة هم در کتاب الامارة والقضاء روایت کرده و اما اجماع پس بیانش آنکه اجماعِ سلف و خلف برین معنی
متحقق گردیده که اگر قومے بر ترکِ چیزے از شعائر اسلام اصرار نمایند و معارضهٔ آمرین بالمعروف اختیار

[1] محبت و دوستی ۱۲

کنند پس قتل و قتالِ ایشان مباح و حلال می شود چنانچه جناب خلیفهٔ رسول اللہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ
تعالی عنه بر سرِ مانعین زکوٰة فوج کشی فرمودند هیچ تردّدے و تشکّکے درین مقدمه ننمودند و در حق تارکین ختان
و امثال ایشان همین فتوی جاریست و در میانِ علمائے هر چهار مذهب همین دعوی ساریست - و کدام شعار
از شعائرِ اسلام از جهادِ کفارِ لئام ارجح خواهد بود و کدام مرتبه معارضه از ارادهٔ قتل و نهبِ مجاهدین اقبح
و اما قیاس پس بیانش آنکه از بسکه لشکرِ سردارِ مذکور ارادهٔ قتل و نهبِ مجاهدینِ هندوستان کردند و در بعضے
اوقات چپاول بر ایشان بردند و رعایائے خود را بر ایشان برانگیختند و کسیکه با ایشان نوعے از مواسات
کردی ایحال آبرویش ریختند پس ازین سبب غازیان هندوستان متوحش گردیدند و غازیانِ خراسان
متوقف پس گویا که ارجاف فعلے که عبارت از افشاءِ اخبارِ موحشه است از وے صادر میگردد پس وقتیکه در
حق اهلِ ارجاف قولی که بمراتب ضعف از ارجاف فعلی است باخذ و قتل امر وارد گردیده چنانچه حق جل و
علا در سورهٔ احزاب میفرماید لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا
وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ پس در حقِ مثلِ این اهلِ فساد بدخواهِ کافهٔ عباد امرِ مذکور بالاولی ثابت خواهد شد زیراکه
علت امرِ مذکور در صورتِ منصوصه همین تفسیرِ مؤمنین و تبشیرِ کافرین و آن درینصورت اکمل یافته بلکه اگر
راست پرسی این صورت مفهوم بدلالة النص تصور باید کرد که قطعی است نه معلوم بقیاس که ظنی است چون
علتِ امرِ منصوص ظاهر و باهر است بر جماهیرِ دانایانِ لغت و وجودِ آن درینصورت بطریقِ قوت و کمال
بدیهی - الغرض وقتیکه حکمِ مذکور باصولِ اربعهٔ اسلامیه ثابت شد حالانکه پر ظاهر است که ثبوتِ حکمے از
احکام باصلے از اصولِ اسلام هم کافی و شافی است چه جائیکه باصولِ چهارگانه مبرهن گردد لامحاله بر هر
یگانه و بیگانه ظاهر و روشن شود بنابر علیه بخدمتِ جماهیرِ مسلمین خصوصًا مشاهیرِ مؤمنین نوشته می شود
که بر این ازالهٔ فساد که اساسِ قیامِ جهاد است کمر بسته نمایند و حمیتِ اسلامی و غیرتِ ایمانی را کار فرمایند تا
عند اللہ و عند الرسول و کافهٔ مؤمنین و علمائے مجتهدین سرخرو شوند و در خیر خواهیِ دینِ محمدی یکسو یکرو و
از الوثاسِ شقاق و الواثِ نفاق مطهّر و پاک گردند و در امتثالِ احکامِ ملکِ علّام و اتّباعِ اوامرِ سید الانام
چست و چالاک - هرچند این عاجز خاکسار مع جمعے از مهاجرینِ ابرار ساعاتِ لیل و نهار درهمین کار و بار
مشغول است و ظهورِ ثمراتِ آن درگاه خواجهٔ انس و جان عنقریب مامول - اگر کسے دیگر از مؤمنین مخلصین
شریکِ حال ما گردد پس هو نعمت خوشتر و اعلی و الا توکل بر مفادِ کریمهٔ بشارت ضمیمهٔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ از همه بهتر و اولی - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین

بسم الله الرحمن الرحیم

مکتوب از جانب امیر المؤمنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

از فقیر سید احمد بخدمت عمدۀ خوانین عظام قدوۀ اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب والا مناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه - رقیمۀ کریمه در موضع خویشگی نزد فقیر رسید مضامین مندرجه واضح گردید - مخدوما حقیقت الامر آنست که این فقیر از بندگان اطاعت شعار و مطیعان مالک مختار است بجز مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق جلت قدرته و عمت رحمته کسی را از مخلوقات و یکی را از ممکنات بر سر خود حاکم نمی داند و در حق خود منعم نمی شمارد و هیچ یکی از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد هرچند همین معنی بر ضمائر مودت ذخائر دوستان فقیر واضح و لائح است اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید میگوید که خدای پاک را جل جلاله و عم نواله که دانای پنهان و آشکارا و عالم جمیع خفیات و اسرار است گواه می کنم بر همین که آنچه داعیۀ جهاد و عزم ازالۀ فساد درازمویان (سکهان) [illegible] اصلاً و مطلقاً بکدورت طلب مال و عزت و جاه و جلال و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و [illegible] هرگز هرگز ممزوج و مخلوط نیست آنچه دعوت مسلمین بسوی اقامت این رکن رکین از فقیر صادر میگردد [illegible] ایشان بسوی رضامندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیه افضل الصلوة والتسلیم است و هیچ غرضی از اغراض خسیسۀ دنیاویه درمیان نه والله علی ما نقول وکیل - پس فقیر را از اهتمام این جد و جهد همین معنی منظور است که امتثال احکام الهیه که در مقدمۀ قتال اهل کفر و ضلال وارد شده چنانچه کلمۀ جاهدوا باموالکم وانفسکم در کلام مجید جابجا واقع گردیده از فقیر صورت بندد بالجمله بندۀ اطاعت شعار را بجز امتثال اوامر مولای خود چاره نیست و آنچه وعدۀ الهیه بکفالت و وکالت مجاهدین و تائید و نصرت مقاتلین صادقین وارد گردیده چنانچه منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ - و کلمۀ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ و کلمۀ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ - و کلمۀ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ - و کلمۀ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - همین مواعید مذکوره درباب تسلی خاطر و اطمینان قلب و اعتماد بر حمایت حضرت رب العالمین این فقیر را و سائر مؤمنین مخلصین را کافی و شافی است پس فقیر بر همین مواعید الهیه اعتماد نموده و امتثال احکام حاکم خود را قبلۀ همت خود ساخته و جمیع ما سوی الله را پس پشت انداخته و از چپ و راست چشم همت بسته و راه رضا جوئی مولای خود پیش رو نهاده بکمال اطمینان و فرحت و غایت بشاشت و مسرت درین راه تگاپوی می نماید هر که شرکت فقیر درین باب

اختیار کرد سعادتِ دوجہانی وراحتِ جاودانی بدست آورد وہر کہ در نیابد رفاقتِ فقیر سر پیچید لابد
روزے دست ندامت خواہد گزید زیرا کہ فقیر درین باب بہ اشاراتِ غیبی مامور ہست و بہ بشاراتِ لاریبی مبشر
ہرگز ہرگز شبہہ و وسوسہ شیطانی وشائبہ ہوائے نفسانی باین الہامِ رحمانی ممتزج نیست - بالجملہ فقیر را امتثال
حکمِ الٰہی از تہ دل مقصود ہست و اعتماد بوعدۂ الٰہیہ بکلی حاصل - واما اینکہ وعدہ الٰہیہ بچہ طریق ظاہر گردد پس بندۂ
عبودیت شعار را چہ یارا کہ از مالکِ خود بپرسد کہ وعدۂ خود بچہ طور ایفاء خواہی کرد کہ این سوال خارج از آداب
آداب عبودیت ہست - بالجملہ از گفتگوی چون وچرا بیزارم واز مائدہ اطاعتِ محض ذلہ بردار والسلام علی
من تبع الہدیٰ واجتنب عن اتباع النفس والہویٰ - علیٰ ہذا بسکہ آن والا مناصب نگارش فرمودہ بودند کہ
فقیر مکنونِ خود را بنگارد ہر چند در دلِ ہدایت منزل از الہاماتِ رحمانی وانوارِ ایمانی مکنون می دارد از
حیطۂ تحریر وتقریر بیرون ہست زیادہ والسلام مع الاکرام

نمبر ۵ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب
عظمت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلامِ مسنون ودعا کہ اجابت مقرون واضح آنکہ
احوالِ این حدود بکرم ربِ معبود مستوجب حمد وشکر ہست و عنایتِ رحمانی وحمایتِ ربانی بوجہے شاملِ حالِ
ما ضعفاء ہست کہ از احاطۂ تحریر وتقریر بیرون ہست و قلوبِ خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بقدرتِ کاملۂ
خالقِ انام بحدے مسخر گردیدہ کہ صرفِ جان ومال وترکِ اہل وعیال در رفاقتِ این فقیر واطاعتِ این ضعیف
برایشان آسان تر می نماید بالجملہ حالِ جمہورِ مؤمنینِ این دیار عموماً و صادقینِ قومِ آفریدی ویوسف زئی
خصوصاً دگرگون گردیدہ کہ در عروقِ قلوبِ ایشان شادابی آبِ زلالِ ایمانی رسیدہ وایشان را برای ادراکِ سعادتِ
جاودانی وراحتِ دوجہانی مستعد گردانیدہ - الحق کہ اگر این جانِ ناتوان ونہادِ سست بنیاد ومالِ سریع
الزوال ومتاعِ قلیل الانتفاع وعزتِ منسوب بذلت امروز در تحصیل رضائے ایزد متعال بکار نیاید پس ہیچ کار آمدنی
نیست ودر شغل این وقت اگر مصروف نگردید صرف خیالی ہست پر اختلال بلکہ جالبِ نکبت و وبال درین کلام
نیک تامل فرمایند و بر مبالغہ ومسامحہ حمل نمایند بلکہ لبِ محض وحقِ بحت ہست مرا خود مید انند کہ از جنس شعرائے
خیال بند وفصحائے بلاغت پیوند کہ بنا بر مجرد عبارت آرائی والفاظ پیرائی چندے از کلماتِ لطیفہ جمع می کنند
وخیالاتِ نازک در آن ودیعت می نہند ولذتِ خیالیہ از آن بر میگیرند بنابر مجرد مشغولیِ وقت این تکلفات بکار
می بندند نیستم بلکہ این کلام ہدایت التیام لُبِ لباب حق الہام ہست اما وحی پس بیانش آنکہ حق جل وعلا
در کلامِ پاکِ خود می فرماید قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ تا الْفٰسِقِیْنَ - اما بیانِ الہام پس فقیر از

پردۂ غیب بہ بشاراتِ ربّانی باستیصالِ کفارِ درازمویان (یعنی قوم سکھ) ماموریست واز کمینِ لاریب بشاراتِ
رحمانی بغلبۂ مجاہدین ابرار مبشّر پس ہر کہ امروز جان ومال وعزت ووجاہتِ خود را در اعلائے کلمۂ ربّ العالمین
واحیائے سُنّتِ سیّد المرسلین بخوشی خود صرف نخواہد کرد لابد فردا از و بزور کشیدہ خواہد شد وجز باد حسرت و
ندامت در دستِ او نخواہد ماند بنا بر آن نگارش کردہ می شود کہ جماعۂ مومنین اصلاح خود را عموماً و رؤسا را
خصوصاً بوجہیکہ مناسبِ وقت دانند ہمین بخوبی فہمانند تا ایشان از مہالکِ دنیا و آخرت مامون و بمنافعِ
کونین فائز شوند — چون مکنونِ خاطرِ خود بنگارشش آوردن ضرور بود بناء علیہ بر
سطرے چند اکتفا رفت زیادہ والسلام مع الاکرام ۞

نمبر ۹ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خانان غلجائی رئیسِ قلات بیلیخ مکتوبِ شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم — از امیر المومنین سیّد احمد بجنابِ مستطاب معلی القاب یادگارِ سلاطینِ کرام تذکارِ
خواقینِ ذوی الاحتشام زینت بخشِ چار بالشِ حشمت وشوکت یکہ تازِ رخشِ سطوت وصولت شجاعت
شعار شہامت آثار دیانت دثار جلالت نشان سردارِ سرداران خان خانان اید اللہ جلالہ وضاعف
اقبالہ بعد از سلامِ مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی [illegible] محبت
واخلاص ومودت واختصاص وقوت واستعداد در مقدمۂ اقامتِ جہاد وازالۂ بغی وفساد بادیگر مضامینِ
الفت آگین رسید انواعِ فرحت وسرور وبدیدہ ودل را نور بخشید — الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرمِ عمیمِ خود آفاق
جہان را بشمول آن رئیس صاحبِ غیرتِ ایمانی وحمیتِ اسلامی منور گرداند منعم ذوی النوال بفضل و
کرم خود این تخمِ ایمانی را کہ بر جہت خاصۂ خود در سینۂ صفا گنجینہ کاشتہ مثمرِ ثمراتِ جمیلہ در دنیا وعقبیٰ گرداناد
وآنچہ در بابِ توجہِ ہمتِ علیا باصلاحِ بنو دادان خامہ ریز فرمودہ بودند کہ از آن سو اقامت واستیصالِ کفر وعناد
نمودہ آید ہرچند ہمین اقتضائے مقاصدِ قلبی ست لیکن اگر عنانِ ظفر توامان بآن سمت منعطف گردد منافقین
مفسدین فتنہ وفساد برپا خواہند نمود پس اصلح والنسب چنان می نماید کہ اول در بارۂ استیصالِ منافقین
بدمآل سعی بلیغ بجا آوردہ شود ہرگاہ قرب وجوار آنجناب از آثار منافقین بدکردار پاک گردد باز بجمعیتِ خاطر
واطمینانِ قلب بسر انجام دادن اصل مقصود متوجہ تواند شد پس مصلحتِ وقت ہمین کہ نخستین در ازالۂ
فسادِ منافقین جد بلیغ بجا آرند و ہر چند طریقِ دفعِ فتنۂ این منافقین آنجناب خود خوب میدانند و درفن
لشکر کشی وکشور کشائی بخوبی ماہر لاکن بنظر این جانب مصلحت چنان می نماید کہ دلِ جلادت منزل درین
مہم عظیم بے اعانتِ کسے اقدام ننماید و اگر باستقبالِ آنجناب در استیصالِ منافقین یارش شورش فتنہ وفساد
نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس وقشون خود فراہم آوردہ خود آنجناب در نواحی غزنین مقابلہ

منافقین بطریق چھپا و آنماز فرمایند و بعض را از همراهیان با جمعے کثیر از الوس قشون بنواحی کابل تعین فرمایند
تا ایشان هم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و اینجانب[له] ازین سو متوجه بر منافقین
پشاور شود و بعد از تصفیهٔ آن مقام از الواث منافقین بد انجام بجلال آباد برسد و همچنین از انجا بکابل
فائز گردد تا منافقین مطرودین که از پشاور تا قندهار منتشر اند بوجهے متزلزل شوند که هر کس بخیال خود
گرفتار بود و بے دست و پا گردیده اعانت همدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنها متعذر گردد اگر استقلال
خود را در پشاور باعث شورش فتنه دانند و مظنهٔ آن باشد که قوم درانی بنا بر جمعیت قومیت و دیانت
الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلهٔ انتخاب اتفاق کنند پس لابد رؤسائے ایشان را شریک خود باید کرد و
استعانت بارباب سلطنت باید جست اما اینکه استقلال جناب درین مقدمه باعث فتنه و فساد است یا
نه پس در پشاور دیانت و کیاست را کار فرمایند و با عقلائے متدین مشوره جویند و دل هدایت منزل
را از حمیت الوس و رعایت منصب پاک ساخته و مجرد خیر خواهی اسلام را قبلهٔ همت نموده نیکو تامل فرمایند
پس در هر کدام شق از شقین که خیر خواه[illegible] محمدیه مضمون را اختیار فرمایند شما را در اختیار یکے از هر دو شق
اختیار است اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط ملفوفه مع خطوط خود مشتمل بهمین مضمون بهرات ارسال فرمایند
و اگر اول بنظر صائب ترجیح یابد پس اصلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجه کار شوند و اینجانب را
باستعجال تمام بر آن اطلاع بخشند تا ازین صوب سرگرم مهم گردد و حسب الطلب خطوط مشفقانه بنام رؤسائے
بنون و دامان وغیره می رسند اما این ملحوظ خاطر دانش ذخائر باید داشت که نواب شیر محمد خان رئیس ڈیره
اسمٰعیل خان[نام مقام ۱۲] و دیگر سرور خان[نام مقام ۱۲] هر چند با اینجانب اظهار اخلاص و مودت می نمایند اما فی الحقیقت از زمرهٔ منافقین
اند از مداخلت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بنوعے بر ایشان اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسائے و ضعفاء
و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جماهیر مومنین و مشاهیر سادات و علماء دین از اضلاع پکھلی و سوات و بنیر
و حوالی پشاور و خیبر و تنگرهار و پکھلی و نواحی کشمیر با اینجانب عقد رفاقت و اطاعت محکم بسته اند که عند الطلب
بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال در تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین
بد مآل هرگز قصور نورزیم هر چند مستعد گردیدن اینهمه اقوام فی الحقیقت محض قدرت قادر علی الاطلاق است
اما بظاهر بسبب ظهور منافقین و خیر خواهی آنها در حق کفار متمردین و بد خواهی درباره مسلمین جمیع مومنین
را رگ غیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی در خروش آمد انشاء الله تعالی بحول و قوت ربانی و تائیدات
آسمانی عنقریب مقدمهٔ گوشمال منافقین و مجاهدهٔ مشرکین پیش کرده می شود و رجائے واثق از حضرت خالق
عیان دارم که جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البته مظفر و منصور گردند چنانچه در کلام هدایت التیام

[له] یعنی سید احمد صاحب قدس سره ۱۲

سیفر باید کذالک حقاً علینا نصر المؤمنین وانّ جندنا لہم الغالبون - و یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت
اقدامکم پس فتح و نصرت از مواعید صادقہ رب الجلال است و خلف در آن محال - پس لازم کہ محبت مال و
یعنی خلاف آن ۱۲
جان و اخوان و اوطان پس پشت انداختہ محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلۂ ہمت ساختہ صرف بہ نیت
نصرت دین متین و اعلائے کلمۂ رب العالمین کمر بستہ در جنود رب العالمین داخل گشتہ خود را بمعرکۂ قتل و قتال بیندازند
انشاء اللہ تعالی در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق و اخریٰ تحبونہا نصر من اللہ و فتح قریب ابواب فتوح
مفتوح خواہند گردید و تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار شرار و منافقین بدکردار ضرور
بالضرور بدست خواہد آمد لیکن این ہمہ این و آن را از زوائد منافع تصور دیدہ ہرگز مدار اقامت جہاد نباید ساخت
و آنہا از نظر ہمت بلند باید انداخت پس ہر گاہ باین نیت پاک خود را در سلک مجاہدین منسلک خواہند کرد بلا ریب
در جنود اللہ معدود خواہند شد و بر طبق وعدۂ حقہ نصرت و ظفر بدست خواہد آمد و علاوہ برین آنکہ اینجانب بارہا
[illegible] بکلام روحانی و الہام ربانی در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد باشارات
صریحہ [illegible] و فتح [illegible] شدہ و چون مواعید الہام مطابق کلام ملک
علام باشد لابد قبول باید داشت و عمل بر آن باید ساخت [illegible] و اتباع اینجانب را کہ ہم
عمیم خود بہمین وجہ در سلک مجاہدین منسلک گردانیدہ و بیخ محبت دنیا [illegible]
این طریق را بہ تعلیم خاص فہمانیدہ و بجذر قلب انداختہ و بہ تعلیم آن امر فرمودہ بہ برکت ہمین خلوص منصب
مشرف نمودہ ہر چند این معنی بر ہزاران ہزار بلکہ بر خلائق بے شمار از و افغان حال این خاکسار واضح و لائح است
چنانچہ بسیارے از اہل ہند و سند و خراسان بر این معنی آگاہ شدہ اند و اغلب کہ آنجناب ہم مطلع بودہ باشند اما بنا بر
تاکید بطریق تجدید میگویم کہ خدائے پاک عالم سرائر و الخفیات را گواہ می نمایم کہ داعیۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر
و عناد از دل اخلاص منزل می جوشد اصلاً شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی باین داعیۂ
ربانی مخلوط نہ گشتہ - و اللہ علی ما نقول وکیل - زیادہ بجز تاکید اکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو سریع
السیر چہ نگارش رود کہ مقدمۂ عظیمہ بر رسیدن جواب متوقف است . و السلام مع الاکرام ؛

(نمبر) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف ربانی معدن خلاق
جہانبانی مسند آرائے محافل جاہ و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے میادین شہامت
معرکہ پیرائے اساطین شجاعت جم جاہ رفیع پایگاہ ابد اللہ ظلال جلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از ادائے تحیات
مسنونۂ سید الانام و اظہار تعظیمات مکنونۂ قلوب اہل مودت و التیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی مباد - از بسکہ اقامت

جہاد و ازالہ بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد ست خصوصاً درین چنین زمان
کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بحدے رسیدہ کہ تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از
دست کفرۂ متمردین و بغاوت بوقوع آمدہ و این فتنۂ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سند را فرا گرفتہ
پس درینصورت تغافل در مقدمہ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین
از اکبر معاصی و اقبح آثام ست بنا علیہ این بندۂ درگاہ حضرت الٰہ از وطن مالوفۂ خود برخاستہ در دیار
ہند و سند و خراسان دورہ و سیر نمودہ و مومنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد
لله و المنة کہ اکثر مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت
اینجانب اختیار نمودند و اطاعت اینجانب درین مقدمہ التزام کردند و از بسکہ اقامت جہاد با اہل کفر و
فساد بدون نصب امام صورت نمی بست بنا علیہ جماہیر مجاہدین و مشاہیر اعلام دین بر دست اینجانب
بیعت امامت بجا آوردہ خطبہ بنام اینجانب خواندند از انجا کہ درمیان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت
عظیم است کہ نصب امام برائے اقامت جہاد و ازالہ بغی و فساد ست تسلط بر بلاد و امصار و تملک اضلاع و اقطار
امام و اتباع آن از مقصود لذاتہ نمی باشد بلکہ حق حکومت و سلطنت بمستحقان او می رسانند بخلاف منصب
سلطنت کہ مقصود اصلی از ان حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشور کشائی است لہذا بجناب
معلی القاب شاہزادۂ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی
نگارش کردہ میشود کہ بنا بر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین
مملکت قدیم حضور را از انجاس مشرکین و الواث مفسدین مطہر و پاک گردانیدہ حق بحقدار رسانند و این
وعدہ بذمۂ اینجانب واجب الایفا ست اما بشرط عہود وثیقہ و مواعید درست از ایشان برہمین بگیرند
کہ شکر این نعمت عظمیٰ بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بستہ جہاد را جاری دارند و گاہے او را معطل نسازند
و در آئین انتظام ممالک رعایت قوانین شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس
درینصورت اگر اشارت حضور لامع النور ہم بشاہزادۂ ممدوح در مقدمۂ متوجہ شدن ایشان بسر انجام
دادن این مہم صادر گردد البتہ مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت - زیادہ تطویل کلام بحضور
آن سلطان اسلام لقمان را حکمت آموختن است بنا بران برین چند سطور اکتفا نمودہ شد - آفتاب سلطنت
و اقبال دائما تابندہ و درخشندہ باد *

نمبر ۵ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادۂ کامران

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام نقاوۂ

دودمانِ خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت وشوکت یکه تازِ رخش سطوت وصولت یادگار
ارباب سیف وقلم جگر گوشۂ اصحابِ جود وکرم گل سرسبز چمنستانِ شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد
اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ از بسکہ مہاجرت از
بلادِ کفر وفساد ومجاہدہ با اہل کفر وعناد ومقابلہ ارباب بغی وفساد از اعظم ارکانِ اسلام است وتساہل وتغافل درین
اقبح معاصی وآثام لہذا وقتیکہ این ملک از شیوع آثار اہل کفر وطغیان مملو ومشحون گردیدہ واین جانب از
وطن مالوف خود برخاستہ بہ نیت ہجرت وجہاد بسمت خراسان متوجہ شدہ چون درین اضلاع رسید تمام
این بلاد را از مفاسد اہل بغی وعناد مملو دید بنا بر علیہ در اوطانِ یوسف زئی رسیدہ مومنین آن دیار ومسلمین
آن اقطار را بسوئے اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد للہ کہ این دعوتِ
حق رفتہ رفتہ بگوش اکثر مسلمین از خانزیان اہل ننگرہار وآفریدیان وختک ومہمند وخلیل واہل سوات
و[illegible] مخلصین وصادقین راسخین این دعوت حق را
[illegible] جانب اختیار [illegible] مسلم داشتند واز انجا کہ قتال
کفار لئام شرعا بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیہ [illegible]
بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند وخطبہ بنام اینجانب خواندہ ربقۂ اطاعت وانقیاد [illegible]
خود ہا انداختند امامت این جانب مسلم داشتند۔ اما چندے از منافقین کہ فرق درمیان منصب امامت ومنصب
سلطنت نفہمیدہ وبندۂ درگاہ حضرت الٰہ را طالب سلطنت تصور کردہ درپئے عداوت مجاہدین افتادند
حالانکہ خالق البریات وعالم السرائر والخفیات گواہ است بر معنی کہ گاہے بردل اخلاص منزل اینجانب
آرزوئے حصول معنی تملک خزائن بے شمار وتسلط بلاد وامصار یا طلب عزت ووجاہت وریاست وامارت
یا فرمانروائی براقران واخوان یا اہانت رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین والاتبار گاہے
خطور ہم نکردہ ووسوسۂ آن ہم ہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام این معرکہ پیرائی وعربدہ آرائی غیر
از اعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین واستیصال کفرۂ متمردین واستخلاص بلادِ
مومنین از دست بغاۃ مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست۔ علاوہ برین آنکہ اینجانب از پردۂ غیب
بکمن لاریب بہ اشاراتِ اقامت جہاد وازالۂ کفر وفساد مامور است وبہ بشاراتِ فتح وظفر مبشر چنانچہ
بکرات ومرات بکلام روحانی والہامِ ربانی برین ملطف رحمانی مطلع گردیدہ کہ ہرگز ہرگز شائبۂ وسوسۂ شیطانی
وشائبۂ ہوائے نفسانی بآن مخلوط نشدہ بالجملہ چون منافقین مفسدین بحمایت کفرۂ متمردین کمر بستند و
عداوت مجاہدین بروئے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جہاد ومتممات کفر وفساد گردیدہ

بنا رحلیہ اینجانب کافہ مجاہدین را بگوشمالی منافقین ترغیب نمودہ چنانچہ عنقریب بسر انجام دادن این مہم عظیم بحول و قوت رب کریم متوجہ میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین و الواث منافقین بمستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہد شد اما بشرطیکہ شکر این انعام الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطل نگزارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات از قوانین شریعت سرمو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز خود اینجانب مع مجاہدین صادقین بسمت لاہور بنا بر ازالۂ اہل کفر و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصود اصلی خود اقامت جہاد بر اقوام سکھ مالک پنجاب ہست نہ توطن در دیار افغانستان و یاغستان بالجملہ خان عالی شان رفیع المکان خان خانان غلجائی رئیس قلات بسبب کمال علو ہمت و وفور رغبت در مقدمۂ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی این دعوت را بگوش ہوش شنیدہ مستعد مقاتلۂ کفار شرار و مقابلۂ منافقین نگونسار گردید فالحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا خان ممدوح را باین توفیق موفق گردانیدہ لہٰذا بجناب مستطاب نگارش کردہ می شود کہ ہر چند نصرت دین و اعانت مجاہدین بصرف جان و مال بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و مؤکد ہست اما چون توجہ آنجناب باین دیار و اقطار بنا بر موانع چند و چند ظاہر استعذر می نماید پس لازم کہ چند کس را از ملازمان خاص کہ بعقل و کیاست موصوف باشند و بغیرت و وجاہت معروف و بہ بلند پائگی اختصاص بنسبت بہ آنجناب مشہور باین سمت روانہ فرمایند تا بعضے از ایشان بخان ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند کہ درینباب مشارکت آنجناب متحقق گردد و استحقاق حصول فوائد اخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حق خود از دست باغیان مفسدین بدست آید۔ باقی بتطویل کلام بجناب آن قدوہ اولی الافہام لقمان را حکمت آموختن است چہ آنجناب درین ابواب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم و تجربہ کار اند و عاقل و ہوشیار۔ زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۹) مکتوب اطلاعی نصب امام و اقامت جہاد از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت جمیع مترصدان اخبار مہاجرین و استفصال آثار مجاہدین از مؤمنین ابرار و صادقین اخیار سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ الحمد للہ والمنۃ کہ فقیر مع جمیع رفقا خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و عافیت تمام تا بہ اضلاع یوسف زئی رسید چنانچہ اخبار کوچ و مقام فقیر تا بہ بلدۂ شکار پور بسمع مبارک رسیدہ باشد بعد ازان از درۂ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کردہ تا بلدۂ قندہار رسیدہ در بلدۂ مذکور ہفت

روز مقام کرد بعد ازان بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنائے راه با مومنین راسخین و مسلمین صادقین
از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید باکمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چون بدار السلطنت
کابل رسیدیم اهالی بلده مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و روسائے عالی مقام
و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نهایت اظهار مودت ملاقات نمودند دران ایام فیما بین سرداران
کابل مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنا بر امید اینمعنی که شاید بسعی فقیر رفع منازعت و
وقوع مصالحت صورت بندد مدت چهل و پنج روز تخمیناً دران بلده اقامت نمود آخر الامر چون سعی خود را
سفید ندید رخت اقامت از بلدهٔ مذکور بر کشید و بسمت پشاور عازم گردید در اثنائے این راه هم مثل سابق
بلکه از ان زیاده ازدحام مومنین مخلصین و اجتماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازان به بلدهٔ پشاور رسید
و با صغار و کبار آنجا ملاقات نموده دو سه روز در آن مقام اقامت کرده بسمت موضع هشت نگر که بفاصلهٔ
ده کروه بسمت مشرق از پشاور [illegible] یوسف زئی واقع است دران موضع چند روز اقامت نموده
[illegible] ازالهٔ کفر و فساد ترغیب نمود بقدرت کامله
[illegible] جمعے غفیر از مومنین آن اطراف [illegible] ادت و ادراک این
سعادت فراهم آمدند بعد ازان از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خویشگی رسید [illegible]
اقامت چند روزه نموده درین اثنائے لشکر سکهان که بقدر ده هزار سوار و پیاده باشد بسر کردگی [illegible]
ابن عم رنجیت سنگه بموضع اکوره که بفاصلهٔ هفت کروه از موضع نوشهره واقع است رسید هر چند درمیان
جنود مجاهدین و لشکر کفرهٔ ملاعین دریائے لنڈه حائل بود اما هیبت و رعب یکے بر دیگرے بسبب قرب
مجاورت هویدا گردید لابد مصلحت وقت چنان اقتضا کرد که جمعے از مجاهدین صادقین شباشب از دریائے
مسطور عبور کنانیده بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاهدین ممدوحین بشب بستم
شهر جمادی الاولی سنه ۱۲۴۲ هجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آوردند مثل روز قیامت در آخر زمان
شب بر سر غافلین و فتنه رسیدند و توپ و تفنگ را معطل کنانیده کار و بار بسیوف قاطعه رسانیدند و هم
صبح آب شمشیر بران مثل ریزش باران بر سر ایشان بارید بسیارے از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیارے
بزخمهائے پر خطر تا لب سقر رسیدند و اشیائے نفیسه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و اقمشه دست برد
گردید بالجمله بابے از ابواب فتوح بر روی مجاهدین مفتوح گردید و دروازه از دروازهائے جهنم برائے تعذیب
کفار کشاده شد بعد ازان مجاهدین مذکورین بفرودگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر
از موضع نوشهره کوچ کرده بموضع هنڈ که گذرگاه دریائے اباسین است رسید بار دیگر جماعهٔ از جنود مجاهدین

شبا شب از دریاے اباسین عبور نموده بر سر قریه حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت آورده جمعے را از ایشان دستهٔ تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کرده آوردند و درین نوبت اموال خطیره و غنائم کثیره از نقود و اجناس بدست عموم ناس آنقدر افتاد که از تقریر و تحریر بیرون است - لشکر بدھ سنگھ مخذول چون درین هر دو نوبت شجاعت مومنین و جلادت مجاهدین ظاهر و باهر دید از هیبت ایشان مرعوب گردید و از فرودگاه خود اقامت برکشید و در مقام دیگر فروکش شد که گرد لشکر خود سنگهر کرد چنانچه وقت تحریر این رقیمه بدست خود جان خود را در زندان سنگهر مقید ساخت و از اعظم سوانح عجیبه اینست که از بسکه مجمع جنود مجاهدین در هر دو نوبت مثل بلوائے عام و لشکرے بے سر بود و در کوچ و مقام بے انتظام و لهذا غنائم در هر دو نوبت بر قانون شرع منقسم نگردیده بلکه هر که از ایشان چیزے بدست آورده خفیه بجائے خود برده بنا علیه جمهور مومنین حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امرائے عالی مقام و سائر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام که در آن مقام حاضر بودند بر همین اتفاق نمودند که اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر وجه مشروع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنا علیه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه ۱۲۴۲ هجری قدسی بیعت امامت بر دست فقیر بجا آوردند و ربقهٔ اطاعت فقیر در گردن خود ها انداختند و بروز جمعه خطبه بنام فقیر خواندند انشاء الله تعالی به برکت ادائے این رکن رکین یعنی نصب امام که مدار اکثر احکام دین است ضرور بالضرور انشاء الله الغفور مظفر و منصور خواهند گردید اینست بیان اجمالی احوال این فقیر غرض از نگارش این وقائع آنکه وقت کار بر سر رسید و مقدمهٔ کار زار پیش رو آنجا بید پس هر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است که خود را بعجلت تمام بهر وجه که ممکن باشد نزد فقیر رسانیده در سلک مجاهدین منسلک گرداند - حق جل و علا بقدرت کاملهٔ خود بر طبق منطوق لازم الوثوق کذٰلک حقًّا علینا نصر المؤمنین این مقدمه را بانجام خواهد رسانید و دین محمدی را بر سائر ادیان بر وفق وعدهٔ خود غالب خواهد گردانید اما هر که جان خود را درین معرکه حاضر خواهد کرد گوے سعادت جاودانی از میان خواهد برد و هر که امروز درین مقدمه تقاعد و تکاسل خواهد ورزید لابد فردائے قیامت دست افسوس و ندامت خواهد گزید - و ما علینا الا البلاغ المبین - و السلام علی من اتبع الهدیٰ - تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه ۱۲۴۲ هجری از مقام هند *

نمبر۱ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامهٔ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مهاراجه رنجیت سنگھ

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد روشن ضمیر اصابت تخمیر بسپه سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفاتر جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ

هدی الله تعالی سواء الطریق وامطر علیه سحاب التوفیق ـ پوشیده نماند که نامهٔ فصاحت شمامه مشتمل بر اظهار مراتب دعاوی
شجاعت وشهامت رسید مضامینِ مندرجه واضح گردید ـ ظاهرا آنچه اینجانب را ازین هنگامه آرائی ومعرکه پیرائی
مقصود ست آنرا خوب نفهمیده اند که نامهٔ مذکوره نگارش نموده اند الحال بگوشِ هوش باید شنید وخلاصهٔ آن
بغور تمام باید فهمید که منازعت با اهل حکومت وریاست بنابر اغراض متعدده می باشد بعضے را ازین منازعت
مذکوره حصول مال وریاست مقصود می باشد وبعضے را اظهار شجاعت وشهامت وبعضے را فقط تحصیل مرتبهٔ
شهادت واینجانب را امرے دیگر منظور ست وآن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود که مالک علی الاطلاق وملک
بالاستحقاق ست که در مقدمهٔ نصرت دین محمدی وارد شده ست خدا عزوجل گواه ست برین معنی که اینجانب
را ازین هنگامه آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیه درمیان نیست بلکه آرزوئے آن هم نه گاہے
بر زبان جاری میگردد ونه گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی هر سعی بهر وجه که ممکن می باشد
بجا می آرم وهر تدبیر یکه در آن مفید می نماید بروئے کار می آرم وان شاء الله تعالی تا دم مرگ درهمین سعی مشغول
خواهم ماند وتمام عمر درهمین تدبیرات مبذول خواهم کرد تا زنده ام همین راه می پویم وتا موجودم همین مقصد میجویم
تا سر و پا ست همین راه [illegible] خواه غنی خواه منصب سلطنت یا بم خواه رعیت گری
خواه متهم به جبن شوم خواه متسم به شجاعت [illegible] شهادت ـ آرے اگر بینم که رضائے
مولائے من درهمین منحصر ست که در معرکهٔ جنگ تنها بجانِ خود بیایم پس [illegible]
نمایم ودر مجامع عساکر بید غدغه ووسواس در آیم بالجمله مرا اظهار دعاوی شجاعت وتحصیل ریاست هر
علامتش همین ست که اگر کسے امرا وکبار ورؤسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او
بصد زبان اظهار نمایم واز دیادِ سلطنت او بهزار جان میخواهم بلکه در باب ترقی ریاست او مساعی بے شمار
می آرم این امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف برآید در آن الزام دهند اگر بنظر انصاف غور نمایند اینجانب هیچ قدر
اصلا مطعون وملام نیست زیرا که وقتیکه آن عظمت نشان در مقدمهٔ بجا آوردنِ احکام حاکم خود هیچ
عذرے وحیله نمی توانند آورد حالانکه آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکه از سلسله برادران ایشان ست
پس اینجانب در مقدمهٔ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونه عذر تواند آورد حالانکه آن جلیل الشان خالق
جمیع افراد انسان بلکه مکوّنِ سائر اکوان ست ـ والسلام علی من اتبع الهدیٰ ـ تحریر بتاریخ پانزدهم شهر
جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری ❊

نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میاں یقین الله شاہ لکھنوی

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجاده نشین ارشاد وتلقین رهنمائے

ارباب صدق ویقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاہ الٰہ مخدومی ومکرمی شاہ یقین الله
مدالله ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین الی یوم الدین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ احوالِ بیحد و دبکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر ست کہ شب و روز نعمائے منعم علی الاطلاق والطاف
مالک بالاستحقاق برین عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار مع جماعت مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار باران
صفت می بارد غرضکہ پرورش او بحدے رسیدہ کہ از احاطہ تحریر و تقریر متعذر می نماید بموجب ابیات *
شعر اگر ہر بُن موے باصد زبان + کنم شکر این نعمتش را بیان - بتحریر الفاظہا بے شما - نباشد یکے از
ہزاران ہزار * از اجل نعم ربانی والطاف رحمانی آن است کہ این فقیر را بمحض قدرت کاملہ خود باعلائے
کلمہ رب العلمین واحیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافۂ مومنین بسوئے اقامت این رکن
رکین و جمع عساکر مجاہدین بنابر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید - الحمد لله علی ذالک حمداً
کثیراً ہر چند در مقدمۂ قتل و قتال باہل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا وبینہم سجال در ہر دو طرف فتح
وشکست محتمل است چنانچہ درین ایام خجستہ فرجام مجاہدین اخیار چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور
گردیدند و در یک نوبت بسبب مداخلت چند از منافقین یک گونہ گزندے بہ مومنین صادقین بہم رسید
لاکن الحمد لله والمنتہ کہ ہیچ گونہ فتورے و قصورے در ہمت عالیۂ ایشان راہ نیافتہ چنانچہ این فقیر
تبع آن حادثہ در اضلاع یوسف زئی مثل چہلہ و بنیر و سوات دورہ و سیر نمودہ مومنین آن دیار و مسلمین
و عطار را بہ اقامت جہاد و ازالۂ فساد بالمشافہ ترغیب نمودہ و بسیارے را از اقوام افاغنہ مثل خازیان
وآفریدی ومہمندی وخلیل و غیرہم بہ ادراک این سعادت عظمی و اداے این عبادت کبری بالمکاتبہ
دعوت کرد الحمد لله کہ ہمہ مومنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش ہوش شنیدند
بناءً علیہ در عرصۂ چند روز ان شاء الله بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال
و استیصال اہل کفر و ضلال پیش کردہ خواہد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان
است کہ غلبۂ دین حق بر ادیان باطلہ جلوہ پذیر می گردد خاطر جمع دارند و ہرگز بر اخبار واہیہ کہ منافقین
برائے رنجانیدن مومنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعائے
نصرت دین متین ببارگاہ رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند کہ ہر چند فاعل مختار در ہر کار
و بار محض ذات پروردگار ست و ہر مومن صحیح الاعتقاد را لازم ست کہ در جمیع مقدمات خود بر کارسازی
رب العباد بجان و دل اعتقاد نمایند آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمع اسباب ہم سعی بجا آرد پس
بنا بر ہمین حکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین برخے سعی کردہ شد الحمد لله کہ سعی مذکور بانجام رسید

کہ اقوام کثیرہ از مومنین افاغنہ کہ شمار اشخاص ہر قوم بہ ہزار ہا و لکھوکہا میرسد بہ رفاقت این فقیر اتفاق
نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکہ مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الاتقیاء
بنابر استیصال کفر و فساد و اعلاء دین رب العباد کمر ہمت چست می بندند و نیت قلبیہ درست می کنند
ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق
لازم الوثوق کذلک حقاً علینا نصر المومنین - و ان جندنا لہم الغالبون تائید ایشان می فرماید و پر
ظاہر است کہ شوکت ہیچ کافر متمرد و منافق معاند معارضہ قدرت ربانی و تائید رحمانی نتواند کرد لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد شان
اوست پس ہمین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعدۂ آن کریم نظر باید گماشت اللہ بس باقی
ہوس - زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

نمبر ۱۲ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدہ اراکین عالی مقام قدوۂ خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان
سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ و فقہ اللہ لما یحب و یرضاہ و اوصلہ الی غایۃ ما
یتمناہ - بعد اہدائے احسن تحف اہل اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین سلام و ادعیہ ازدیاد مناصب کونین و
مدارج دارین واضح آنکہ - نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی مشتمل بر مراتب مودت و اتحاد و مدارج خلت و وداد در احسن
اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اضعاف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودت رقم بمنظر
علاقہ صداقت قدیم صادر گردیدہ بود کہ اینجانب علاقۂ اتحاد و اخلاص کہ از مدت مدید فیما بین قائم گردیدہ
از خاطر فاتر محو و منسی گشاند پس الحق از روزیکہ این جانب را با آن حشمت مآب در دار السلطنت کابل
ملاقات گردیدہ و علاقۂ صداقت و اخلاص فیما بین بہم رسیدہ ہیچ گونہ الی الآن بغبار رنجش مکدر نگردیدہ و چیزیکہ
کہ باعث ملال باشد میان نیامدہ پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البتہ علاقۂ مذکور واجب
الرعایت است الا حق جل و علا محض بکرم عمیم و دل اخلاص منزل این ذرۂ بیمقدار و این عاجز خاکسار را بر
طریقۂ بس عجیب و نہجے پر غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیدہ کہ در باب علائق محبت و عداوت پاسداری
وجوہ صداقت و قرابت از نظر انداختہ و محض تحصیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبلۂ ہمت ساختہ
پس محبوب من ہمان است کہ محبوب رب العالمین است و عدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین
است لہذا بخدمت عالی گذارش کردہ می شود کہ اگر در دوستی علاقۂ خود مع اللہ کوشش بلیغ فرمایند تا جائیکہ

بقدر آن محبوب حق شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت همین است که در باب
اطاعت احکام و اعلائے کلمهٔ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرهٔ بد انجام از جمیع علائق
ما سوی الله خواه از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواه از جنس تحصیل سلطنت و وجاهت
خواه از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و در ینباب از جمیع ما سوی الله هر دو دست
بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلهٔ اطاعت احکام ربانی
مطهر سازند و اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندهٔ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد
است که بدون آن هرگز هرگز علاقهٔ عبودیت خالصه از غبار نفاق مصفی نمیگردد اما امید این امر داشتن
که طمع دخول در سلک عباد مخلصین هم دارند و دل خود را از الواث مذکوره هم مطهر ننمایند پس خیالے
است پر اختلال و وهمے است باطل و محال که هرگز هرگز گاهے شدنی نیست بموجب بیت ؎
هم خدا خواهی و هم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون + پس وقتیکه ایمان خالص
از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلهٔ همت خود ساختند همان دم مقام محبوبیت حضرت
حق یافتند (قال الله تبارک و تعالی) فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (و قال الله تعالی) اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝
(و قال الله تبارک و تعالی) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ تا هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس وقتیکه در سلک حزب الله
منسلک گردیدند بالاضطرار محبوب حق شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب همین رقیمه به تفصیل
بر نگارند تا طریق آن فهمانیده شود و بحول و قوت ربانی بمنزل مقصود رسانیده شود - هر چند مضامین مسطوره
بکرات و مرات در قطعات رقائم وداد نگارش کرده شده و بالفعل تکرار لغو می نماید لاکن چه کرده آید که بخیر خواهی
جمهور مؤمنین مامور و بر خواهش صلاح ایشان مفطور بنا بر علیه بار بار همین مضمون در قوالب گوناگون و
البسهٔ رنگارنگ نگارش کرده می شود و الا حضرت رب غیور که علیم بما فی الصدور است آگاه است بخوبی که
این ذرهٔ بیمقدار و عاجز خاکسار هر چند بظاهر قدرے ندارد اما تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم بحت
ممتلی است اظهار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند و فی الحقیقت طلب چیزے که غیر رضائے او
باشد اصلا نمی دارد چنانچه این معنی بر آن جلالت آثار کالشمس فی رابعة النهار ظاهر و آشکار است حق جل و علا بکرم

عمیم شود دراصل جبلّت این امر عظیم ودیعت نهاده بموجب بیت ؎ بارها گفتم و هم بار دگر می گویم + که من گمشده این راه نه بخود می پویم + هر چند بهر حال در دعائے خیر مشغولم و بهر صورت خیر خواه آن حشمت مآب لاکن اگر این معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامه به نسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عباد مقربین بدست آید باقی تفاصیل سرگذشت اینجود و باظهار حال رقیمة الوداد ناظر غلام محی الدین نیکو هویدا خواهد شد۔ زیاده والسلام مع الاکرام۔ تحریر یکم ذی قعد ۱۲۴۲ھ هجری +

(نمبر ۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه بر ضمیر کیاست تخمیر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکارا شده باشد که آنچه اینجانب از وطن مالوف خود برخاسته و محبت اهل و عیال و اخوان و اوطان پس پشت انداخته و مضائب و متاعب مثل این اسفار بعیده بر خود گوارا ساخته در کشاکش جنگ و جدال شب و روز گذرانیده و می گزارد این همه بصدق الله و اعلاء کلمة الله و احیاء سنة رسول الله است هرگز هرگز طلب و خواهش دنیا و ما فیها بآن مخلوط و ممزوج نگردیده از انجا که تطهیر این داعیه رحمانی از تلوث اغراض نفسانی یقیناً و قطعاً معلوم آنجناب است حاجت تکریر ندارد بنا بر علیه آن را بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا می پردازد که در اوائل برپا شدن این هنگامه چند بار جنود مجاهدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آورده مظفر و منصور گردیده بودند و در آن مدت انواع خیر و برکت نسبت مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار معائن و مشهود می گشت هر آئینه ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر است حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سرداران والی پشاور باظهار مودت و اخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراسته و زی نصرت و احیائے سنت سید المرسلین بقامت خود پیراسته مع ساز و سامان خود مشارک فقیر گردیدند از همان ایام نکبت گونه نکبت بسوئے عسکر ظفر پیکر اهل اسلام متوجه گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنها گذشت که اینجانب هم بهیچے مبتلائے عارضه شد که هوش و حواس هم نمی داشت این همه موضوح خاطر حشمت ذخائر بوجه احسن شده باشد لاکن طرفه ماجرا است که چون قوافل غزاة هندوستان با خلاص نیت صرف باعانت سنت سید الانام و نصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقه تدریجاً می رسند چنانکه بقرب و جوار بلده پشاور وارد می شوند سردار مذکور با همه همت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف دهی می نمایند گاہے بر او شان قصد چهاپه می کنند و گاہے اراده جنگ میدان میفرمایند بالجمله سردار مذکور از دین اسلام

بالکل دست بردار شدہ بمشارکت و معاونت کفار بدکردار می کوشد و محبت این گروہ شقاوت پژوہ از جذر قلب
ادمی جو شد پس درین صورت سرداریشاور دررابطہ اسلامیہ را قطع نمودہ راہ بیگانگی ہموہ ندراے فطانت
پیرایے ان منبع ریاست وسیاست و معدن حشمت وکیاست در تمیقد مہ چہ حکم می فرماید واز بسکہ بزبان
صدق ترجمان جناب ہدایت مآب افادات خواجہ عبدالخالق نقشبندی ہمت عالی در مقدمہ فرمانروائی و
کشورکشائی موضوح گشت بنائے علیہ نگارش میرود کہ بمقتضائے محبت دیرینہ و خلت پارینہ از اظہار مافی
الضمیر خود دریغ ننمایند زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقوم بتجبارہ محرم ۱۲۴۳ ہجری

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاہ بخارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیۃ واتباع السنۃ وتکمیل الایقان وکرم وجود
السلاطین بنشر العدالۃ وفضل السماحۃ وتائید الادیان - وفضل جنود المجاہدین بعلو الدرجۃ وعموم المغفرۃ ومزید
الامتنان - والصلوۃ والسلام علی المبعوث بہ تتمیم التوحید وتعلیم السنۃ ومجاہدۃ ائمۃ الکفر والطغیان - وعلی
آلہ واصحابہ الذین سووا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان - وعلی الائمۃ
المہدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاہدین وکافۃ اہل الخلوص والایمان - اما بعد
از امیر المومنین السید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی مہبط الطاف ربانی مورد عنایات
یزدانی مسند آرائے محافل سیادت وکیاست معرکہ پیرائے مجامع شہامت وشجاعت - رونق افزائے
اورنگ عظمت واجلال فرمانروائے کشور حشمت واقبال سرو نہال بوستان جہانبانی گل سرسبز چمنستان
کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضا حامی انوار سنت شہباء ماحی آثار بدعت ظلماء ناہر احکام
رب العالمین قاہر اعدائے شرع مبین منبع ینابیع جود وکرم معدن یواقیت اخلاص وہمم مرجع اساطین
ارباب علوم وحکم ملجاء اراکین اصحاب سیف وقلم جگر گوشہ سلاطین خاندان عدل وسیاست نور دیدہ مصابیح
دودمان فضل وسیادت سلطان بن سلطان خاقان متع المسلمین بطول بقائہ وانطق المومنین بجمیل ثنائہ
ونصر الدین بعز احبابہ ونصر المجاہدین بقہر اعدائہ - بعد از اہدائے تحفہ تسلیمات مسنون وتحیات اکرام مقرون
وتعظیمات اخلاص مشحون ودعوات ترقی مناصب کونین وعلو مراتب نشاتین ملتمس آنکہ - این عاجز
خاکسار ذرہ بیمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین
بر سجادۂ ارشاد وتلقین از صدہا سنین در بلاد ہندوستان استقرار وتمکین می داشتند ودر اطاعت احکام
رب العالمین وانقیاد اوامر سید المرسلین عمرہا گذرانیدہ اند وجماعت مستفیدین را بہ افادہ فیوضات فائز
گردانیدہ چنانچہ از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاہ آلہ سید علیم اللہ کہ از خلفائے کبار حضرت سید

آدم بنوری رح در احیاے سنتِ محمدیہ در میان جمیع اقران علم بودہ اند و در افشائے طریقۂ مجددیہ از ہمہ اخوان
پیش قدم این بندۂ عبودیت شعار بعنایتِ قادر مختار در ساعاتِ لیل و نہار در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار
مدتے بہ تربیتِ جماعتِ طالبین مشغول بود و در میان کافہ سالکین مقبول چنانچہ جمعے کثیر و جمّے غفیر از مسلمین
انقیا کیش و مؤمنین اخلاص اندیش بحول و قوتِ ربِّ قدیر بواسطۂ این فقیرِ حقیر از درگاہِ واہب العطیّات
و بارگاہِ خالق البریّات موردِ الطاف و کرم گردیدند و بر صراطِ مستقیم راسخ القدم سینۂ صفا گنجینۂ ایشان
از ظلماتِ شرک و بدعت خلاص یافت۔ بر دلِ اخلاص منزلِ ایشان انوارِ خورشیدِ توحید و سنت تافت
بقدرتِ کاملۂ قادرِ علی الاطلاق و حول و قوتِ مالکِ بالاستحقاق احبّائے این بندۂ ضعیف بانعامِ منعم
حقیقی مشمول شدند و اعداے این نحیف بانتقامِ منتقمِ تحقیقی منکوب و مخذول۔ ترغیباتِ این عاجز و خاکسار
در میانِ مہتدین ابرار معمول گشتہ و ترہیباتِ این ذرّہ بمقدار در حقِ مبتدعین اشرار سیفِ مسلول۔ صاحبانِ
سُنّت و اخلاص فائز بمدارجِ عز و اقبال گردیدند و اربابِ بدعت و نفاق گرفتارِ نکبت و وبال۔ ہزاران
ہزار بلکہ خلائق بے عد و شمار بشرفِ بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواعِ بشارات مبشّر۔
جماہیرِ اہلِ اسلام و مشاہیرِ خواص و عوام از الواثِ آثام مطہر و پاک گشتند و در طے مدارجِ تقویٰ و ورع چست
و چالاک۔ جماعتِ مسلمین کامل الانقیاد در انصارِ شریعتِ محمدیہ منسلک گردیدند و در زمرۂ مخلصین راسخ
الاعتقاد در انوارِ طریقۂ مجددیہ منہمک۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً لاکن از مدتِ چند سال بہ تقدیرِ قادرِ فعّال
حالِ حکومت و سلطنتِ این مملکت برین منوال گردیدہ کہ سکھان نکوہیدہ خصال و مشرکینِ بد مآل بر اکثر اقطاعِ
غربیِ ہندوستان از لبِ دریائے اباسین تا دار السلطنتِ دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر اخمالِ
دینِ ربِ خبیر بر بافتند و تمامیِ آن اقطار را بظلماتِ ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزتِ روسا و کبار را بانواعِ
ذلت مقرون و جماہیرِ مسلمین را عموماً و مشاہیرِ حکام را خصوصاً بانواعِ تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابدِ
اہلِ اسلام دستِ تعدی رسانیدند و در مقدماتِ ریاست و سیاست و معاملاتِ قضا و عدالت قوانینِ شرع
را برباد دادہ و آئینِ کفر را بنیاد نہادند بالجملہ در آن بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسومِ کفر مشہور گردیدہ و شعائرِ
اسلام مستور و راياتِ ظلم منصوب شدہ و اعلامِ عدل منکوب۔ حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود بناءً
علیہ سینۂ بے کینہ بملاحظۂ اینحال پر از رنج و ملال بود و دلِ اخلاص منزل از شوقِ ہجرت مالا مال غیرتِ
ایمانی بہ نہانخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامتِ جہاد بگنبدِ سر در خروش درین اثنا این ضعیف را بکارے
دیگر بر انگیختند و عزمِ اداے حج در خاطر ریختند الحمد للہ کہ جمعِ کثیر از مؤمنینِ مخلصین کہ تخمیناً ہفتصد مردم باشند بآن
مقامِ فیض التیام رسیدیم و بزیارتِ حرمین مشرف گردیدیم و دستِ عقیدت و خلاص بالکنہ متبرکہ رسانیدیم

وچشیم اشتیاق بر مواضع سعادت مالیدیم و سر نیاز بر آستانهٔ آن بے نیاز سائیدیم و این جان ناتوان را نثار خانهٔ جان
جان گردانیدیم سبحان الله چه دریائے رحمت مکافات این اخلاص نیت و حسن طویت موجزن گردیده
و چه ملاطفات دلربا در آن مقام دلکشا ز مجازات صدق و صفا بشارات بے شمار و معاملات خارج از حد
حصار بر منصهٔ ظهور رسید سیما الطاف نهانی و الطاف و مهربانی که جان مشتاقین را شیفته و فریفته گردانیدند
و چه انعام بیکران و اکرام بے پایان که سر افتخار ناکسی شین تا باوج عرش برین رسانید بموجب بیت
اگر بهر سر موی صد زبان بکند شکر این نعمتش را بابان + تقریر الطافها بے شمار + نباشد یکے از
هزاران هزار + بالجمله آنچه مشاهدات بوقلمون و مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام به میدان
خیال و وهم نمی گنجد و بمیزان قیاس و فهم نمی سنجد آرے این عطیهٔ رحمانی ست که هر کرا میخواهند عطا می فرمایند
و موهبت ربانی ست که هر کرا می خواهند بآن مشرف می نمایند اللّٰهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت فهب ما تشاء لمن تشاء و از عظیم معاملات آن مقام این ست که از درگاه واهب
العطایا جلت عظمته و از حضور خیر البرایا علیه افضل الصلوٰة والتحیه در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد
بطریق الهام ربانی و کلام روحانی به اشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند و به بشارات لاریبی
درباب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقه باعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال
کفرهٔ مشرکین مامور ساختند و مواعید صادقه بلقب مظفر و منصور نواختند پس بنا بر اقامت همین رکن
رکین یعنی نصرت دین متین و شکست رونق اعدائے دین از حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نموده ام و الا
کدام عاقل خواهد که از مثل آن مقام دلکشائے و مکان راحت افزائے جان خود را کشیده در کشاکش ارباب
کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال اندازد و قطع نظر ازین اشارات و بشارات اینقدر لابدست که هرگاه
بلاد اهل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جماهیر اهل اسلام عموماً و بر مشاهیر حکام خصوصاً واجب و متوکد میگردد
که سعی و کوشش در مقابله و مقاتلهٔ آنها بجا آرند تا وقتیکه بلاد مسلمین را از قبضهٔ ایشان برآرند و الا آثم و گنهگار
می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاه قبول مردود میگردند و از بارگاه قرب مطرود بنا علیه چند روز در وطن
خود اقامت نمودیم بعد از ان راه هجرت پیمودیم و در بلاد هند و سند و خراسان دوره و سیر کردیم و این تحفهٔ بشارات
پیش کش اهل صلاح و خیر بردیم و این دعوت حق را بگوش هوش جمهور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین
را درین مقدمه رفیق خود گردانیدیم بحکم آخر الامر در علاقهٔ یوسف زئی رسیده مخلصین ایشان را رفیق خود ساختیم
و علم جهاد برافراختیم و بکرات و مرات با اهل کفر تاختیم و جان و مال در رضا جوئی ایزد متعال در باختیم اگرچه
در مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بیننا و بینهم سجال فتح و شکست در جانبین متصور ست اما

الحمد لله والمنة که مؤمنین صادقین را در هنگام فتح نه نخوت و غرورے بهم میرسد و نه در وقت شکست تقاعد و
فتورے وازبسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے جماهیر فقهائے عظام و مشاهیر علمائے
ذوی الاحترام و معوابد عقلائے ذوی الافهام اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار لئام
بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا برعلیه باتفاق جمیع ارباب کرام و علمائے اعلام و
قضاة ذوی الاحترام و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاعتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام
بر دست این فقیر بیعت امامت واقع گردید الحمد لله والمنة که مقاتله اهل کفر و عناد و صحبت جمعه و اعیاد و بعد
مرور دهور بر وجه مشروع صورت بست هر چند این اضعف عباد در آغاز حال این منزل بمواعید غیبی مبشر
بود ثانیاً باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشت اما خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات
گواه است برین معنی که گاهے بر دل اخلاص منزل این بندهٔ عبودیت شعار و عاجز خاکسار هم آرزوئے
حصول یعنی تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار و تجبر بر بندگان آن و منان و فرمانروائی بر اقران و
اخوان و طلب عزت و وجاهت و ریاست و امارت و اهانت رؤسائے عالی مقدار و سلب سلطنت سلاطین
والا تبار و امتیاز خود بر سائر بندگان الهی و امتیان رسالت پناهی خطور هم نکرده و وسوسهٔ آن هم نرسیده
بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمه رب العالمین و احیائے
سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفرهٔ متمردین چیزے دیگر نیست و هرگز هرگز شعبه
وسوسه شیطانی و شائبه هوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول
وکیل چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز و ان و تغیر حال این اطراف هندوستان از حجاج بیت الحرام
و تجار اهل اسلام و دشت نوردان اقالیم سیاحت و واقفان بلاد دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت
الحال منکشف گردد و ازبسکه آنجناب و اسلاف بزرگوار آنجناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی موصوف
اند و باعلائے اعلام دین و احیائے سنت سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشان مسلّم طوائف
انام است و فطانت و کیاست زبان زد هر خاص و عام بلکه جماهیر مؤمنین آن دیار و مشاهیر متدینین آن
اقطار بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند و قلوب ایشان باخلاص نیت و حسن طویت
معمور حتی که بخارا شریف در مقدمات دیانت و امانت ضرب المثل شده و رسوم مروجهٔ آن بلدهٔ شریفه
در حق جماهیر مسلمین مظهر عمل گردیده بنا برعلیه بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرّض المؤمنین علی القتال تجدید
فیض درجت آن حامی انوار ملت بیضا و ماحی آثار بدعت ظلما و ناشر احکام رب العالمین قاهر اعدائے دین متین
نگارش کرده می شود که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن جناب را بمنصب فرمان روائی و کشورکشائی که علاوهٔ

مناصبِ ارباب عزت و اقصائے مآربِ اہلِ وجاہت ہست مشرف گردانیدہ پس در شکرِ این نعمتِ عظمیٰ
لازم کہ ہمہ اسبابِ راحت و فرحت و سامانِ عظمت و مکنت در تحصیلِ رضائے رب العزت مصروف کردہ شود و
در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین در کوشش دادہ آید کہ رؤساءِ بلادِ ہند و خراسان در
مقدمۂ اطاعت و انقیاد تغافل ورزیدند و در بابِ اقامتِ جہاد تکاسل۔ و از مقتضائے حمیت عاطل
گردیدند از حقوقِ عبودیت غافل الحق بندۂ کہ بنا بر محبت ما سوی اللہ از امتثال احکامِ الٰہی پہلو تہی نماید
فی الحقیقت بندہ نیست و مؤمنے کہ غیرتِ ایمانی ندارد در نفس الامر مؤمن نے۔ و مخلصے کہ مرغوبی را از
مرغوباتِ نفسانی بر امتثالِ احکامِ ربانی ترجیح دہد مخلص نے۔ سبحان اللہ کسانیکہ تخریبِ شعائرِ اسلام از
دستِ کفارِ لئام مے بینند و مے شنوند باز غیرتِ ایمانی در دلِ ایشان جوش نمیزند و حمیتِ اسلامی
در سینۂ ایشان خروش نمیکند چگونہ ادعائے ایمانی می نمایند و جانِ خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند
آرے محبتِ حق با محبتِ دنیا مخالفت می دارد و حق پرستی با ہوا پرستی مضادت تجویزِ اجتماعِ این
ہر دو امر در یک قلب خیالے ہست پُر اختلال و وہمے ہست سراسر باطل و محال۔ الدنیا والآخرة ضرتان
لا تجتمعان حدیثے ہست ماثور و لا جمع بین الحقیقة والمجاز مثلے ہست مشہور۔ بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی
و ہم دنیائے دون + این خیال ست و محال ہست و جنون + چنانچہ رؤساءِ بلادِ مسطور بپاداشِ این
کردار رسیدند و گرفتارِ مذلت و ادبار گردیدند و از بسکہ وصولِ اخبارِ وحشت آثار بمحفلِ جلالت منزل شکوہ
بنا بر علیہ احوالِ نکبت مآل تجبرِ کفرۂ پنجاب و تعدیِ منافقین این دیار بسمعِ مبارک رسانیدہ شد تا غیرتِ
ایمانی کہ موروث از اسلافِ کرام ہست بجوش آید و اساسِ اہلِ کفر و ضلال را از بیخ براندازد و جمعیتِ جنودِ
ابلیسِ لعین را برہم زند و رونقِ بازارِ اہلِ کفر و شرک بشکند ہر چند ضلعِ اوطانِ یوسف زئی کہ فرودگاہِ این
عاجز و خاکسار ہست و سراسر کوہسار چہ یارا کہ مہبطِ انوارِ اقبال و محفلِ موکبِ اجلال تواند شد چہ آنجناب را
انواعِ کاروبار در مقدماتِ انتظامِ بندگانِ پروردگار در پیش ہست و ضلعِ مذکور از دار الخلافت مبارک واقع
در اقطار و جماہیرِ مؤمنین رعایا و مشاہیرِ رؤساءِ این دیار با این جانب عقدِ بیعت بر بستہ اند و مستعدِ اطاعت
و انقیاد و منتظرِ اقامتِ جہاد نشستہ در ینصورت اگر معاونتِ عظمیٰ از عظمائے دین و مشارکتِ علیا از اعلامِ
شرعِ مبین بہ نسبتِ ایشان متحقق شود ہر آئینہ علوِ ہمت و فورِ رغبتِ ایشان دوبالا گردد بنا بر علیہ مناسبِ
وقت چنان است کہ جمیع صغار و کبار را از علمائے متدینین و ارکینِ حضرت و سپاہیانِ شجاعت شعار و رعایائے
انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکرِ ظفر پیکر تعیین نمایند و از خزانۂ عامرہ پرورشِ مجاہدین کنند تا
مشارکتِ آنجناب در اعلائے دینِ رب الارباب و استیصالِ کفرۂ ارتیاب باحسن وجوہ متحقق گردد و مجاہدین

مذکورین را تقویتِ قلب بدست آید و چنانچه بسلطنتِ این جهانِ فانی مشرف شده اند و بمیامنِ توجهِ عالی
اصولِ دینِ متین و رسومِ شرعِ متین در آن دیار و اقطار مروج و در نشرِ انوارِ عدالت مصروف اند و به پرورشِ
اربابِ هدایت مشغول همچنین اگر استخلاصِ بلادِ مؤمنین از تصرفِ درازمویان ملاعین (اقوام سکھ) بدستِ
عسکرِ فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایتِ سابقه بجمعیتِ لاحقه ممتزج گردیده بمثابهٔ نورٌ علیٰ نور بر انظارِ
مخلصین مودت ظهور جلوه گر شود غایت منتهیٰ از رضاجوئیِ مولا حاصل گردد و در درجهٔ اعلیٰ از مدارجِ جنت
نعیم در جوارِ ملیکِ مقتدر بمقعدِ صدق بدست آید علاوه بر این آنکه خزاینِ بی‌شمار و بلادِ کفارِ اشرار در تصرفِ انصار
و اخیار و مویدانِ ملتِ سید مختار در آید این فقیر به تحصیلِ مال و منال و تصرفِ بلاد و امصار غرض نمی دارد هر که
از اخوانِ مؤمنین و اقرانِ مخلصین بلادِ مؤمنین را از دستِ کفرهٔ متمردین استخلاص نموده قوانینِ شرعِ مبین
و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصودِ این فقیر حاصل گردیده تسلطِ سلاطینِ عادلین
را بر تمام روی زمین بهتر از تسلطِ خود می شمارم زیرا که سلطنتِ هفت کشور را بخیال هم نمی آرم و قتیکه نصرتِ
دینِ متین و استیصالِ کفرهٔ متمردین متحقق گردید نیز سعیِ من بر هدفِ مراد رسید در این مقدمه نیک تامل نمایند و
فکرِ عمیق را کار فرمایند که سردارانِ ملکِ خراسان بجبن و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بناءً علیه رعایای
ایشان از حکومتِ ایشان بیزار اند و جنودِ ایشان بیکار و کفارِ درازمویان که بر ملکِ پنجاب تسلط یافته اند نهایت
تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهلِ خراسان بیایند بسهولت تمام جمیعِ بلادِ آن بدست آرند با
حکومتِ آنها مجدد و ولایتِ آنجناب متصل گردد و اطرافِ دار الحرب باطرافِ دار الاسلام متحد شود انواع
مفاسد در میانِ مسلمین دار الاسلام بحیلهٔ دیگر خواهند انداخت و علمِ مخالفتِ آنجناب خواهند افراخت اگر فی
الحال عسکرِ فیروزی اثر بر اینها تاخت فرماید و جنودِ آنها را زیر و زبر نماید البته از خیالِ تسلطِ بلادِ مسلمین دست بردار
شوند و در کار و بارِ خود گرفتار این مضمون را مثلِ مضامینِ شعریه یا لطائفِ نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سدِّ
ابوابِ در آمدنِ ملاعین بدیارِ خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصهٔ قریبه از طرفِ ایشان در حقِ اهلِ خراسان
بظهور خواهد رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین عزایمِ بس چست و خیالاتِ نهایت دور دست می دارند و
قطع نظر از مراعاتِ این تدبیرِ مذکور را اینقدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفرهٔ پنجاب
بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاصِ بلادِ مذکوره از دستِ آنها بر ذمهٔ جماهیرِ اهلِ اسلام عموماً و مشاهیرِ حکام
خصوصاً واجب این فقیر بقدرِ استطاعتِ خود کوشش می نماید آنجناب را لازم که بقدرِ طاقتِ خود سعی
فرمایند که بادنی معاونتِ آنجناب بلکه بمجردِ نامِ مشارکتِ آن والاقباب غلبهٔ دین ترقی می گیرد کار و بارِ مجاهدین
رونق می پذیرد زیرا که بعنایتِ لطیف و اعانتِ ربِ قدیر هیولای قیامِ جهاد بکمالِ استعداد رسیده و مادهٔ علو

[illegible] ۱۲ منه

دین و اجتماع جنود مؤمنین آماده گردیده ہمین که ہمت عالیه متوجه گردد بسہولت تمام سرانجام صورت این امر
عظیم بر منصهٔ ظہور جلوه سیفر باید و اختتام این مہم فخیم روحی نماید آینده سررشته [illegible] است اول
در تاسیس معانی تدبیر مساعی جمیله بروئے کار آرند و آنرا از عبادات نبیله شمرده بجہد تمام بجا آرند بعد ازان در تفویض
بسوئے تقدیر ہمت عالیه برگمارند و آنرا از عقائد جلیله قرار داده بر الواح قلوب بنگارند که آیهٔ وشاورہم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی الله نص ہست از کلام ملک علام و کلمهٔ السعی منی والاتمام من الله قولے ہست زبان زد
ہر خاص و عام بیت گفت پیغمبر باواز بلند + بر توکل زانوئے اشتر به بند + این ہست ملخص مقصود این
فقیر و مفتح مکنون مافی الضمیر الکن از انجاکه تشریح این حال و تفصیل این اجمال بتحریر خامهٔ بریده زبان متعسر
بناءً علیه جناب مستطاب ہدایت مآب مقرب بارگاه رب قوی مولوی نظام الدین چشتی ہدی الله به کل غبی
و غوی و متع الله بکل فطن و ذکی را که بر راه توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند و در موافقت این فقیر اسفار
دور دست کشیده اند و کوه و دشت نوردیده و در ملازمت این حقیر نشیب و فراز ترتیب یگانه و بیگانه دیده
اند و گرم و سرد زمانه چشیده مع اعلام ہدایت مشتمل بر نفیر عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بحضور لامع النور روانه گردانیده ام
و بواسطهٔ ایشان تفاصیل مافی الضمیر بسمع اشرف رسانیده ام آنچه از کلام ہدایت التیام آن مجمع حسنات
فائض گردد آن بموقف قبول آرند و مضامین ہدایت آگین آنرا از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند
و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشأتین تصور فرمایند والسلام مع الاکرام ۰

(نمبر ۱۵) مکتوب جوابی از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض احمد خان مہمند

بسم الله الرحمن الرحیم نیکوترین ترانهٔ عندلیب چمنستان سخن آرائی و بہترین ترنم قمریان سروستان دانش
پیرائی سپاس بیقیاس تقدس بارگاہے ہست و اطباق کون و مکان و صفائح زمین و زمان از سمک تا سماک
و از قعر مغاک تا اوج فلک الافلاک منصهٔ ظہور کمال قدرت سراپا ندرت اوست - حمد حکیمے که ہر ذره از ذرات
بیابان و ہر ورقے از اوراق درختان آئینهٔ تماشاگاه بدائع جمال حکمت بے علت اوست - بعد از ادائے
حمد آن احد خوشترین کلامے که طوطیان شکر بیان بآن سرایند و زیباترین زیورے که ابکار عرائس افکار
بدان آرایند درود نامحدود بر حکم عرصهٔ وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال لایزال مظہر اوصاف ذی الجلال
مورد الہام حرّض المؤمنین علی القتال و صلوات متتالیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بلقب
سید المرسلین و رحمة للعالمین مشرف بخطاب یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین و بر اہلبیت اطہار و صحابه کبار
که فرمانروایان اورنگ سَوْفَ یَأْتِی اللهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ اللهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اند و کشورکشائے اقلیم وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ و بعد از

حمد و صلوٰة از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعهٔ خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب ملک
فیض الله خان سلمه الله الملک المنان - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه احوال
این حدود بکرم رب معبود تا تحریر نامهٔ مودت شمامه سراسر مقرون حمد و شکر - رقیمهٔ نامی و صحیفهٔ گرامی مشتمل بر
اظهار مراتب خلت و اختصاص محبت و اخلاص سبب انشراح مسرت و اصناف فرحت بخشید بمفاد مضامین
وداد آگینش مجملاً از عبارات بلاغت آیات و مفصلاً از بیان حامل نامه اخلاص عنوان لائح گردید [illegible]
الذی اجتمعوا لاجله و چندے از کلمات حکمت سمات بتحریر خامهٔ اتحاد شمامه بصفحهٔ قرطاس وداد اساس
شده بود به پاسخ آن تصریحاً می پردازد و جوابش تشریحاً می طرازد آنچه در مقام عذر عدم تشریف آوری خود
ارقام فرموده بودند که بدون اجازت سرداران عالی مکانات که ناظمان زمانه اند این سعادت غلام بامید
نخواهد شد حقیقتش آنست که آنکرم را محض بنابر مشارکت مؤمنین و معاونت مجاهدین و مشاورت در تدبیر و
سرانجام دادن این مهم عظیم بقدوم مسرت لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سرداران زمان را به
نسبت حمیت دین و حمایت شرع متین بزعم خود واجب و لازمی دانند و رسوخ این علت را در سویدائے
قلب از امراض ردیه نمی شمارند و در مداوات و معالجهٔ آن سعی نمی آرند پس بحکم کل حزب بما لدیهم فرحون
شادان و فرحان مانند و آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات با بندهٔ درگاهی ضرور
است پس مکتوبے بسرداران ارسال دارند و طلب داشت غلام حلقه بگوش در حاشیه بنگارند که باذن ایشان مستعد
شرف حضور شود صورتش این است که درخواست ملاقات کسی از مخلوقات بنابر استعانت در سرانجام دادن
مهمات هیچگونه ضرور نیست زیرا که در مقدمهٔ اقامت جهاد بر کفار شرار توکل و اعتماد محض بر قادر مختار دارم و
بر طبق وعدهٔ و من یتوکل علی الله فهو حسبه در بارهٔ حل مشکلات صرف از درگاه واهب العطیات امیدوارم
هر چند عاجز و خاکسار و ذرهٔ بیمقدارم امداد و جلال مخلوقین در جنب عظمت و جلال رب العالمین بجوے
نمی شمارم لیکن از آنجا که اعلام عام بخدمت اهل اسلام بحکم حرض المؤمنین علی القتال ضروری است و لهذا
مضامین هدایت آگین که تمامها در حیطهٔ تحریر نمی گنجد و بمنصهٔ تقریر باحسن وجوه جلوه می پذیرد بناءً علیه درخواست
ملاقات نمودم هرگز هرگز راه استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافه بمرتبهٔ تعذر انجامید پس اصل اعلام بطریق
مکاتبه هم بسمع گرامی رسید و مضمون آیت وافی هدایت وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ مؤدی گردید
و آنچه در مقام تعلیم لین کلام در مخاطبهٔ سرداران ذوی الافهام به آیت وافی هدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا
لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى استشهاد فرموده بودند پس این ضعیف کلمهٔ ضعیف و سخن سخیف گاهے
در مکالمهٔ ضعفا هم فضلاً عن الرؤسا بمیان نمی آرم بلکه آنرا از مساوی اخلاق و شنائع خصال می شمارم

وچرا این امر فہمیم بر روئے کار آرم کہ با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکہ ہمین قدر آرزو میدارم کہ ہر
یگانہ و بیگانہ و زبیس و ضعیف را براہ حق دعوت نمایم و با طاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش ہوش
شنید در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک گردید و ہر کہ پہلو تہی کرد حسرت و ندامت
با خود برد نہ نفع آن بمن می پیوندد و نہ مضرت آن بمن می رسد تا شکر آن بجا آرم و شکایت این بر زبان رانم
و آنچہ در مقام استحکام علاقۂ خلت و التیام با سرداران ذوی الاحترام نگارش فرمودہ بودند کہ بخلاف ایام
خالیہ ابواب رسل و رسائل بسرداران مفتوح فرمایند بر ضمیر مودت تخمیر واضح باد کہ سردار سلطان محمد خان
و سردار سعید محمد خان راہ رسل و رسائل مسلوک می دارند پس جواب آن ہمہ از ینجا می یابند بلکہ اگر مکاتیب طرفین
را شمار کردہ آید ہر آئینہ مکاتیب اینجانب در تعداد زیادہ بر آید چنانچہ عنقریب یک خط مسرت نمط فرستادہ بودند جواب آن
نگارش کردہ شد باز وقتیکہ زبان فترت رسل و رسائل ممتد گردید خطے دیگر در طلب جواب ارسال داشتہ شد
اما سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راہ نمی پویند و ابتدائے این امر از من میجویند حالانکہ سابق
واضح گردید کہ راہ الحاح و التجا با حدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطۂ محبت و اتحاد فوق الطاقہ سعی نمایم
از رسے اعلام سرداران کثیر الاقتدار ان کہ مقصود سید ا نشتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترہیب مکرات و مرات بر نگاشتم
وقتیکہ ایشان با وجود ولایت بلدۂ پشاور کہ مخزن قراطیس و اقلام است در ارسال مکاتیب تساہل بسفر بایند پس
ما فقرا را چہ یارا کہ درین کہسار کہ معرا از دوات کتابت است بہ دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچہ در مقام بیان شکایت
سرداران رفیع المقدار ان رقمزدۂ کلک اتحاد سلک شدہ کہ آن حشمت مآبان در محفل خاصہ بسفر بایند کہ مثل پایان
باین مثل مشہور می ماند کہ محنت بباد گناہ لازم پس ظاہر ست کہ اگر سرداران ممدوحین محض للہ و فی اللہ در خدمت
این ضعیف عباد اللہ بنا بر حمایت شرع مبین و اعانت مجاہدین کمر بستہ بودند پس فی الحقیقت این خدمت
دین رب قدیر ست نہ خدمت این فقیر حقیر لازم کہ شکر این نعمت عظمی و عطیۂ کبری بدرگاہ خالق الوری بجا آرند
و گردن کسی از مخلوقین را زیر بار منت خود نسازند قال اللہ تبارک و تعالی يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ
لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ و اگر خدمت
این بندۂ درگاہ الٰہ لغیر وجہ اللہ بجا آوردہ بودند پس این امرے است سراسر باطل و از و ہمہ خیر سراسر عاطل رابطۂ
کہ لغیر وجہ اللہ باشد خیالے ست پر اختلال و علاقہ کہ بما سوی اللہ بہم رسد امرے ست جالب نکبت و وبال من نہ
آنم کہ رعایت این تعلقات بے معنی نمایم و باین تعلقات بیہودہ گرایم بلکہ من ہمانم کہ در ہر باب سینہ صافم خاصہ
در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ از دو روئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار عاجز و خاکسارم و بندۂ
عبودیت شعار از اعانت ما سوی اللہ عار و ننگ می دارم و گلبرگ غیر حق را بسان خار و سنگ می شمارم کسیکہ با من

راہ اتحاد می پویدو رابطۂ اخلاص با من میجوید لازم کہ برنگ عبودیت خالصہ رنگین شود و بثبات استقامت سنگین با
و با من خواجہ تاشی اختیار کند و از او باشی اجتناب ورزد ہر کہ خواہد کہ از حق علاقہ تعلق بگسلد و با من رابطۂ تعلق
بپیوندد و با مولائے من بنیاد مخالفت نہد و کفار نابکار و بندۂ عبودیت شعار را در یک سلک موافقت کشد
پس ہرگز ہرگز این امر گاہے شدنی نیست کہ من محض بندۂ پروردگارم نہ بندۂ کسے از صغار و کبار آرے اگر
سرداران محمد و حیین بہ نسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند و بہ نسبت دین متین از ہواخواہان
خیر اندیش پس البتہ سرداران کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجان و دل
می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفا عداوت ذاتی ندارم و ہیچ معاملۂ ایشان را نسبت بخود
از گناہان نمی شمارم تا از من شکایت این معنی نمایند و حرف گلہ در میان آرند آرے غافل از
حقوق پروردگار و خاذل دین سید ابرار ہمونست آثم و گنہگار و ظالم و ستمگار خواہ با این معاملۂ لطف و مودت
نماید خواہ راہ عنف و عداوت بپیماید و آنچہ در مقام اختتام نامۂ مودت شمامہ بہ تغییر قلیل خلعت توام این بیت حافظ
شیرازی مرقوم بود (**بیت**) مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز + ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ
نیست + برائے فطانت پیرائے واضح و لائح باد کہ مراد از نہانی عزم اینجانب ہست بسمت بلدۂ پشاور بنا بر
پاک کردن مجاہدین ہندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ اصحاب عداوت و شقاق
ایں معمہ اصلاً از اسرار مخفیہ نیست بلکہ روبروے ملا میر عالم اخوندزادہ وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن باواز
بلند گفتہ ام و ہیچ نکتۂ نہفتہ و اشارات ایں معمہ در سلک جواب رقیمۂ کریمۂ ایشان سفتہ۔ آرے تعیین مدت
نہ نمودم یعنی بکدام وقت سرانجام این مہم خواہم کرد و بکدام ساعت در این عبادت سعی بجا خواہم آورد زیرا کہ رشتہ
ہمہ کار بدست قادر مختار ہست عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاہ واہب العطایا امید دارم پس وصول خبر
این امر ظاہر و باہر بسمع اشرف اصلا مستبعد نیست بموجب مصرعہ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا
و اگر مراد از سر نہانی حال عجز مآل با فقرا رکہ با وجود این بے سروسامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلہ ارباب حشمت
و ثروت مبالاتیم بود مخالفت اصحاب عزت و مکنت بے باک پس باید دانست کہ ہر چند با فقر اہمیت بے سرو
وسامانیم و بر وعدۂ او فرحان و شادانیم و در اطاعت او کامیاب و کامرانیم بر آیت کافی ہدایت کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ اعتماد کلی داریم و بر مضمون لطف مشحون وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ توکل
جبلی جمعیت مخالفین را اگرچہ ہزاران ہزار رسد و قوت معاندین را اگرچہ بحد اینچ بے شمار کشد در جنب عظمت
مولائے خود ہمسنگ خس و خاشاک نمی شمارم و ہمرنگ مگس ناپاک ہم بخیال نمی آرم بالجملہ بندۂ انقیاد شعارم
با فتح و شکست کار ندارم خیال اعانت اہل دین در سر دارم و عزیمت اہانت متمردین پیش نظر ہر فرد تیر بگیرد

در ترکش دارم درین معرکہ خواہم انداخت و ہر مُہرہ تدبیر یکہ از تہِ دل برآرم برین بساط خواہم باخت - انواع منفعت و مضرت بامن رسد یا بکسے دیگر خواہ تاج شہامت بر سرِ یا ہم خواہ خلعت شہادت در برو - اسلام مع الاکرام - مورخہ ۷ محرم ۱۲۴۳ھ ہجری از مقام پنجتار -

نمبر ۱۶ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب اللہ خان پسر عظیم خان برادر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ سلالۂ خاندانِ عظمت و اجلال نقاوۂ دودمان عزت و اقبال مسند آرائے محافلِ سیاست و گیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت و شہامت جلالت نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - ہر چند اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر مسلمین لازم است اما بر مشاہیر اوجب چنانچہ والد بزرگوار آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلۂ کفارِ شرار دادِ شجاعت دادہ اند و اساسِ فراہم آوردنِ جنودِ غزا نہایت چُست شہامتِ ایشان باطراف و اکنافِ عالم رسیدہ و آوازۂ جلالتِ ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر گردیدہ چنانچہ آن عظیم الشان تمام عمر ہمین راہ پیمودہ اند و در ہمین کار و بار از ین جہانِ فانی رحلت نمودند الحمد للہ کہ خلف رشیدِ آن سردارِ سعید ہستند بفضلِ الٰہی در باب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچہ تجلدِ شما در معارکِ مردآزما و تقدمِ شما در مصافِ شہامت افزا مشہور در میان اربابِ پیکار و جنگ و اصحابِ ناموس و ننگ گردیدہ - لیکن نہایت مقامِ حیرت و محلِ غیرت است کہ امثالِ ما غربا و مساکین بنابر اعلائے کلمۂ رب العالمین و استیصالِ کفرۂ متمردین از مسافتِ دور و دراز قرب و جوارِ شما وارد شویم و مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال با اہلِ کفر و ضلال پیش کنیم و در تشییدِ بنیانِ ایمان و تاسیسِ مبانیِ اسلام و ترویجِ دینِ سید الانام شب و روز دادِ کوشش دہیم و آن سلالۂ خاندانِ عظمت و نقاوۂ دودمانِ حشمت باوجودِ عداوتِ موروثی باکفارِ شرار و جلادتِ جبلی در مقدماتِ جنگ و پیکار شریک نشوند و در نصرتِ دین و اعانتِ مجاہدین و اہانتِ متمردین دادِ کوشش ندہید حالانکہ بحقیقتِ این امر مطلع اند و بر تفاصیلِ این اخبار آگاہ خیر آنچہ گذشت گذشت الحال از خوابِ تغافل و تساہل سر برآرید کہ آخر روزے در محکمۂ حساب و کتاب حاضر خواہید گردید و در معرکۂ سوال و جواب خواہید رسید و مصداقِ کلامِ ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواہید بود پس لازم کہ امروز تلافیِ غدر فردا بکنید تا مصداقِ آیت وافی ہدایت هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا نشوید و آن مقامِ مزلت اقدام غیر از اطاعتِ حق چیزے بکار آمدنی نیست

وہر چہ درین دار الفناء از مال و منال و عزت و جاہ حاصل کردہ اند چیزے بدست ماندنی نے اگر ذرہ از حقوق
منعم خود می شناسید درہمین مقدمۂ نیک نیک تامل فرمائید و در انقیادِ احکامِ رب العباد کمر بستہ نمائید و مردانہ
وار جانِ خود را بتجارتِ تمام در مجمع مجاہدین رسانند و ہرگز ہرگز راہِ تکاسل و تغافل نہ پیمائید کہ دفعتہً ملک
الموت بر سر می رسد و تمام این راحت و فرحت از دست میرود ہداکم اللہ رب العالمین و ما علینا الا البلاغ
المبین - باقی تفاصیلِ احوال از زبانِ آرندۂ نامہ کہ از مصحبانِ قدیمی مخلصانِ صمیمی اینجانب ست واضح خواہد گردید
آنچہ اظہار نمایند آنرا قرینِ صدق و مصلحت دانند و آنرا در اعمال و افعال خود مرعی دارند کہ باعث سعادت
دارین و جالبِ برکاتِ نشاتین است زیادہ السلام مع الاکرام از اینجا رمورخہ ۹ ر ماہ محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری

(نمبر ۱۸۱) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکڑ کہ از اعظم ملازمان عہد مصاحبان و محمد خان است

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ خانِ عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت
منزلت حاجی خانِ کاکڑ سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - از انجا
کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن سامی منزلت را بانواعِ نعم و اصنافِ جود و کرم نواختہ و از مقبلانِ زمان و معززانِ
دوران ساختہ و اجناسِ ہنر مثلِ فکرِ صائب و رائے ثاقب و لطافتِ اذہان و رشاقتِ بیان و دقتِ مراتب
دانش آرائی و شدتِ صولتِ معرکہ پیرائی در خاطرِ فضائل ذخائر ودیعت نہادہ و آن عالی شان این تمام
انواعِ ہنر و کمال را الی الآن در طلبِ تحصیلِ مال و منال و جاہ و جلال مصروف فرمودہ اند و بمقصدِ اعلیٰ و
مآربِ قصویٰ رسیدہ چنانچہ سردارانِ زمان و اراکینِ دوران مجالست و مصاحبتِ ایشان را غنیمتِ کبریٰ میدانند
در مشاورتِ ایشان در مہماتِ فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم کہ الحال قدرے حقوقِ مالکِ بالاستحقاق
و منعمِ علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکرِ او بشتابید و این رائے صائب و فہمِ ثاقب و جلادت و شجاعت و
عظمت و شہامت را در اعانت و احیائے شرعِ مبین و اہانتِ اعدائے دینِ متین صرف نمائید و چنانکہ سردارانِ
کثیر الاقتدار را بانواعِ مشاورات در مہماتِ معاش شید اعانت کردہ اید ہمچنین الحال ایشان را بر اقامتِ این
رکنِ رکین یعنی نصرتِ دین و استیصالِ کفرۂ متمردین و پرورشِ جنودِ مجاہدین برانگیختہ کنید تا چنانکہ عمرِ خود را در
انواعِ راحتِ اینجہانِ فانی گذرانیدہ اند ہمچنین دولتِ جاودانی بدست آید - بالجملہ وقتیکہ دعوی اسلام میدارید
و جانِ خود را در محمدیان می شمارید لازم کہ در تائیدِ دینِ حق محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیرتِ ایمانی و حمیتِ
اسلامی را کار فرمائید و در رضا جوئی حضرتِ رب الارباب راسخ القدم شوید کہ ہمین وقت است و وقت
از دست رفتہ باز بدست نمی آید - زیادہ بجز تاکید درینمعنی چہ نگاشتہ آید - والسلام مع الاکرام - فقط
مورخہ ۹ ر محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر ۱۹ - اعلان نامہ از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب مضمون اقامت جہاد بر قوم سکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بر الواح خواطر سادات کرام و مشاہیر علمائے عظام و جماہیر مشائخ
ذوی الاحترام و اراکین امراء عالی مقام و سائر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام منقش و مبرہن باد - ہر چند
این فقیر در زمان سابق بحمد اللہ در امر حق یعنی دعوت جمہور انام بسوئے اتباع سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ
والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام و سعی مالاکلام مشغول بود چنانچہ این معنی بر اکثر دوستان
فقیر واضح و لائح ہست بعد از ان حق جل و علا بمحض کرم عمیم خود این فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین
در سلک مہاجرین صادقین منسلک گردانید - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً - از انجا کہ دعوت لسان بدون
انضمام جہاد سیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لہذا امام ہادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین
علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردیدند فظہور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین از
اقامت ہمین رکن رکین صورت بست بناءً علیہ عزم این عبادت عظمی و ادراک این سعادت علیا بوجہے
در خاطر فقیر القا کردہ اند کہ محبت جان و مال و ترک اہل و عیال و مہاجرت اخوان در جنب سرانجام دادن
این امر عظیم و اتمام این مہم فخیم مثل راندن مگس ناپاک و برتافتن خس و خاشاک می نماید و اینہم محض للہ
و فی اللہ ست کہ شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی با این داعیۂ رحمانی اصلاً مخلوط نگردیدہ ہر چند
اینمعنی بر اکثر واقفان حال فقیر ظاہر و باہر ست اما بسبیل مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک
جل شانہ را کہ دانائے نہان و آشکار است و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواہ میکنم بر اینمعنی کہ آنچہ داعیۂ جہاد
با اہل کفر و عناد از دل فقیر جوش میزند اصلاً و مطلقاً بوجہے من الوجوہ بکدورت طلب مال و عزت و جاہ
و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجملہ بطلب چیزے سوائے رضائے
مالک حقیقی و اعلائے کلمۂ ملک تحقیقی باشد ہرگز ہرگز ممزوج نیست و اللہ علی ما نقول وکیل پس ہر کہ خود را
در سلک سالکین منسلک می سازد و در زمرۂ مجاہدان می شمارد بر ذمۂ او لازم و موکد ست کہ خود را نزد فقیر رسانیدہ
مشارکت فقیر در ینباب اختیار کند تا معرکۂ محشر کہ مجمع اولین و آخرین ست و ہم بحضور حضرت خالق السموات
والارض و ہم روبروئے جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین سرخروئی حاصل کند و بہ
شفاعت حضرت رسول مقبول صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ فائز شدہ بمزید عز و اکرام کہ بامت حضرت سید الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص ست بہرہ ور شود ہر چند غلبۂ دین محمدی بر مشارکت کسی معین و متوقف نیست
زیرا کہ اگر قومے درین امر تقاعد و تساہل خواہند کرد قومے دیگر از بندگان الٰہی در عوض ایشان در ینباب داد
کوشش خواہند داد لاکن اہل تقاعد و تساہل در حضور مالک خود و روبروئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چہ خجالتہا

خواهند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شده چه دست ندامت وافسوس خواهند گزید قال الله تعالی اِلَّا تَنْفِرُوا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ بالجمله وقت امتیاز مؤمن از منافق برسر رسیده و مقابلهٔ اهل کفر وطغیان پیش روآمده پس هرکه خواهد خود را در جماعهٔ معاندین که بانکار رصاف مقابله شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمرهٔ منافقین که در پردهٔ حیل باطله حکم حق را دفع می نمایند خود را شمارد مثلاً یکے بعضے از اعذار جسمانی مثل ضعف و ناتوانی به نسبت تحمل مشاق سفر و تکالیف جهاد اظهار می نماید حالانکه حق جل وعلا در حق امثال ایشان میفرماید فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ تا یَفْقَهُوْنَ و دیگر محبت والدین و پاسداری آقا و پابستگی علائق اهل وعیال واخوان و اوطان و سائر امور معاشیه پیش میکند حالانکه حق جل وعلا میفرماید قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ تا فٰسِقِیْنَ و هرکه خواهد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گردانیده در اطاعت و انقیاد حضرت رب العباد کمر همت چست بسته و قلت قلبیه درست نموده نام خود را در سلک مخلصین در اعلائے علیین داخل کند پس اینست طریق آنکه بیان کردیم وما علینا الا البلاغ المبین +

(نمبر ۱۶) مکتوب متضمن تفهیم در فائدهٔ بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحب امیر المؤمنین

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ از امیر المؤمنین سید احمد بضمیر صفا پذیر طالبان راه حضرت حق و سالکین طریق آن هادی مطلق عموماً و کسانیکه باین جانب لله فی الله حاضرانه و یا غائبانه محبت میدارند خصوصاً پوشیده نماند که مقصود از بیعت بر دست مشائخ طریقت همین است که راه رضامندی حضرت حق بدست آید و راه رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا و هرکه سوائے شریعت مصطفویه را طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراه است و دعوی او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک اشراک و ثانی ترک بدعات ۔ اما ترک اشراک پس بیانش آنکه هیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندهٔ مشکلات و دافع بلیات و قادر به تحصیل منافع نداند و همه را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و هرگز بنابر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکه بجا نیارد آرے اینقدر داند که ایشان مقبولان بارگاه صمدیت اند و ثمرهٔ مقبولیت ایشان همین است که در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان باید کرد و ایشان را پیشوایان طریق باید شمرد نه ایشان را قادر بر حوادث زمان و عالم بسر و الاعلان داند که امر محض کفر و شرک است هرگز مؤمن پاک را ملوث به آن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکه جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم را بکمال قوت

وعلو ہمت باید گرفت وآنچہ مردمانِ دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی
وماتم وتجملِ قبور وبنائے عمارات برآن واسراف در مجالسِ اعراس وتعزیہ داری وامثال ذالک ہرگز پیرامون
آن نباید گردید وحتی الوسع سعی در محوِ آن باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازان ہر مسلمانے را دعوت بسوئے
آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض ست ہمچنین امر بالمعروف ونہی عن المنکر نیز فرض ست چون این
امر ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمین امور را پیشِ نظرِ خود ہا داشتہ باید کہ بیعت نمایند خصوصا
کہ بردست اینجانب بیعت نمودہ اند واینجانب این امور را روبروئے ایشان کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمۂ
ایشان لازم ست کہ اول خود ترکِ امورِ مذکورۃ الصدر نمایند وقلب وقالبِ خود را متوجہ بسوئے حق کنند و
اتباعِ شریعتِ غراء را ظاہراً وباطناً پیش گیرند وتمامی انجاسِ اشراک والواثِ بدعات را از خود دور
نمایند وبعد ازان جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب دہند ودر اخذ بیعت بردستِ خود از خود ساعی
باشند وترغیب وافر نمایند وہرگز اغماض ازان ننمایند چہ درین بیعت کہ بردستِ یارانِ اینجانب واقع خواہد شد
فائدۂ شدنی ست انشاء اللہ تعالیٰ کلمہ گویان از رسومِ شرک پاک خواہند شد وتعظیم شرع شریف در دلِ
ایشان جا خواہد گرفت واینجانب دعا خواہد کرد کہ آن بیعت مثمر ثمراتِ جمیلۂ جزیلہ گردد ودر تعلیم وتفہیمِ طالبان
سعی بجان ودل نمایند وازایشان اخذ بیعت کنند وایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق جل وعلا اینجانب
را وجمیع مخلصین ومحبین ما را در زمرۂ موحدین مخلصین متبعین شریعتِ غراء منسلک گرداناد۔ آمین۔
اما بیعتِ امامت پس بیانش آنکہ قتل وقتال وجنگ وجدال کہ باہلِ کفر وضلال واقع می شود اگر محض
بنا بر تحصیل مال وعزت وریاست وحکومت باشد عند اللہ اصلا اعتبارے ندارد واگر بنا بر نصرتِ دین
واعلائے کلمۂ رب العالمین وترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرفِ
شرع جہاد میگویند وآن افضلِ عبادات واکملِ طاعات ہست کہ ہیچ یک از عبادات درباب رفع درجات و
تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچہ کریمۂ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بر آن دلالت میدارد پس آنرا بوجہے ادا باید کرد کہ موافقِ قانونِ
شرع شریف باشد تا در عقبیٰ وسیلۂ نجات ودر دنیا مثمر برکات باشد وباعثِ نزولِ رحمتِ یزدانی وتائید
آسمانی گردد واز اعظم شروطِ جہاد نصبِ امام ست چنانچہ کریمۂ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ
مِنْكُمْ وکریمۂ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ وحدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد
مات میتۃ جاھلیۃ وحدیث صلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنۃ
ربکم وحدیث من قتل تحت رایۃ عمیۃ فقد مات میتۃ جاھلیۃ ودیگر آیات واحادیث بے شمار برآن

دلالت میکند پس نصبِ امام واجب و موکد ست الحمد للہ والمنۃ کہ مالکِ علی الاطلاق و ملکِ بالاستحقاق این
زاویہ گزین فقیرِ خاک نشین عجز را اولاً باشاراتِ غیبی والہاماتِ لاریبی بلیاقتِ خلافت مبشر گردانید وثانیاً
بتالیفِ قلوبِ جمعے کثیر از اہل اسلام وجمعے از خواص و عوام بہ آن منصبِ امامت مشرف ساخت چنانچہ
بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ ہجری قدسی جماعہ از سادات کرام و علمائے علام و مشائخ عظام
و صاحب زادگانِ ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماہیرِ خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر
دست اینجانب بیعتِ امامت بجا آوردہ امامِ خود قرار دادند و امامت و ریاستِ اینجانب مسلم داشتہ ربقۂ
اطاعت در گردن انداختند و از آنروز تا حال بیعت مذکورہ بر دستِ این فقیر جاری است و در میان جماہیر
اہل اسلام ساری پس مؤمنین غائبین را ہم لازم کہ بیعت مذکورہ بر دست نائبانِ اینجانب بجا آرند و آنرا
از جنس ادائے واجب شرعی شمارند تا از معصیتِ ترکِ نصبِ امام رہائی یابند و باقامتِ سنتِ متواترہ
ثواب یابند پس لازم کہ ہر کہ از مؤمنین مخلصین رغبتِ انتساب باین فقیر داشتہ باشد بر دستِ خلفا و
نائبان اینجانب بیعت نماید حق تبارک و تعالیٰ ایشانرا ماجور و مساعی ایشانرا مشکور گرداند و مارا و جمیع مؤمنین
مخلصین را در سلکِ مقبولینِ خود منسلک فرماید آمین یا رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب
محامد اکتساب نواب احمد علیخان صاحب زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ۔ نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی مشتمل بر مراتبِ اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص
عز ورود فرمود علاقۂ صداقت و رشتۂ مودت را محکم تر نمود و دیدہ را نورے و دل را سرورے بخشید آنچہ
بنوکِ قلمِ خلت شیم رقم فرمودہ بودند کہ بخدمتِ بابرکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ
ربِ قوی مولانا سید حیدر علی صاحب معاملۂ مسنونہ بجا آوردند از استماعِ آن فرحت بر فرحت افزود۔ الحمد للہ
والمنۃ کہ حق جل و علا بکرمِ عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید۔ اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر کہ از مؤمنین
مخلصین بہ نیتِ پاک این معاملہ را می کند ابوابِ ہدایت بر روے او مفتوح می شود امید قوی است کہ
حق جل و علا بکرمِ عمیم خود بہ برکت ادائے این امرِ مسنون در سلکِ بندگانِ خاص و مقبولانِ ذوی الاختصاص
منسلک خواہد گردانید۔ و احوالِ اینجا و بکرمِ ربِ معبود باین منوال ست کہ قادرِ علی الاطلاق و مالکِ بالاستحقاق
این عاجز و خاکسار و ذرۂ بمقدار را محض بکرمِ عمیم خود بوجہے نواخت کہ محبتِ ماسوائے ذاتِ خود را از پیش

این ضعیف انداخت و فقط تحصیل رضائے خود را قبلۂ ہمت این ضعیف ساخت و بکفالت پرورش
این فقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا تواند کرد و حمد این عطیۂ
کبریٰ بپایگاہ آن محمود بکدام زبان بجا باید آورد بموجب ابیات اگر ہر بُن موے باصد زبان + کند شکر
این نعمتش را بیان + بہ تحریر الطاف ہاے شمار + نباشد یکے از ہزاران ہزار - بالجملہ ببرکت این اخلاص و
یمن این اختصاص قلوب بندگان خود را بجذبے مسخر این ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است
و کیفیت توجہ عنایات حضرت منان دربارۂ این ضعیف و ناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت
آن کما حقہ بعیان منکشف می شود نہ ببیان - اگر اینجانب را مشاہدہ فرمایند چہ مراتب تعجبہا ست کہ لاحق
نگردد - ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در حق جماہیر مسلمین عموماً و رؤساے ایشان خصوصاً
ہمین است کہ درین معرکۂ جہاد بمال حاضر شوند و در سلک اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ منسلک
گردند لیکن از انجا کہ حرکت آن والا منزلت درین ایام باعث حدوث مفاسد شدیدہ است بناءً علیہ
نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند و سائر محبین و مخلصین را ترغیب فرمایند و دربارۂ
عازمین این صوب اعانت مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بدیانت و تقویٰ موصوف اند و در علم و وجاہت
معروف مثل فضائل و کمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب و امثال ایشان کہ
انصرام عنان عنایت دربارۂ ایشان بضرور است و آنچہ مضامین مراتب نہایت خلت و مدارج غایت
محبت در نامۂ نامی درج بود از بسکہ این محبت للہ و فی اللہ است حق جل و علا بذات پاک خود متکفل
مجازات آن در دنیا و عقبیٰ خواہد گردید انشاء اللہ تعالیٰ باعث حصول سعادت اخرویہ و موجب نزول
برکات دنیویہ بحدے خواہد شد کہ سیمرغ بلند پرواز تمنیات بشری گاہے باوج آن نرسیدہ باشد و در
قلوب انسانی خیال حصول آن خطورے ہم نکردہ باشد و در حضور حضرت رب العالمین و جناب سید
المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مراتب وجاہت و مناصب مقبولیت بوجہے حاصل خواہد شد کہ
رشک افزائے اخوان و اقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۲۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد شہید بنام مولوی حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم و منبع
فہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار روحانی حامی انوار سنت شہبار و ماحی آثار بدعت ظلمات ہدایت مآب
کمالات اکتساب مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی مد اللہ ظلال افاضتہ علی رؤس المستفیضین
الی یوم الدین آمین یا رب العالمین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - بقدوم

مولوی محمد علی صاحب چه ابواب فرحت و مسرت که بر روئے این ضعیف و نحیف مفتوح نگردید لاسیما وقتیکه
از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار انعطاف عنان عزیمت آن والا همت بتر غیب
جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر رؤسا خصوصاً در باب اعانت مجاهدین و استیصال کفرۂ متمردین شنید فرحت
بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل و علا بکرم عمیم خود این ضعفا و آن هدایت مآب بلکه جمیع
بندگان خود را در همین کار و بار علی مر الدهور والاعصار مشغول کناد و دل اخلاص منزل جمیع مومنین صادقین
را همتش اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین تا دم واپسین مملو و مشحون دارا د آمین یا رب
العباد و احوال اینجد و دبکرم رب معبود سراسر مستوجب حمد و شکر است کالوف الوف انام بلکه جماهیر اهل اسلام از
سکنۂ این دیار و اقطار در اقامت جهاد و ازالۂ کفر و فساد رفاقت این خاکسار و ذرۂ بمقدار بمحض قدرت قادر
اختیار نموده اند و در صرف جان و مال بتحصیل رضائے رب ذو الجلال مستعد گردیده سبحان الله که به تسخیر آن
رب قدیر رؤسا قوم آفریدی و مهمند و خلیل و یوسف زئی که از مرور دهور بمثابۂ بغی و استکبار بر سلاطین ذوی
الاقتدار میداشتند ربقۂ اطاعت این بندۂ عاجز و نحیف در گردن خود ها انداخته و ریاست این فقیر را بر سر خود ها
مسلم داشته چه قدر شادان و فرحان اند که از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است بنابر تفریح خاطر عاطر این چند اشارات
اجمالیه نگارش کرده شد و الا حقیقت سرگذشت اینجد و دبعیان واضح میگردد نه ببیان که از اکتناه آن من خود
قاصرم تا بدیگرے چه رسد حمد این نعمت عظمی در بارۂ آن محمود علی الاطلاق بکدام زبان برآرم و شکر این عطیۂ کبری
در درگاه آن معبود بالاستحقاق بکدام قلب و قالب بجا آرم بموجب ابیات کرا باشد آن فکر هائے غریق + که غوطه
درین بحر هائے عمیق + کرا آن زبان و کرا آن بیان + که ذکر ثنایت تواند بیان + ثنایت همان به که ناگفته +
تمامی سر آنچه تو سفته + زباریکی و دقت آن بیان + بیان چون کند کس بجز آن دهان + نظر چون کنم در
نعمهائے تو - تعجب کنم از کرمهائے تو - که چون من خسے را تو بنواختی - باصلاح عالم تو بپرداختی + ثنا حمد گویم
بصد احترام + کلامم برین ختم شد والسلام

(نمبر ۲۳) از امیر المومنین سید احمد بنام مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب هدایت مآب کمالات انتساب
مورد فیض رحمانی مهبط انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکه رقیمۂ کریمه مودت ضمیمه مشتمل بر نهایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت
دین رب خلاق و انسلاک در سلک مجاهدین و استیصال کفرۂ متمردین رسید مضامین مندرجه واضح
گردید - الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود در دل هدایت منزل آن مناقب اکتساب این داعیه

رحمانی الطاف مودہ آنچہ در نامۂ نامی مندرج بود کہ بسیاری از مومنین مخلصین بنابر استیصال اعدائے دین مستعد
گردیدہ اند و رفاقت آن ہدایت مآب اختیار نمودہ لہذا نظر بقلت سامان سفر و کثرت رفقائے یک گونہ توقف
واقع گردیدہ از استماع این کلام نہایت تعجب دست داد باوجودیکہ حق جل وعلا آن ہدایت مآب را بعلم وعمل
مشرف گردانیدہ باز امثال این خیال پر اختلال در سینۂ اخلاص گنجینہ خطور کند چہ حق جل وعلا در کلام پاک
خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ و
مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا آیا محل ایفائے این وعدہ در ایام بود و باش پور منحصر است
تا وقتیکہ از آن دیار قدم بیرون نہادند از ایفائے این وعدہ مایوس خواہند گردید یا اینکہ ہر چند رزق ہر کس از
جناب جواد مطلق موعود است اما چون چندے از بندگان الہی بنا بر امتثال احکام او تعالیٰ مجتمع خواہند گردید
ابواب رزق بر روئے ایشان مسدود خواہند گشت۔ سبحان اللہ این چہ خیالات دور و دراز است توکل را
کار فرمایند و ایمان بالقدر را ملاحظہ نمایند تا از تہ دل ہمین اذعان کنند کہ خزائن ربانی بفحوائے آیت قرآنی وَإِنْ
مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناہی است اگر آن قادر علی الاطلاق را رزق رسانیدن منظور است بہیچ
ہیچ مکان و ہیچ زمان و ہیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور او نیست پس ہرگز ہرگز از ہیچ تدبیر از تدبیرات
بدست آمدنی نیست لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ شان او است
پس این وسوسۂ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و ملک تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مومنین بآواز
بلند نفیر عام در دہند ہر کہ رفاقت ایشان اختیار نماید آنرا ہمراہ گرفتہ محض اعتماداً علی اللہ بر خیزند انشاء اللہ بر
طبق منطوق لازم الوثوق وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ عنایت ربانی و کفالت رحمانی را در بارۂ خود بوجہے پسندیدہ
خواہند یافت کہ از وہم و خیال دور باشد۔ آرے اگر درین اثنا کسے از مومنین اغنیا بنا بر تحصیل سعادت
مشارکت مجاہدین اعانت مالیہ بوجہے نماید آنرا من اللہ فہمیدہ ہرگز رد نباید کرد کہ ردّ عطیۂ الٰہیہ از قبیل
سوء ادب است آرے آن ہمہ در مرضیات او صرف باید نمود و ہوائے نفسانی را ہیچگونہ دران دخل نباید داد
زیادہ تطویل کلام در خدمت آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است۔ والسلام مع الاکرام

نمبر ۲۳ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی کہ امیر کبیر از زمان است

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد عفی عنہ بمطالعۂ سردار کثیر الاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار سر حلقۂ محافل
ریاست و کیاست پیش قدم معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان ابد اللہ جلالہ وضاعف
اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر
جمیع مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان لازم است اما درین جزو زمان کہ وقت

شورش اہل بدعت وطغیان است اوجب اوکد بناءً علیه این ضعیف مع چندے از مومنین صادقین از وطنِ مالوف خود برخاسته محض لوجه الله بنا بر اقامت همین رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر همت بسته حال این عاجز خاکسار ذرّه بمقدار بر خاطر عاطر ان سردار کثیر الاقتدار باخبار متواتره واضح ولائح شده باشد که آنچه داعیهٔ استیصال معاندین دین در دل خلاص منزل این ضعیف مرکوز است اصلاً ومطلقاً بطلب غرضے از اغراض دنیویه مثل تحصیل مال ومنال بدست آوردن عزّت ووجاهت یا تسلط بر قری وامصار وامثال آن هرگز ممزوج نیست بلکه سوائے اعلائے کلمهٔ دین واحیائے سنّت سید المرسلین هیچ غرض در میان نے درین صورت بر هر مؤمن راسخ الاعتقاد ومسلم کامل الانقیاد لازم که در مقدمهٔ اعانت دین رب ذو الجلال قصورے در صرف جان ومال نورزند هرگز هرگز ازین امر پہلو تہی نکنند که محکمهٔ حساب وکتاب بحضور رب الارباب در پیش است لابد در آن مقام بمقتضائے کریمهٔ لتسئلن یومئذٍ عن النعیم شکر نعمت مال ومنال وعزت ووجاهت طلب شدنی است واز تغافل وتساهل که در باب امتثال احکام رب العالمین واقع می شود سوال متوجه خواهد گردید پس بکدام زبان جواب پیش کرده خواهد شد بالجمله اگر این جان ناتوان ونهاد سست بنیان ومال سریع الزوال ومتاع قریب الانتقال ووجاهت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف نگردید پس صرف خیالستان پر اختلال بلکه باعث نکبت ووبال وعلاوه برین آنکه چیزیکه در راه خدا مصروف میگردد فی الحقیقت برباد نمی رود بلکه منافع آن در دنیا وفوائد آن در عقبیٰ وحصول اجر جزیل در جنان وثنائے جمیل در میان اخوان واقران بوجهے حاصل می شود که خارج از حیطهٔ وهم وخیال است بناءً علیه بخدمت عالی نوشته می شود که هر چند مشارکت مجاهدین بظاهر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمهٔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ نوعے است از سوداگری که منفعت آن حصول رحمت کونین وسعادت دارین وسرخروئی بارگاه رب العالمین وجناب سید المرسلین وبدست آمدن عزت ووجاهت ومملکت وامارت وتصرف قری وامصار واضلاع واقطار وتحصیل مال وجلال از غنائم کفار بدمآل است پس قدرے اگر رنج بر نفس خود اختیار نمائید انواع راحات بعوض آن در دنیا وعقبیٰ مشاهده فرمائید اما اینقدر لازم است که مردانه درین معرکه درآئید وبهمت شده علائق طمع وخوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند ودر زمرهٔ یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم منسلک شوند غرض اینکه اقامت جهاد وازالهٔ بغی وفساد افضل احکام رب العباد است که هیچ عبادتے از عبادات وطاعتے از طاعات مساوی آن نمی تواند شد (قال الله تعالیٰ) لا یستوی القاعدون تا علی القاعدین درجةً بناءً علیه این ضعیف بکرم عمیم حضرت حق وقدرت کامله قادر مطلق بنا بر ادائے این عبادت عظمیٰ وادراک این سعادت علیا خود هم کمر همت بسته ونداے قوموا

تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتها الانهار ومساکن طیبة فی جنات عدن ذلک الفوز العظیم واخری تحبونها نصر من الله وفتح قریب

بقیه آیت لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة وکلا وعد الله الحسنی وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجراً عظیما درجات منه ومغفرة ورحمة وکان الله غفوراً رحیماً ۱۲

الی الجنۃ عرضہا السموات والارض درمیان جماہیر مؤمنین و مشاہیر مسلمین درداد چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر از
ایشان مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت و شجاعت در معرکۂ قتال اہل کفر و ضلالت درداوند لیکن
درین اثنا عجیب مقدمہ در پیش آمد کہ سرداران پشاور بنا بر عادت قدیمۂ خود کہ پیشۂ حسد و نفاق ہر کس
در سینۂ پر کینۂ خود مرکوز میدارند درین مقدمہ ہم مداخلت نمودہ و راہ حیلہ و تزویر پیمودہ گزندے بعساکر
مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ والمنۃ کہ نکبت و وبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید
و ہیچگونہ مضرتے باہل ایمان نرسید چنانچہ مؤمنین سوات و نیز امثال ایشان باز برائے اقامت
جہاد و ازالۂ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا حال ہم از قبائح افعال
خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تفرقیاً و تدریجاً می آیند در بدسگالی ایشان
داد نفاق می دہند درین صورت بحکم مقدمۃ الواجب واجب جہاد با منافقین ہم واجب گردیدہ بنا علیہ
این ضعیف با مؤمنین صادقین عزم پاک کردن بلدۂ پشاور و قرب و جوار آن از الواث منافقین
بدکردار مصمم کردہ تا بموضع پنجتار رسیدیم و بنا بر امتثال فرمان عالیشان حضرت ملک دیان کہ منطوق
کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ست کمر ہمت بستیم و بر حول و قوت
الٰہی اعتماد کردہ و دعائے ماثورہ اللہم بک احول و بک اصول وانت عضدی و نصیری بر زبان خلائق
ترجمان راندہ متوجہ بسمت بلدۂ مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملۂ خود مظفر و منصور گرداناد
ہر چند با ضعفا بظاہر سر و سامانے نداریم اما بمقتضائے کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ
بحکم مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق در باب استیصال کفرۂ متمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت
خود کوشش می نمائیم آیندہ سرانجام دادن ہر کار بدست قادر مختار ست بموجب بلیت اوست مالک ہر چہ
خواہد آن کند ❊ عالمے را در دمے ویران کند ❊ درینصورت لازم کہ آن حشمت مآب ہم غیرت ایمانی و حمیت
اسلامی را کار فرمایند و در منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ و جاہدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد
ایمان بے اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط ست ہر چند مشارکت آن حشمت مآب بنفس نفیس خود درین مقدمہ
بعید تر می نماید لاکن بفرستادن اقربا و اتباع ممکن پس لازم وقتیکہ این فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود
در سلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول
بارگاہ الٰہیہ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند آنرا قرین صدق
و مصلحت تصور نمودہ بر طبق آن عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب و خیر خواہان دین اسلام
است - زیادہ والسلام مع الاکرام ❊

نمبر ۴۴ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمال زئی متوسل ومعتمد یار محمد خان رئیس پشاور ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت
نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ
کریمہ مشتمل مراتب محبت واخلاص ومودت واختصاص رسید انواع فرحت واصناف مسرت بخشید حق جل
وعلا بحرمت خود این مراتب خلت را کہ مخصص بالنبی وآلہ الامجاد است وفی اللہ است روز افزون گرداناد - وانچہ
کمال وفور رغبت ونہایت علو ہمت آن والا ہمت در باب اعلائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش
فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی وغیرت ایمانی است حقا کہ تمامی این عزت ووجاہت وحکومت وریاست
وآرام وراحت لابد روزے گذشتنی وگذاشتنی است ودر محکمۂ سوال وجواب حساب کتاب بحضور رب الارباب
حاضر شدنی است ودر آن مقام پرہول غیر از ایمان واسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست ودر ظلمات قبر وصراط
غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی دانم نہ علم نہ عمر افراشتنی است ۔ وین تخم طرب ہمیشہ نے
کاشتنی است ۔ این داشتنی را ہمہ بگذاشتنی است ۔ جز دردۂ وردت کہ نگہداشتنی است - غرض آنکہ اگر این لذائذ
دنیاویہ را امروز در جہاد مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر وزور بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع
ورغبت جان ومال در رضائے رب ذوالجلال دربازیم ووسیلۂ حصول سعادت کونین وراحت دارین بدست
آریم وعلاقۂ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم وایمان کامل حاصل نمائیم وتکمیل ایمان غیر از مقاتلۂ اہل کفر وطغیان
صورت نمی بندد قال اللہ تبارک وتعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی
قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیم خبیر ۔ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ
ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون ۔ پس لابد دعوی ایمان را بہ شہادت
اقامت جہاد مبرہن باید کرد والا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است الحق بندہ کہ در مقابلہ
اعدائے مولائے خود غیرت وحمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست ومحبیکہ جان ومال وعزت وآبروئے خود را در تحصیل
رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نیست ومخلصے کہ پاسداری وجاہت غیر معبود خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص
کاذب ودروغزن است مقتضائے علاقۂ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل وعیال وطلب مال ومنال ومراعات
عزت ووجاہت والمارت والفت اخوان واقران وپاسداری رؤسا ودوستان پس پشت اندازد وفقط رضائے رب
ذوالجلال ومجرد انقیاد ایزد متعال قبلۂ ہمت سازد مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند وخم طرہ یارے
گیرند بر خاطر عاطر واضح ولائح است کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیت گری کفار لئام اختیار نمودند وبلا

مسلمین را بسبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و اولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار در دادند عقبت و ثبات آن
ملاعین بحدے در سینهٔ نفاق گنجینهٔ خود مرتکز ساختند که در پے ایذاے مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار افتادند
سبحان الله زہے اسلام و خہے ایمان است که بنا بر خیر خواہی کفرهٔ ملاعین بدخواہی افاضل مؤمنین که زمرهٔ
مهاجرین و مجاهدین اند بعمل می آرند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا آخر شده شده نوبت
ایشان بحدے رسید که مؤمنین را اشتغال بجهاد بدون استیصال آن اهل فساد متعذر گردید بحکم مقدمة الواجب
واجب ایشان بنسبت جهاد با کفار واجب و اوکد شدند تا وقتیکه استیصال ایشان متحقق نشود جهاد با اهل کفر و
عناد صورت نه بندد بنا بر علیه این عاجز و خاکسار ذرهٔ بمقدار با چندے از مهاجرین اخیار بر طبق فرمان عالیشان
واجب الاذعان یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم ومأویهم جهنم وبئس المصیر بر جهاد منافقین
مخذولین کمر بسته تا بموضع پنجتار رسیدیم انشاء الله عنقریب بحول و قوت ملک جبار و مالک قهار تمام شوکت
منافقین بدکردار بسهولت تمام مضمحل می گردد در عرصهٔ قلیله انشاء الله تعالی این تماشاے قدرت قادر مختار بعین
الیقین مشاهده خواهند فرمود لازم که آن والا مناصب بشارکت جهاد رب العالمین را برفاقت جنود شیاطین ترجیح
دهند و پاسداری رب العالمین را بر رو داری منافقین ایثار فرمایند آنچه از سرداران زمان توقع حصول منافع
دنیویه بیدارند اضعاف آن از درگاه شاه شاهان و خالق انس و جان باید داشت بامید واثق از درگاه
خالق آنست که اگر یکرو و یکجهت شده در زمرهٔ ناصرین دین متین منسلک خواهند گردید منافع دنیویه هم بحدے حاصل
خواهند کرد که خارج از وهم و خیال است اما اگر کسے خواهد که پاسداری جانبین ملحوظ دارد و در زمرهٔ مذبذبین بین
ذلک خود را منسلک گرداند باز جان خود را در بندگان عبودیت کیش و محبان اخلاص اندیش شمارد و حصول
رضاے حضرت حق متوقع ماند پس این خیالیست پر اختلال و وهمیست سراپا باطل و محال بموجب بیت
هم خدا خواهی و هم دنیاے دون + این خیال است و محال است و جنون + آنچه از واقعهٔ منازعت فیما بین
عالیجاه محمد خان و سیف الله خان نگارش فرموده بودند حقیقت آن واضح گردید بالفعل انتقام از او در حیز تعطیل
و اهمال باید انداخت و استیصال اعداے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکه این دیار و اقطار از الواث مفسدین
بدکردار مطهر و پاک گردد بیصلاح فیما بین علاجش بغایت سهولت صورت خواهد بست اگر بالفرض آن علاج واقع
نخواهد شد تدبیرے دیگر که مناسب وقت خواهیم دید بعمل خواهیم آورد - زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبر ۲۵ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت عمدهٔ اراکین عالی مقام دودهٔ خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزاے چار بالش حشمت معرکه پیراے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار

سلطان محمد خان زاد الله اقباله وضاعف اجلاله - بعد از اہدائے احسن تحف اسلام یعنی گلدستهٔ ریاحین سلام و
داعیهٔ ترقی مناصب دارین و مدارج نشأتین واضح آنکه رقیمهٔ مودت ضمیمه مشتمل بر غایت مراتب اخلاص و نهایت
مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجه از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر
فضیلت پناه ملا میر عالم آخوندزاده تفصیلاً واضح و لائح گردید - الحمد لله والمنة که محبت دیرینه و خلت پارینه تا حال
بسان سرو نونهال در سینهٔ بے کینه اخلاص گنجینه بکرم رب الارباب سرسبز و شاداب است حق تبارک و تعالی
بقدرت کامله و تربیت بالغهٔ خود این شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد آمین یا رب العباد - آنچه از حقوق انواع
پیچ و تاب قلق و اضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ذخائر آن عظمت نشان
و سردار کلان رقم زدهٔ کلک مودت سلک شده بود انشاء الله تعالی در مقدمهٔ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود
دعا کرده خواهد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود در موقف اجابت آرد فاما آنچه استشاره در تدبیر استخلاص آن
نوجوان از پنجهٔ ظالمین نامهربان نوکر یز خامهٔ محبت شمامه بود پس حقیقتش آنست که در هنگام تفویض آن سعید در
دست عدو عنید هیچگونه مشاورت به اینجانب نفرموده بودند تا الحال در مقدمهٔ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل
چارهٔ استخلاص آن بیچاره غیر از یک هیچ بنظر نمی آید که جمیع اقربا و اصدقاء آن گرفتار رنج و بلا تمامی همت خود را فراهم
آورده و فتنهٔ شورشے عظیم بر سر آن لئیم بوجهے برپا کنند که بالاضطرار از آن برخوردار دست بردار شود و آنچه در مقدمهٔ
تعطیل و اہمال و تسویف و امہال در اقامت جنگ و جدال با اهل کفر و ضلال تا زمان استخلاص آن عزیز از قبضهٔ
متعدی بے تمیز نگارش فرموده بودند پس حقیقتش آنست که ما مردم امتثال احکام رب العالمین و احیاے سنت
سید المرسلین ترک اهل و عیال خود گزیدیم و مهاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم و جمیع ماسوی الله را پس پشت
انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبلهٔ همت ساختیم و علائق راسخه که با فرزند و عیال و مال و منال
و اوطان و اخوان می باشد از سویداے قلب بر کندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل
و اهمال را هیچگونه در مقدمهٔ اقامت این رکن رکین و نصرت دین سید المرسلین بدون توقع منفعتے از منافع دنیا
روا نداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان صمیمی درین ماده دست کشیدیم و از ملاحظهٔ منافع و مضار جان خود
درین باب دست برداریم و از پاسداری ماسوی الله درین راه بیزار - بالجمله شب و روز در کار و بار خود بیباکیم
و از لحاظ چپ و راست بے باک و در تدابیر نصرت دین حاقلیم و از پس و پیش غافل - ما بندگان عبودیت شعار
را چه یارا که در امتثال احکام مولائے خود دمے توقف ورزیم و عاجزان خاکسار را چه طاقت که بر مصروف شدن
جان و مال در راه قادر ذوالجلال نوعے تأسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمهٔ استیصال اهل شرار بدون ملاحظهٔ
حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و وہمے است سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدرے مهلت

روا داریم لا بد اطمینان بر اقوال شما بدست آریم و اعتماد مسلمان خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سردار کلان خیلے متعذر الحصول پس تا خیر از مامردم غیر مامول شب و روز در همه قدمه سعی بجان و دل بجا می آریم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امید داریم بالجمله تا جان در بدن و سر بر تن ست بهمین کار و باریم و انجام این کار بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح توقع غلبهٔ دین ست در آل و در صورت شکست نقد شهادت آید فی الحال در هر دو صورت بمقصد خود فائزیم و بمراد خود کامیاب و لسان سر آزاد در بهار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملا امیر آخوندزاده بمنصهٔ ظهور خواهد رسید — والسلام مع الاکرام — ۲۵ ذی الحجه سنه ۱۲۴۲ هجری

نمبر ۲۶ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله — بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشتمل بر قوت استعداد آن عالی نهاد در اقامت جهاد و استیصال کفر و فساد با دیگر مراتب اظهار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجه واضح گردید الحمد لله و المنة که عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین در دل جلادت منزل آن سردار جلالت آثار هویدا گردید الحق مثل این علو همت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان تواند بود — هر چند سعی در اقامت این رکن اسلام یعنی قتال با کفار لئام در هر زمان و هر مکان واجب ست اما درین جزو زمان که وقت شورش اهل کفر و طغیان ست بر ذمهٔ جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً اوجب و اوکد هر قدر که حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و وجاهت در اضلاع و اقطار بیشتر اقامت این رکن دین و اعلان دین سید المرسلین موکد و لهذا هر که از سرداران نامدار و روساء ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل در عقبیٰ و ثنائے جمیل در دنیا می شود و حصول سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجهے نصیب او میگردد که احاد مسلمین را ادراک آن خیلے متعذر و اگر معاذ الله از ایشان در اقامت همین امر باثور اونی تساهل قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکهم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل درینباب داد تغافل و تساهل خواهند داد پس بحکم من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها اعمال ایشان بمعاصی جمیع رعایا و سپاه مشحون و سیاه خواهد گردید درینباب نیک نیک تامل فرمایند و غور عزیق را بکار برند و از قبیل مخیلات شعراء و نکات بلغاء که مخصص بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند نشمارند که این مضمون

ملے وصلان نظر ۹۲

در کلامِ ملکِ علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس ہر کہ ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرۃ می دارد البتہ
بیقین قطعی میداند کہ این امر محض و صدق بحت است پس باوجودش این تغافل و تساہل در محکمۂ حساب و کتاب
بحضور رب الارباب شدنی است و در محاذات آن چہ انواع رنج و متاعب و اجناسِ تکالیف و مصائب کشیدنی است
فاما آنچہ در ظن اکثر تجربہ کارانِ زمان مرتکز است کہ بغیر اعانتِ سردارانِ تاجدار و اصحابِ مکنت و اقتدار حصول این
معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر اختلال زیرا کہ ممکن است کہ حق جل و علا بقدرتِ
کاملۂ خود دیگر سعادتمندانِ ازلی و مقبلانِ لم یزلی را کہ از ضعفائے مسلمین و فقرائے مخلصین باشند بروئے کار آرد کہ بہ
محضِ عنایتِ خود این مہم عظیم از دستِ ایشان بر آرد و قال اللہ تبارک و تعالیٰ اِنْ لَّا تَنْصُرُوْہُ یُعَذِّبْکُمْ
عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ باقی احوالِ
این حدود بکرم رب معبود برین منوال است کہ این عاجز از دار السلطنت کابل بر آمدہ و اضلاع جلال آباد و نواحیِ پشاور
را طے کردہ در بلدۂ نوشہرہ رسید درین اثنا لشکر مخالفین بموضع اکوڑہ بکمال جمعیت و نہایت استکبار و نخوت آمدہ
ایراق کرد ہر چند ہمراہِ این فقیر جمعے قلیل بے سر و سامان بودند اما از انجا کہ طالبان رضائے حضرت خلاق بودند و در
صرفِ جان و مال نہایت مشتاق بنا علیہ ایشان را شبا شب از دریائے لنڈہ عبور کنانیدہ بر سرِ کفارِ زنگو نسار بطریقِ
شبخون و تاخت روانہ کردہ شد و در آخر ہمان شب بحکم حضرتِ رب العالمین جنود مجاہدین بر سرِ آن غافلین رسیدہ
اول اسلحۂ دور دست مثل تیر و تفنگ در گذشتہ آنہا را از زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکرِ ایشان از خونِ ایشان لالہ زار
ساختند چنانچہ جمعے کثیر را از ایشان کہ قریب یکہزار باشند یا ازین ہم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعے را بزخمہائے
پرخطر تا لبِ سقر رسانیدند و اجناسِ نفیسہ از قسم اسپ و شتر و یراق و غیرہ بیش از بیش بردند بعضے از ان آنچہ
بمرتبۂ شہادت مشرف گردیدند بجنت الماویٰ ماویٰ ساختند و اکثر ایشان مشمولِ حفاظتِ ربانی و کفالت رحمانی
بمعسکر خود مراجعت نمودند و این شبخون کفار بدکردار را چندے شکست داد کہ از مقامِ اقامتِ خود برخاستہ بمقامے
دیگر بار انداختند از شدتِ خوف گرداگرد معسکر سنگ زدند بعد ازان فقیر از بلدۂ نوشہرہ برخاستہ بموضع ہند آمدہ
اقامت نمود مومنین این اقطار از دریائے اباسین عبور نمودہ بر سر شہر حضرو کہ مرکز کفارِ آن دیار و مجمع متمولانِ آن
اقطار بودہ تاخت آوردہ چہار صد ناکس را بجہنم رسانیدند و اشیائے نفیسہ و اموال خطیرہ از نقود و اجناس بدستِ
عموم الناس آنقدر افتاد کہ از تحریر و تقریر بیرون است بعد ازان ابوابِ جنگ و جدال و قتل و قتال مفتوح گردید و شب
و روز نصرتِ آسمانی و تائیدِ رحمانی باران صفت می بارد و از جملہ تائیدات الٰہی این است کہ اجتماع جنود مجاہدین
ہر چند بسیار از بسیار بود لیکن از بسکہ لشکر بے سر بود مثل بلوائے عام در کوچ و مقام بے انتظام می نمود بنا بر علیہ
بر طبقِ فحوائے کلامِ ملکِ علام و احادیثِ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و فتوائے فقہائے عظام و صوابدید عقلائے

ذوی الافہام مصلحتِ وقت چنان اقتضا کرد کہ اقامتِ این رکنِ رکین اسلام بدون نصبِ امام بوجہِ مشروع صورت نمی بندد بنا برعلیہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مقدس باتفاق مشاہیرِ سادات کرام و علماءِ اعلام و مشائخ عظام و صاحبزادگانِ ذوی الاحترام و خوانینِ ذوی الاحتشام و جماہیرِ خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بیعتِ امامت بردستِ این جانب واقع گردید و بروزِ جمعہ خطبہ بنامِ این جانب خوانده شد ہر چند این عاجزِ خاکسار و ذرۂ بمقدار بحصولِ این مرتبۂ منیف اولاً بہ اشارات غیبی و الہاماتِ لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصولِ این منصبِ شریف باتفاق جماعاتِ اہلِ اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن ربِ غیور کہ علیم بما فی الصدور و دانائے نہان و آشکار و محیط بمراتبِ اعلان و اسرار است گواه است بر ہمینی کہ این فقیر را از قبولِ این منصبِ شریف غیر از اقامتِ جہاد و صحتِ جمعہ و اعیاد و امثالِ آن از اظہارِ احکامِ دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین غرضے دیگر از اغراضِ دنیویہ مثلِ تحصیلِ مال و عزت و جاہ و سلطنت یا حصولِ معنی تسلط بر قریٰ و امصار و اضلاع و اقطار یا تذلیلِ اہلِ ریاست و سیاست یا اہانتِ اربابِ ریاست یا تنفیذِ احکامِ خود بر بندگانِ ملک و یا تحصیل معنی ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز نیست بالجملہ شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی باین داعیۂ رحمانی اصلاً مخلوط نگردیده و از بسکہ اقامتِ این امر خالصاً لوجہ اللہ الکریم بوقوع آمده بود بنا برعلیہ آثار آن ہویدا گردید چنانچہ جمعے کثیر و جمعے غفیر ہزاران ہزار بلکہ بے عدد و شمار از ہر جوانب مثلِ مور و ملخ فراہم آمد۔ ندو می آیند و در میدانِ جلادت و دیانت دادِ شجاعت و جمعیت داده اند و می دہند و علاوه برین آنکہ حق جل و علا بکرمِ عمیم خود علائقِ خوف و طمع را از ماسوائے خود منقطع گردانیده است نہ از شوکتِ مخالفین خوفے فی الحال داریم و نہ از کثرتِ موافقین طمعے۔ آرے اینقدر میدانیم کہ ہر کہ جانِ خود را در سلکِ مجاہدین منسلک گردانیده دعوئ ایمانِ خود را مبرہن کرد و ہر کہ در ینوقت پہلو تہی کرد بادِ حسرت بدست برد۔ اے مدعیانِ دین بیائید و در نصرتِ دینِ خود جان و مال بباز ید تا گوئے سعادتِ جاودانی و راحتِ دو جہانی بربائید چنانکہ این منعمِ حقیقی عمرہا گذرانیده ابدالحال در ادائے شکرِ آن مال و جانِ خود را حاضر کرده کوششِ بلیغ نمائید تا سعادتِ دارین و ریاستِ کونین حاصل کنید٭

(نمبر ۲۷) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم غلجائی از مقام پنجتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ خوانین کرام و اراکین عالی مقام و ملکان ذوی الاحترام و سائر مومنین غلجائی کثرہم اللہ تعالیٰ و وفقہم لما یحب و یرضیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر جماہیرِ مومنین عموماً و مشاہیرِ مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب و موکد است اما درین جزو زمان کہ وقت شورشِ کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیده بنا برعلیہ این بندۂ ضعیف با چندے از مومنین صادقین از وطنِ مالوفِ خود برخاستہ محض للہ فی اللہ برائے اقامت این رکن رکین و نصرت

دینِ متین کمرِ ہمت بستہ دانائے نہان و آشکار انیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلامِ دین و
احیائے سُنّتِ سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان ندارم دریں صورت بر ہر مؤمنِ راسخ الاعتقاد و
مُسلمِ کامل الانقیاد واجب و لازم کہ غیرتِ ایمانی و حمیّتِ اسلامی را کار فرمودہ براعانتِ دین و نصرتِ
شرعِ مبین کمرِ عزیمت چست بندند و در صَرفِ جان و مال در راہِ ذوالجلال دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از
ادائے این عبادتِ عظمیٰ و ادراکِ این سعادتِ کبریٰ رو نتابند تا روزِ جزا در محکمۂ حساب و کتاب بحضور
ربّ الارباب بسرخروئی برخیزند و بروئے خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام شرمسار نشوند کہ شکرِ نعمتِ
مال و منال و جاہ و عزّت طلب شدنی است و از تغافل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ ربّ العزّت سوال
متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال
در راہِ ایزدِ متعال صرف نگردید فردا وبالِ جان است و ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمرِ ہمت چست بستہ
دریں باب دادِ شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہِ تائیدِ دین قدم ثابت خواہند نہاد و انچہ اجرِ جزیل
از حضورِ ملکِ منّان و ثنائے جمیل درمیانِ اخوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل نہان نیست
فامّا آنچہ منافع بسیار و محاصلِ بیشمار از عزّت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد بیرون
از اندازۂ قیاس خواہند بود انشاء اللہ تعالیٰ ہم مناصبِ موروثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعی جمیلۂ
ایشان دریں باب فوائدِ بیش از بیش علاوہ بر آن حاصل خواہند شد زیادہ والسلام والاکرام مرقومۂ بست و
نہم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ ہجری ۔

(نمبر ۲۸) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام شاہ پسند خانصاحب وزیر شاہ محمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعۂ عمدۂ خوانین عظام زبدۂ اراکینِ عالی مقام والامناصب
کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالیٰ و عظّمہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ ایزدِ متعال و منعمِ لایزال محض جود و نوال خود آن کثیر المناقب را بمناصبِ عالیۂ
ریاست و مراتبِ رفیعۂ حکومت نواختہ و بانواعِ نعم و حشمت و شوکت و اصنافِ شیمِ شجاعت و شہامت
بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر این دولتِ عظمیٰ و لازمۂ سپاس این موہبتِ کبریٰ آنست کہ در بابِ طاعت
احکامِ ملکِ علام بالِ ہمت کشایند و راہِ فرمانبرداری و رضاجوئیِ پروردگار بقدمِ عزیمت بپمایند و کمرِ ہمت
چست بستہ و نیتِ قلبیہ درست نمودہ در اعانتِ ملّتِ بیضا و حمایتِ شریعتِ غرا مساعیِ جمیلہ بروئے
کار آرند و محبتِ اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ و رضامندی و خوشنودیِ ایزدِ کریم را قبلۂ ہمت
ساختہ در اعلائے کلمۂ ربّ العالمین و احیائے سنت سید المرسلین ہمتِ عالیہ گمارند کہ اینہمہ مال و منال

سریع الزوال واین حشمت وریاست فنا مآل روزے گذشتنی وگذاشتنی است وروز جزا در معرکۀ پرهول حساب
وسوال وجواب روبروے رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست که در
راه رضائے مولائے خود جان بازند وجهان تازند وماسوی الله را پس پشت اندازند وباقامت جهاد بر کفر وعناد و
ارباب بغی وفساد سازند واین جان ناتوان ونهاد سست بنیان را بجاودان حقیقی بسپارند وزندگانی فانی را عوض
حیات جاودانی بفروشند ودر تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو همت ووفور رغبت بکوشند ودر تالیف تام
وترغیب خواص وعوام بسوئے اقامت این رکن رکین واعانت دین متین جد وجهد بلیغ بکار برند وداد کوششها
دهند خصوصاً بحضور لامع النور حضرت بادشاهے بطور مناسب وانداز معقول باین مضمون عرض لازم القبول
فرمایند وگوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بدر مکنون خوش بیانی وگوهر فشانی چنان آرایند که مدعائے
دلی وخواهش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جهاد بر اهل کفر وضلالت واستیصال بیخ وبنیاد اهل بغی ونخوت از پردۀ
اختفا بظهور آید واز قوت بفعل گراید وبنوعے مشارکت فقیر درین باب بمعرض قبول افتد وبوجه من الوجوه معاونت
دین رب الارباب بمنصۀ ظهور جلوه آرا گردد هر چند نهضت فرمائی دائرۀ دولت واقبال آنحضرت ورونق افزائی
قدوم میمنت لزوم آن والا همت باین دیار واقطار متعسر ودشوار است که حاجت روائی رعایا وانجاح مسئول و
مامول وادرسی برایا تابع این کار ظاهر واشکار اما انفاذ امر عالی مقدار در باب سرانجام این امر عظیم ومهم فخیم بنسبت
کسے از عمده ارکین عقیدت وفدویت آئین خیلے آسان وسهل الحصول وانبعاث وانتهاض این داعیۀ کمالی
وامداد شرع ربانی فطری بوفور رغبت وتاکد عزیمت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت است وقابل قبول بالجمله
بهر وجه که دانند وتوانند باعانت دین متین ونصرت شرع مبین بجان ودل کوشند تا فردا روز جزا روبروے
حق تبارک وتعالی وحضرت سید الوری افضل البرایا بتشریف شرف وخلعت عزت پوشند که ثمرۀ نکوکاری مولی همین
است ونتیجۀ حق شناسی مالک چنین که دار عقبی برائے مکافات همین سعیها است وروز جزا برائے ایفائے مواعید
حقه عوض چنین پیر وبها وانچه ثمرات این جد جمیل ونتائج این جهد جزیل در دنیا خواهند دید که از دید وشنید
بیرون است واز وهم وخیال افزون انشاء الله تعالی زود مناصب رفیعه حاصل خواهد گردید ومراتب منیعه واصل
الحاصل که بالفعل بکار وبار دیگر را بجائے خود واگذارند وهمه همت به نصرت دین متین واعلائے کلمۀ رب العالمین
واستیصال کفرۀ متمردین وشکست رونق این فرق ملاعین برگمارند که در سرانجام آن هم دنیا وهم دین وهم منفعت
آجل بسیار است وهم سود عاجل خارج از حد وحصار هم جالب رضائے ایزد متعال است وهم باعث حصول
حشمت وشوکت بااقران وامثال وموجب ازدیاد مال ومنال است وواسطۀ عزت واقبال وعلاوۀ ازین
نیکنامی در دنیا نقد وقت است ودر دین نجات موقت پس لابد بامتثال اوامر الهیه بکار فرمایند وتاکید عزیمت

نمایند کہ مقتضائے غیرت ایمانی و لازمۂ حمیت اسلامی ہمین است والسلام مع الاکرام۔ مرقومہ دوم محرم الحرام ۱۲۴۲
ہجری از مقام پنجتار +

(نمبر ۲۹) استفتار در مخالفت امام مجمع علیہ انام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درین صورت کہ جمعے کثیر و جمے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے ذوی الاحترام بردست امام ہمام خلیفہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سید احمد امیر المؤمنین سید احمد مد اللہ ظلہ بیعت امامت بجا آوردند و اطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنا بر خدمت دین و اجرائے احکام شرع مبین امرے اصدار فرمایند و کسے از مسلمین خواہ رئیس باشد خواہ ضعیف امر آنجناب را رد نماید و بر مخالفت ایشان مستعد شود حتیٰ کہ بنا بر رد حکم آنجناب بر قتل و قتال و جنگ و جدال آمادہ گردد درین صورت حکم شرع شریف در مقدمۂ مخالف مذکور و رفیقان او چیست۔ بینوا توجروا +

جواب - امامت چنانکہ مذکور شد بہ بیعت علماء و رؤساء مذکورین منعقد گردید زیرا کہ امامت بہ بیعت یکے از مسلمین منعقد میگردد چہ جائیکہ جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشان بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقہ الاکبر ینعقد الامامۃ بعقد واحد و ہکذا فی شرح المقاصد و شرح المواقف وقتیکہ امامت آنجناب ثابت گردید پس انکار از حکم آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح قال اللہ تبارک و تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (ایضاً) من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات میتۃ جاہلیۃ (ایضاً) من خلع یدا عن طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ + و چون سرکشی مخالفین بحدے رسید کہ بدون برپا کردن معرکۂ قتل و قتال و جنگ و جدال از مخالفت دست بردار نشوند و بر حکم امام گردن ننہند پس جمیع مسلمین مامور می شوند کہ بر ایشان لشکر کشی کنند و حکم امام بر ایشان جبراً جاری گردانند (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ط (و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) انہ ستکون ہنات وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان (ایضاً) من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ - (قال فی مختصر الوقایۃ) والبغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام فیدعوہم الی العود فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بدأ + پس لابد ہر کہ از لشکر امام درین معرکہ مقتول خواہد گردید پس ہمو ست شہید ناجی و ہر کہ از لشکر مخالفین مقتول خواہد گردید ہمو ست طریدِ ناری و موت این مخالفین اقبح است از سائر

فاسقین مثلِ زناۃ و سارقین چہ نماز جنازہ بر سائرِ فاسقین ادا کردن واجب است بخلافِ این منافقین کہ نماز جنازہ بر ایشان ہم جائز نیست کما فی الدر المختار ۔ واللہ اعلم بالصواب +

نمبر ۳۳ ۔ مکتوب از جانب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بجنابِ حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدولہ بہادر زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی کہ بدستِ شجاعت نشان عبد الحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرمودہ بودند ہمان ممدوح بعسکرِ اقبال پیکر رسیدند تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبانِ واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید ۔ حاجی محمد صابر کہ سابق از ایشان بعرضۂ قلیلہ رسیدہ بودند از زبانِ ایشان چنان بوضوح پیوست کہ اکثر مدعیان اسلام از سکانِ ہندوستان از قسم دانشمندان کتبِ فضیلت نمائے و سالکانِ طریقت پیشوائے و امیرانِ نخوت شعار و اتباعِ ایشان از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقینِ اشرار و فاسقین بدکردار از ملتِ محمدیہ دست بردار شدہ راہ کفر و ارتداد و طعن بر ساعیانِ جہاد اختیار نمودند و وساوسِ شیطانی بطریقِ نیابت از وسواسِ خناس در قلوبِ طالبین حق القا کردند و در راہِ راست ملتِ محمدیہ کج مج و طالبینِ حق را سدّ راہ گردیدند آن گروہ شقاوت پژوہ بیتیک ببغضِ یزدانی مورد لعنِ رب العالمین شدند چنانچہ حق جل و علا در کلامِ پاکِ خود می فرماید الَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَیَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ط چنانچہ پارۂ از اشکالات ایشان کہ بحسبِ ظاہر اذہانِ عوام و عسکرِ اسلام ایراد کردہ بودند و بحسبِ حقیقت آنہمہ اشکالات بر کلامِ ملک علام و بر ذاتِ سید الانام وارد میگردید از زبانِ صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالاتِ مذکورہ از کلامِ رب العالمین و سنتِ سید المرسلین روبروئے حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حالِ مذکور منتفع گردیدند اما این ضعیف را یقین قطعی باینمعنی حاصل است کہ تقریر مذکور ہیچ منفعتے بملاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت است و مقصود منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرتِ نبویہ است پس جواب ایشان غیر ضربۃ السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و یاد ہیکہ استطاعت این امر حاصل نیست جواب ایشان ہمین عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت الکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی + آنست جوابش کہ جوابش ندہی + آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت ضرب المثل انشاء اللہ عند الملاقات حقیقتِ این امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود اما درین حزو زمان کہ وقت شورش وساوسِ شیطان است محافظتِ جان خود از وساوسِ آن شیاطین و نزغاتِ جنود ابلیس

لعین واجب و موکد دانند و تا زبان ملاقات برادراک ہمین نکتہ قناعت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین و
جمیع خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرین و صحابہ مکرمین ہمین است کہ تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات
روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را بہمین مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف
عمر گرانمایہ را در ہمین شغل عین سعادت عظمی شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود است
در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و اطوار و برہم تقلب اقبال و ادبار و برہم زدن
ملل و دول پس تعلق بقدرت کاملہ ربانی میدارد نہ باستطاعت ناقصۂ انسانی و مسلمان محمدی را ہمین لازم
است کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمین راہ دربازد و آنرا عین سعادت خود شمارد و ترقی و تنزل
موافق و مخالف بقدرت کاملہ ربانیہ سپارد بموجب بیت بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف + گر بکشم زہے طرب
ور بکشد زہے شرف + و صرف اوقات را در ہمین مساعی معظمہ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمین راہ
منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ وار در ہمین میدان درآید **فرد** مصلحت دید
من آنست کہ یاران ہمہ کار + بگذارند و خم طرۂ یاری گیرند + پس آنجناب را لازم کہ ہمین راہ را راہ خدا و رسول
انگارند و ہر کہ درین امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و مطرودان رب العالمین مثل اقوام سکھ و
ہنودان شمارند والسلام مع الاکرام ❊

(نمبر ۱۳) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول
بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکہ - نامۂ نامی و رقیمہ گرامی متضمن بر کلامیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین
مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا - آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین سوال و جواب را منقح گردانیدہ و
آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت - مخدوما حقیقت الامر این است ہر چند کہ تحریر و تقریر
ہم در مقدمات نوعے از جہاد است فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین انتقام و رامرے مشغول اند کہ تقریرات
و تحریرات را در آن امر اصلا گنجایش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر بمثابہ حال شخصے است
کہ بہ نفس ادائے صلوۃ مشغول ہست بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوۃ می نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوۃ ہم
از جملہ مقدمات صلوۃ ہست فاما حال ادائے نفس صلوۃ مانع است از اشتغال بہ تعلیم مساعی صلوۃ - کسیکہ
حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل
دیگر و مسلک این مردم دیگر - مسلک اول از جنس مسلک علما است و مسلک ثانی از جنس مسلک سپاہیان

دشمنان بنیها حالانکه درین مقام چند کلمه تحریر کرده می شود آنهم بر خاطرِ فاتر بس گران است فامّا بنا بر پاسِ خاطر
عاطر نوشته می شود که در انعقادِ امامتِ جناب امیر المؤمنین بر قانونِ حدیث و کلام و فقه اصلا شبهه نیست
و آنچه مخالفین از جنسِ قبائح بآنجناب یا باتباعِ آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً اینکه آنچه بذاتِ آنجناب
نسبت می کنند آن همه سراسر باطل است و از وسمۀ صدق عاطل و آنچه برفقائے آنجناب نسبت می نمایند
پس اکثرے ازانهم مطابقِ واقعه نیست بر تقدیرِ تسلیم پس قبحِ رفقائے امام هرگز در امامتِ آن قادح نیست
چنانچه قبحِ امتیان هرگز در نبوتِ نبیِ ایشان قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیرِ تسلیم آنچه بذاتِ آنجناب هم
نسبت می کنند پس نیز ظاهر است که آنهم در ثبوتِ امامت یا بقاءِ آن اصلا قادح نیست چه منتهائے آن
قدح در مراتبِ ولایت است و ثبوتِ مراتبِ ولایت اصلا در شروطِ امامت نیست بلکه فسق و ظلم هم سببِ
زوالِ امامت بعد ثبوتِ آن هرگز نمی تواند شد چنانچه در احادیثِ متواتره و عباراتِ اسلاف و اخلاف و
فقهائے متکلمین بر آن دلالت می دارند بالجمله مدارِ کلام به همین دو امر است اوّل ثبوتِ امامت بعد ازان
عدمِ زوالِ آن بسببِ اعتراضاتِ مسطوره اما مقدمۀ اولی پس بیانش آنکه طریقِ ثبوتِ امامت را از کتبِ
حدیث و کلام و فقه تفتیش باید کرد و درین مقدمه روایاتِ قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و
بعد ازان خلاصۀ مضمونِ قوی راجح که در بابِ طریقِ انعقادِ امامت است منقح کرده در ذهن ملحوظ باید داشت
و بعد ازان تامل باید کرد که در ما نحن فیه آن امرِ منقح متحقق است یا نه هر چند حقیقت الامر در امثالِ این مقدمات
بمشاهده منکشف می گردد که لیس الخبر کالمعاینة حدیثے است ماثور و شنیده کے بود مانندِ دیده مثلے است
مشهور اما بنا بر آنکه مشاهدۀ حال به نسبتِ غائبین مفقود است پس انکشافِ حال بر سبیلِ اجمال به نسبتِ
ایشان از اطلاع بر اخبارِ این مجمعِ اخیار هم بقدرِ ضرورت می تواند شد بنا بر آنکه یک قطعه پرچه اخبارِ اطلاع
مع چند قطعاتِ کوافذ دیگر که شارحِ قطعۀ مذکور می تواند شد بخدمت ارسال داشته شد تا بوجهٍ من الوجوه حقیقة
الحال منکشف گردد پس هر که درین مقدمه بخوبی تامل خواهد کرد لا بد انعقادِ امامتِ آنجناب اذعان خواهد نمود اما
مقدمۀ ثانیه پس آنرا هم از کتبِ حدیث و کلام و فقه تفتیش باید نمود که کدام امر باعثِ انعزالِ امام است
از منصبِ امامتِ خود و این سخنے در بارگاهِ آنجناب بعید است که کس از کفار سکهه وغیرهم ادعائے وجود
این قبائح در ذاتِ آنجناب نمی تواند کرد بالجمله چون امامتِ آنجناب ثابت گردیده هیچ امرے که باعث
انعزالِ آنجناب از منصبِ امامت باشد یافته نشد پس اطاعتِ آنجناب بر کافۀ مسلمین واجب
گردید هر که امامتِ آنجناب ابتداءً قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس همو است باغی مستحل الدم که قتل
او مثلِ قتلِ کفار عینِ جهاد است و هتکِ او مثلِ هتکِ سائرِ اهلِ فساد عینِ مرضیِ رب العباد چه مثال

این اشخاص بحکم احادیث متواتره از جمله کلاب رفتار و ملعونین اشرار اند این است مذهب این ضعیف در مقدمهٔ
پس جواب اعتراضات متضمنین نزد این ضعیف همین ضرب بالسیف است نه تحریر و تقریر اما آنچه ذکر می نماید
که برای مقابله اهل شوکت مماثلت ایشان در شوکت ضروری است پس میگویم اولاً اینکه این مقدمه مذکوره
ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد
یا نباشد قال الله تبارک و تعالی وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ولم یقل) وَاَعِدُّوا لَهُمْ مِثْلَ مَا اَعَدُّوا
لَکُمْ وثانیاً آنکه معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتی بهم رسد که همان وقت دولت مخالفین را
برهم زند و بذات خود تمام جنود و عساکر ایشان را هزیمت دهد بلکه معنیش همین است که جماعات موافقین همراه او
بحدی مجتمع شوند که باعتبار ظاهر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان می تواند کرد و مراد از اجتماع این نیست
که در هر آن گرد اگرد او ایستاده باشند بلکه معنیش همین است که ایشان را بذات او علاقه بهم رسد که مقتضای آن
علاقه در حق ایشان اطاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین و علاقه قرابت و برادری در عرف افاغنه و در عرف
شرع همین علاقه بیعت را اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همو است که مجمع کثیر از نوکران فراهم
داشته باشد و در عرف افاغنه همان است که مجمع کثیر از اولوس فراهم داشته باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همان است که مجمع کثیر
از مسلمین دست او بیعت امامت بجا آورده باشند چه علاقه بیعت نزد شارع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس جناب امام همام را شوکت شرعیه
بالفعل بحمد الله حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران پشاور که صاحب عساکر و جنود
و توپ و شاهین اند و خوانین سوات و بنیر و سمه و همه خواص و عوام ایشان و پاینده خان تنولی بیعت
امامت بر دست آنجناب بجا آورده اند و شمار این اشخاص به لکهوکها میرسد پس لابد شمار عساکر آنجناب
بحدی خواهد رسید که شمار جنود کسی از مخالفین هرگز بآن حد نمیتواند رسید فاما اینکه بعضی از ایشان نکث
بیعت نموده و حق آنکه اطاعت است بجا نیاورده اند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس
همچنین اصلا در شوکت شرعیه قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمکحرامی می کنند و در بدخواهی
آقای خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت
عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین آن احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند کرد ثالثاً آنکه مماثلت
شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفرهٔ شرق و غرب اصلا مراد نیست والا امامت هیچ امامی از سابقین
ولاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش
است و در ما نحن فیه اینقدر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ناظمان چهچه و هزاره و پکهلی میتواند
شد اگر چه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد و کدام کس بایشان خبر داده که جناب امام همام همین

جمعیت قلیله عزم لاهور رسیده اند بلکه شب و روز در ازدیاد جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشان مساعی جمیله
بجا می آرند و عروج شوکت اسلامیه تدریجاً بمیدان رسیده و این امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکه در انقلاب
ملل و دول همین سنت الله جاری است که بسیاری از ضعفا و احاد الناس مثل نادرشاه و رنجیت سنگه وغیره سر
می برآرد و آهسته آهسته از رفقا جماعتی بهم می رسانند و قوتی و شوکتی تدریجاً بدست می آرد تا حتی که سلطنت
سلاطین عظام و مملکت خوانین ذوی الاحتشام را بهم میزند چه بلا بی انصافی است کسیکه محض برای طلب
دنیا کمر بسته باشند در حق او گمان فتح و نصرت نمایند و بسبب همین گمان رفاقت او اختیار کنند و کسیکه محض بصدق نیت
و ابتغاء لوجه الله برای نصرت دین حق مستعد گردد در حق او اصلا یعنی فتح و نصرت مستبعد می پندارند و
آنرا از جمله اوهام بعیده می شمارند و اشکالات رنگارنگ و اعتراضات گوناگون بر وارد کرده اند و خود رفیق او
نشوند بلکه عوام مسلمین را از رفاقت او متنفر کرده اند و آخر شده شده نوبت باین حد رسانید که در بهم زدن
کاروبار جهاد سعی نامشکور بجا آرند الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا و در ابتغاء
آنکه سلمنا حصول شوکت قویه شرط اقامت جهاد با اهل شوکت باشد و آنجناب با شوکت بالفعل حاصل
نیست لیکن می پرسیم که طریق حصول شوکت برای امام وقت چیست آیا شوکت باین طریق حاصل می شود
که شخصی از شکم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکه بر امامت جهاد دست برده شود
پس همانوقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ باو عطا شود و این شگفت
و نگاهی شدنی است بلکه طریق همانست که چنانچه بنصب امام مقرر شده کافه مسلمین فرض است
و در آن موجب معصیت تحصیل معنی شوکت هم برای امام وقت بر ذمه ایشان لازم است کل جماعت
مسلمین از سر سودا [illegible] ایشان بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ
کوشش نموده و اسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده تسلیم امام وقت حاضر گردانند لهذا در کریمه
اعدوا لهم ما استطعتم و کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم خطاب بجمیع سلف متوجه گردیده بخصوص امام نیست پس هر که
می گوید که شوکت امام شرط جهاد است و شوکت مذکوره با آنحضرت متحقق نیست پس او در ادای [illegible]
و بقدر استطاعت خود سامان جنگ همراه آورده شراکت دیگری در این امر اصلا بکار نیست پس در آنجا
در امر جهاد تعویق و تعطیل واقع می شود و بال و نکال آن همه برگردن قاعدین متخلفین است بمثابه آنکه نماز جمعه
بر هر کس واجب است و ادای آن بدون جماعت متصور نه و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع پس اگر کسی
در خانه نشسته منتظر این معنی باشد که وقتیکه امام قائم خواهد شد و جماعت مجتمع خواهد گشت همانوقت من هم حاضر خواهم شد
پس لابد نماز جمعه فوت شود آنکس [illegible] نزول [illegible]

وجماعتے از جماعات ملائک برائے اقامت جمعہ ہرگز واقعہ شدنی نیست بلکہ طریق ہمانست کہ ہر کس از خانہ اگرچہ
تنہا باشد بیرون برآید و در مسجد رود و اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشان شود والا در ہمان مسجد بنشیند و انتظار
دیگرے نماید نہ اینکہ مسجد را خالی بیند بخانہ خود بازگردد کہ انعقاد جماعت و اقامت جمعہ ہرگز باین وجہ نخواہد شد
ہمچنین لازم کہ ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع آوازۂ دعوت امام از خانہ خود
بدود و جان خود را مع ہر قدرے از سامان جنگ کہ میسر باشد بمجمع ایشان رساند تا قیام جہاد صورت بندد نہ
اینکہ جان خود را از سلک عباد اللہ کشیدہ در زمرہ عباد الاسباب منسلک گرداند و این رکن رکین دین متین را
گذاشتہ در کاسہ لیسی اغنیاء متمردین و فرح سالی شوالین باتباعات الدنیا مشغول شود سبحان اللہ حق اسلام
ہمین است کہ چنین رکن اعظم او را برکشند ندیدہ کہ با وجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینۂ او
جوش زند او را امام و مطعون ساز ندبلکہ آن قوم از جماعت مسلمین باشد کہ با وجود آنکہ آیات مجیدہ تلاوت میسازند و تاکید
بعد الحق الا الضلال و یا کہ متشابہ ہمین بود کہ اگر کسے بطریق ذکر جہاد برزبان میرانند قلوب
مسلمین از استماع آن بسان گل شگفتہ می گردید و بسان سنبل سرسبز می شد و اگر از بلاد دور دست ہم آوازۂ قیام
جہاد بگوش ہوش اہل غیرت اسلامی می رسید فی الفور دیوانہ وار در دشت و کوہسار میدوید بلکہ قتل شہیدان می پرید
آیا امر جہاد با وجود این عظم شان از پایۂ تعلیم و تعلم مثل کتاب الجمع النفاس ہم ساقط گردید مناسب ہمین است
کہ این ہواجس نفسانی و وساوس شیطانی را از دل دور گردانند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بجوش آرند و
مردانہ وار در مجمع مجاہدین درآیند و در نشیب و فراز زمانہ کہ بر ایشان می گذرد مصابرت ورزند و خیالات دور و دراز
کہ از عقل اسباب پرست سر می زند دست بردارند و آنرا از اوہام جزرہ شمارند و علائق دنیہ دنیویہ را کہ مانع استعجال
این امر باشد از ہم پاشند بموجب بیت مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار + بگذارند و خم طرۂ یارے
گیرند ؛ و در حدیث شریف وارد گردیدہ) اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّہَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ
بِاَیِّ وَادٍ اَہْلَکَہُ وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَی بِہِ الشُّعَبَ + مخاطب این کلام سیادت پناہ سید محبوب علی و امثال
ایشان از طالبین حق ہستند کہ دین و ایمان را ہم در جنس صفات محمودہ می شمارند نہ مولوی نصیر الدین و امثال
ایشان کہ بسبب بلادت طبع و غباوت فہم منتہائے مقصود ایشان ہمین قیل و قال و بحث و جدال است نہ
تفتیش حقیقت و اکتفا بر کنہ مقال و قتیکہ این ضعیف با این ہر دو بزرگ در شاہجہان آباد ملاقات میداشت
حال ہر کس از ایشان برہمین منوال بود کہ نگارش کردہ شد اما فی الحال اگر حال ایشان منقلب گردیدہ باشد
بر آن اطلاع نمی دارم و آنرا از ممکنات عقلیہ می شمارم - والسلام مع الاکرام ؛

(نمبر ۱۳۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان بادشاہ صاحب.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلّی القاب زینت افزائے اورنگ
عزّت و جلال زینت دہ چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین
عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از سلام و ادعیۂ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح
آنکہ شقۂ خاص مشتمل بر مراتب اختصاص بہ دست اخلاص نشان شیر زمان خان عز نزول فرمود محبت دیرینہ و
اتحاد پارینہ را تجدید نمودہ آنچہ در باب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر ذو الجلال و استیصال اہل کفر و ضلال تحریر
خامۂ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدریکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل میدارند زیادہ
چندان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطۂ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع ست چنانکہ انجناب
را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار از آن این فقیر را باشتیاق ملازمت انجناب رسانیدہ و ثانیاً آنکہ درین
ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غنیمت کبری می شمارم چہ جائیکہ معاونت بادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر بر
انجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی و عربدہ پیرائی
غیر از خدمت دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکہ آرزوے این فقیر ہمین ست کہ ہرگاہ
کافر عنید و جابر مرید از میان برخیزد و مسلمانے خدا پرست بر سریر سلطنت نشیند و این فقیر خدمت او بجان
و دل بجا آرد و اعانت او را از جملۂ خدمت دین متین شمارد و اولی و الیق باین منصب فی الحال غیر از انجناب
کسے دیگر بنظر نمی آید انجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قاتل کفار شرار آئین سیاست بخوبی میدانند
و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند حامل کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر
بجان و دل آرزومند ملاقات انجناب ست ہمچنین بہر وجہ خیرخواہ آن والا قباب ہر چند آرزوے ملاقات تعجیل
تشریف آوری انجناب بغایت انسب و اولی ہست و نہایت افضل و اعلی انشاء اللہ تعالی بعد فتح پشاور مکلف
خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان دایم خان و
امثال ایشان را باستعجال تمام نزد انجناب روانہ فرمایند و درینوقت برہمین قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل
این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالی عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از اقدم رفقائے
خود کہ مقبول بارگاہ اکہ حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل این اجمال و تشریح
این مقال از زبان صدق ترجمان ایشان واضح خواہد گردید فقط

(نمبر ۲۳۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلّی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت
[illegible] کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت

مقبول بارگاه الٰه مروج دین رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاه ابدالله جلاله وضاعف اقباله
سلامیکه روح و ریحان بهجتی و جان و رنگ و بوئے گلستان یکتادلی اعنی گلدستهٔ بهارستان سنت نبوی
نوباوهٔ نگارستان شریعت مصطفوی که اکمل تحائف و احسن هدایائے اهل اسلام است پیش نموده توجه اتحاد صفا
بنقوش مدعا باد - نامهٔ عنبرین شمامه که همانا هر حرفش دبستان مودت و هر لفظش کتاب محبت بود پس از انتظار
بسیار بآوان محمود و ساعات مسعود ورود نموده نزول کرامت آمود فرمود بادراک مضامین دلنشینش ابواب
مسرت مفتوح گشت و بدریافت نوید فرحت جاوید فتح نمودن ملک گلگت که رقمزدهٔ کلک بدیع نگار
قلم ندرت شعار بود جهان جهان فرحت و عالم عالم بهجت حاصل گردید حق تبارک و تعالی مبارک و میمون
گرداناد و این عزم بالجزم که فی الحقیقت اقامت جهاد و اعانت دین رب العباد است پیوسته و مدام مرغوب
خاطر عاطر دارد خوشا چشمے که بامتثال اوامر مالک کون و مکان دوخته و همایون دلے که بکاشانهٔ تمنیات خود
چراغ اعلائے کلمة الله افروخته زهے خوش نصیبے سعادتمندے که باین توفیق خیر موفق گردید و مهے خوش طالعے ارجمند
بمدارج عالیه رضاجوئی مولائے خود رسید آنچه در مقام بیان تعذر وصول عسکر ظفر پیکر در اضلاع افغانستان
بنا بر حیلولت برف و کوهستان رقمزدهٔ قلم شهادت توام گردیده بود پس الحق که گذر عساکر در و دست درین راه صعب
و سخت نهایت دشوار است اینجانب که در رقیمة الوداد ترغیب باقامت جهاد کرده بود مقصود این نبود که جنود آنجناب
ازین راه دشوار گذار عبور نمایند بلکه مقصود همین بود که مستعد بودن شما در مقدمهٔ قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
واضح گردد الحمد لله که قوت استعداد شما در مقدمه لایح گردید و وفور رغبت و علو همت از فحوائے نامهٔ نامی بمنصه
ظهور رسید الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود روے زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گردانیده و اخبار فرحت آثار
الشان بگوش هوش ما مردم رسانیده و آنچه در بیان مشارکت این فقیر در مهم بلاد کشمیر نوک ریز خامهٔ جلالت شمامه
شده بود که اعانت مجاهدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین بر همت
آن شاه ارجمند که باوجود شدت اشتغال بجهاد اهل رفض و ضلال را اعانت مجاهدین و اهانت مشرکین مستعد
گردیدند انشاءالله بیمن علو همت و تاکد عزیمت سرانجام این رکن رکین صورت خواهد بست و تمنائے قلبی
بتائید غیبی برکرسی مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید و مردان چنین کنند + لیکن آنچه ایمائے
مصلحت انتما فرموده بودند که بعد از فتح خیرآباد و اٹک بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش اینست که ضلع خیرآباد و
اٹک منتهائے حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اهل پشاور است و سرداران پشاور عنادے
در سینهٔ پرکینه خود از طرف عساکر مجاهدین میدارند پس اگر عساکر مجاهدین ضلع مذکوره بدست آرند و در آن مقام
اقامت نمایند البته درمیان مشرکین و منافقین خواهند افتاد و این هر دو جانب بنیاد مخالفت خواهند نهاد

درین صورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاهدین نیک مآل خواهد گردید حالانکه اگر ذرے بایشان خواهد رسید
بیباک کردن پشاور از الواث منافقین بقتل و قتال و جنگ و جدال اگرچه بشرع مقبول [illegible] اظهار ترتیب معمولی
لاکن از انجا که منافقین مذکورین بظاهر خود را در سلک مومنین منسلک می شمارند و انواع مکر و تزویر [illegible] احتمال دعوی
رب قدیر بروئے کار می آرند امداد مجاهدین مسلمین بنام اسلام مشتهر است زیرا که بنا علیه ابتدائے قتل و قتال و جنگ
و جدال با ایشان باعث بدنامی است لهذا تدبیرے بس نیک نموده و راهے نهایت باریک پیموده ام انشاء الله
تعالی بسهولت تمام بلده مذکور از الواث منافقین مسطوره بدون ارتکاب قتل و قتال صورت بندد لاکن از انجا که
مومنین ضلع پکھلی و دهمتوڑ و کهیپ و دهنی و هزاره و راجهائے کشمیر با این فقیر در مقدمه اعانت دین
رب قدیر رفاقت محکم بربسته اند و منتظر طلب این فقیر نشسته و جمع کثیر و جم غفیر از غازیان هندوستان فراهم آمده
پس تعطیل این جمیع مجاهدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا علیه بدیں خبر است مومنین [illegible] مذکورین لشکرے
از مجاهدین بسرکردگی جناب هدایت مآب کمالات انتساب ملا شاد [illegible] شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان
سید مقیم خان بسمت پکھلی متوجه است تا در کار و بار جهاد کفار مشغول شوند و تدریجا راه ضلع کشمیر سعد و ضلع پکھلی نیز که
همین معنی متعین کرده شد که از کاشغر تا ضلع مذکور راه هموار است که عبور جنود در آن بسهولت تواند شد لهذا بحضور
معلی نگارش کرده می شود که هرچند حرکت [illegible] انتخاب از دار الحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می باشد
لیکن جمیع را از عسکر ظفر پیکر مستعد و آماده فرمایند یا مجرد طلب شاه سید و سید محمد مقیم خان عسکر فیروزی اثر بسمت
ضلع پکھلی بنا بر مشارکت مومنین و معاونت مجاهدین متوجه گردد و باستعجال تمام شریک حال ایشان شود از آنکه
تفاصیل احوال در سلک تحریر آوردن متعذر بود بنا علیه فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاه رب صمد
ملا فیض محمد را که از خاص رفقائے این ضعیف اند و اعظم خلفائے این نحیف نشیب و فراز دوران دیده اند
و سرد و گرم زمانه چشیده و انواع ترتیب سلوک و اشغال طریقت از صحبت این فقیر یافته اند و در راه رضا جوئی حضرت
حق شتافته بحضور معلی فرستاده شد تا تفاصیل احوال بحسن مقال اظهار نمایند و بر مصالح وقت آگاه فرمایند و چند
روز در هدایت طالبین و افادت سالکین مشغول شوند و حقیقت حال کما حقه مکشوف سازند و آنچه چکن بدست حامل
رقیمه کریمه ارسال فرموده بودند رسید جزاکم الله خیر الجزا فی الدنیا والعقبی و عدد تفنگچه نهایت عجیب و نفیس بصحابت
ملا [illegible] بطریق هدیه بحضور والا مع النوادر ارسال داشته ام حق تبارک و تعالی بحفاظت خود رساناد - آمین یا رب
العباد والسلام مع الاکرام ۱۰ محرم ۱۲۴۴ هجری

(نمبر ۱۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر الدوله محمد امیر خان بهادر والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفعت قباب حشمت انتساب

سامی اکتساب نواب امیر الدوله بهادر محمد امیر خان زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت
مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر مراتب اخلاق کریمانه
و اشفاق محبانه رسید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال این حدود بکرم رب معبود برین منوال
است که رؤسای خلیجانی و اہل نگرہار و شنواری و آفریدی و مہمند و خلیل و خٹک و منڈر و اہل سوات و بنیر و باجوڑ و پکھلی
و تنبول و راجہائے کشمیر ہمه با این فقیر راه اخلاص و مودت پیمودند و معامله اطاعت و انقیاد نمودند و براعانت
دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین کمر بستند و در مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد هستند اولاً اولادِ پاینده خان
بارکزئی که بعض از ایشان بر سر مخالفت اند و بعض میلان بموافقت میدارند بالجمله حق جل و علا بکرم عمیم خود لوجهه
در تالیف قلوب مؤمنین و تسخیر مشاہیر سلاطین تائید فرموده که قابل تماشا کردنی است شب و روز شکر بجا می آرم
و بر حال خود تعجب می نمایم که این ذره بیمقدار و عاجز خاکسار را باین نعمت عظمیٰ و عطیه کبریٰ موفق گردانید یعنی بحال
و بال این ضعیف ناتوان بیسر و سامان را بموقف قبول خود رسانید که شب و روز در اعانت دین مشغولم و در میان
جماعهٔ مؤمنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرهٔ متمردین سیف مسلولم و درباره مؤمنین مخلصین بر لطف و رحمت
مجبول و عجب تر آنکه در تمامی این کار و بار و ہمگی این نشیب و فراز دل باخلاص منزل باعتبار توکل مشغول دارم
و بر رضا و تسلیم مقرون سینهٔ صفا گنجینه از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالامال است و از نشیب و فراز
زمانه مبرا از هیچ ملال باعانت ربانی شاد و خرم و بحمایت رحمانی نازان از استعانت بغیر حق بیزارم و از خوف
همه ما سوی الله دست بردار اعلانات عامه که باہل ہندوستان برنگاشتم محض امتثال حکم حرض المؤمنین علی القتال
بود نه آنکه التجا به مخلوقین نموده ام و راه استعانت بغیر الله پیموده ام نعوذ بالله من ذلک و همچنین اشارات طلب مصارف
مجاهدین که بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم هرگز هرگز راه اظهار احتیاج الی غیر الله نرفتم بلکه این امر
محض بنا بر وعده بود که در وقت ملاقات آنجناب فرموده بودند که اگر عند الضرورت طلب چیزی واقع خواهد گردید
پس معامله یگانگی تنگ دریگانگی خواهد انجامید و از بسکه وصول خطوط باین مسافت دور و دراز مشکوک بنابر علیه
در رقائم متعدده اشارت مذکوره مندرج کرده شد اسحال که از مضمون رقیمه کریمه بملاحظه عالی رسیده و عده مذکوره تا
انجام رسید بار بار دیگر نگارش مذکوره احتیاج نیست و انشاء الله این امر واقع نخواهد شد زیرا که خزائن الٰهی غیر متناهی است
و پرورش عساکر مجاهدین که فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاه پروردگار مامول است نه از بندگان خاکسار
و عاجزان بیمقدار - آرے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش و مطیعان انقیاد اندیش بنابر استحصال سعادت
خویش اعانت مجاهدین بنفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس زہے سعادت و خوشا اطاعت او بالجمله غرض از
دعوات افراد انسانی بجهاد مالی و جانی و لسانی همین قدر است که مضمون کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم بگوش هوش

بندگانِ حق نیوش رسانیدہ شود الا ربِّ غفور کہ علیم بما فی الصدور ست آگاہ است بر ہمینی کہ اظہارِ حاجت
نزدِ غیر ما اک بالاستحقاق عار و ننگ می دارم و در حقِ خود بسانِ خار و سنگ می شمارم خاطر جمع فرمایند و
دائماً در بابِ نصرتِ دین دعا ہا نمایند این آرزو بے در سویدائے دل دارم کہ خدمتِ آنجناب در دنیا و عقبیٰ
بجا آرم ہر چند عاجز و خاکسارم اما حصولِ این آرزو را امیدوارم کہ مولائے بعظمت قدرتہ و حکمت رحمتہ بفتح و
نصرت مبشر گردانیدہ و بمقامِ رضا و تسلیم رسانیدہ بنا بر تسلیِ خاطر الطاف ذخائر این چند کلمات نوشتہ شد دل
شفقت منزل بسبب تموج اخبار وحشت آثار بہ پیچ و تاب در گرداب اضطرابات نباید زیادہ والسلام مع الاکرام
مکرر آنکہ چند خطوط رؤسائے مسلمین مثل سلیمان شاہ بادشاہِ کاشغر و خان خانان عالم خیل رئیسِ قوم غلجائی
کہ مشتمل بر رفاقتِ ایشان است با این فقیر در اعانتِ دینِ ربِّ قدیر در لفِ ہمین رقیمۃ الوداد بحضورِ عالی ارسال
داشتہ شد تا بملاحظہ آنہا اطمینانِ قلب و تسلیِ خاطر حاصل گردد زیادہ خیر۔

(نمبر ۳۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والامناصب کثیر المناقب
فقیر محمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و وفقہ لما یحب و یرضیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکہ۔ احوال اینجد ود بکرم ربِّ معبود مستوجب حمد بعید و سپاس بیقیاس است کہ شب و روز بحمایت و
کفایت ربانی بشمول یسیم و ازدیاد توفیق خیر آل داریم۔ ہر چند در واقعہ جنگ جدال و قتل و قتال با اہلِ کفر و ضلال
بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونہ گزندے بمومنین رسیدہ بود و این فقیر ہم در مرضے شدید کہ از
آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیدہ لاکن حق جل و علا بکرمِ عمیم خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد از
حصولِ صحت بسمتِ سوات و بنیر و چملہ دور و سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علماء و فقرا اضلاع مذکور کہ تخمیناً
سہ چار لکھ مردم باشند بر دستِ این فقیر بیعتِ امامت بجا آوردند و رفاقت فقیر در اعانتِ دینِ ربِّ قدیر
اختیار نمودند و ربقہ اطاعت و انقیاد بہ نسبتِ این اضعف العباد در گلوئے خود انداختند آخر الامر از دعوتِ
ایشان فارغ گردیدہ بموضع پنجتار کہ وطن فتح خانِ یوسف زئی است معاودت ساختیم و رختِ اقامت
چند روزہ در موضع مذکور انداختیم درین اثناءِ ساکنانِ سواحلِ دریائے اباسین مثل اہلِ تنول و دنتور و
جدون و پکھلی و گھیپ و دھمتی و ہزارا بر فضائلِ جہاد با اہلِ کفر و عناد آگاہ گردیدند و رفاقتِ اینجانب در مقدمہ
اعانتِ دینِ پروردگار ورزیدند و باعثِ ہمینی شدند کہ عسکرِ فیروزی اثرِ مجاہدین درین نوبت بجانب
پکھلی و تنول متوجہ گردد بالجملہ بعنایتِ ربانی و تائیدِ یزدانی مومنین سندھ و خراسان مثل غلجائی و اہلِ غزنی
و کابل و فارسی بانان کوہسار و اہل ننگرہار و شنواری و آفریدی و مہمند و خلیل و خٹک و مندڑ و یوسف زئی

از اہلِ سوات و بنیر و چلہ و اہلِ باجوڑ و اہلِ کھلی و تنول و دنتوڑ و کھیپ و دھنی و ہزارہ و راجہ ہائے حوالیِ کشمیر و بادشاہ
کاشغر بر اعانتِ دینِ رب العالمین کمر بستہ اند و منتظرِ طلب نشستہ و اکثر قوم دُرّانی ہم رفاقتِ این فقیر اختیار
نمودہ اند حالا خاندانِ نفاق نشان پایندہ خیل کہ بعضے از ایشان بر سرِ مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکہ درین
دیار و اقطار بقدرتِ قادرِ مختار حمیتِ ایمانی در جوش ست و غلغلۂ امامت جہاد در خروش ہر چند در مقدمہ
اعانتِ دینِ متین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق
و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی ست اما ازانجا کہ این
نعمتِ عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ از قبیل نوادرِ زمان و بدائعِ دوران ست کہ گاہ گاہ بعد از مرورِ دہور روی نماید و بر روے
مومنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا بر علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و محبانِ صمیمی خود را شریک
این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزّت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا بخدمت
صداقت در حجت نگارش کردہ می شود کہ ورودِ این زمانِ محمود و آوانِ مسعود را بہ نسبت مومنین راسخ الاعتقاد
و مخلصین کامل الانقیاد بمثابہ آمدِ موسمِ بہار در حق گل و بلبل و یا موسمِ برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچہ
کردنی باشد بکنند و اگر تجارتِ مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانہ بکارند و ہفت صد دانہ بدست
آرند و وقت را از دست ندہند و آنچہ از دست توانند شد فی الحال بکنند کہ اوقاتِ محمودہ و ساعاتِ مسعودہ از دست
میروند و بجز بادِ حسرت و ندامت بدست نمی آید اینده مختار اند و در معاملات معاشیہ و معادیہ ہر شمار و تجربہ کار
بر لوحِ ضمیر گیاست تخمیر واضح و مبرہن ست کہ اعانت دین متین و مشارکت مجاہدین بلسانِ سائر المومنین بر
آنجناب ہم لازم و موکد ست و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرضِ عین می گردد لاکن درینباب کہ تغافل بر
روئے کار می آرم بمقتضی از منافع دینیہ امیدوارم کہ ترغیبِ مسلمین خواہند نمود و راہِ اعانتِ مالی خواہند پیمود
و اگر اینہم بمنصۂ ظہور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعداء خیک نیک تامل فرمایند کہ محض بنا بر خیر خواہی کہ
مقتضائے محبت قدیمہ ست ایمعنی اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہِ استعانت لغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمایم کہ این امر
را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروتِ مخلوقین را در جنبِ عظمتِ پروردگار بخیال ہم نمی آرم۔ لاحول ولاقوۃ
الا باللہ۔ والسلام مع الاکرام۔ ۱۲ محرم سنہ ۱۲۴۲ ہجری

(نمبر ۹۳)۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادت انتساب
مناقب اکتساب سلالۂ اولاد ائمۂ اطہار نقاوہ اجدادِ اسلاف کبار گل سر سبز چمنستان مصطفوی سرو نونہال
بستان مرتضوی مقبول بارگاہِ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائہ و انطق

المؤمنین عجیل شمائله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح انکه فضیلت پناه ملا قطب الدین و مرزا
صاحب سعادت نشان مرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین عسکر ظفر پیکر از زبان صدق ترجمان خود
اظهار گردانیدند و دو نص از نصوص فرقانی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت اساس که نوک ریز
خامهٔ افادت شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لایح گردید الحق که توکل علی خالق البریات فی جمیع
المهمات از افضل آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمهٔ سیاست ملت و احیائے سنت و اقامت
جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتهائے طاقت خود ضروری است خصوصاً بر ذمهٔ کسیکه جماعهٔ
اهل اسلام و مشاهیر اعلام او را بمنصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که او را استعمال رائے ثاقب و فکر صائب
در تدبیر انجاح این مهم عظیم و اتمام این امر فخیم از واجبات موکده است تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز نیست
که و شاورهم فی الامر نصیست ماثور و گفت پیغمبر بآواز بلند بر توکل زانوئے اشتر ببند بیتے است مشهور مناسب
وقت همین است که بمجرد ملاحظهٔ این رقیمه مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب به نهند از باب بهرام خان
نزد اینجانب روبروئے بسیار از اعزهٔ این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را
براه مامون نزد شما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که
ایشان را از قرب و جوار صبح بخیر عبور کنانیده بحفاظت تمام رسانند و بر نشیب و فراز راه آگاه سازند انشاء الله
همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین آخوندزاده آدمان بهرام خان بخدمت سامی میرسند و مرزا ممدوح بسبب
آبلهٔ پا رفتن نمی توانند بنابر تعلیم فرستادن ملائے موصوف مع آدمان مذکور اکتفا کرده شد در استعجال تشریف آوری
تعطیل و اهمال و تسویف و امهال را کار نفرمایند که مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهد شد و این را منافی توکل و
تجلد تصور نفرمایند و در سلک سلوک فی بشارات لهد منسلک نسازند در باب توکل و تجلد و بشارت فتح و نصرت
نظیر رسول بشیر و نذیر هیچکس از مخلوقات نه گاهے شده است و نه گاهے شدنی است با وجود آنچنین توکل و اعتماد
و رسوخ اعتقاد و وفور جلادت و ثبوت بشارت صلح حدیبیه بوجهے که واقع شد بر ضمیر کیاست تخمیر ظاهر و مبرهن است
هر چند غیرت اسلامی و حمیت ایمانی در دل جلادت منزل هر صحابی مکرم لاسیما فاروق اعظم چه قدر جوش میزد و
کلمات جرأت سمات از زبان غیب ترجمان ایشان چه قدر سر می زد اما جناب رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند و باستنکاف مؤمنین و استهزاء منافقین و استکبار کافرین التفات ننمودند
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة باعتبار بطبق منطوق لازم الوثوق کریمه و لو ردّوه الی الرسول و الی اولی الامر
منهم و حدیث و لا تنازع الامر اهله کلام این عاجز خاکسار و ذره بمقدار را قبول نمایند و درین مقام تشریف آورده
مصالح و منافع این امر را مشاهده فرمایند و قدرے ازان از زبان صدق ترجمان ملا قطب الدین خواهند شنید

دیاره ازان از کلام ایشان خواهند فهمید هرچند بحکم الشاهد یری مالا یری الغائب حقیقتِ حال بدون تشریف آوری گر
جلوه گر نخواهد شد اما فراست این معنی از کلامِ مُلّائے ممدوح هم یکنۂ امر پے خواهند برد و طریق سفر را بهمین اختیار
فرمایند از انجا که موسمِ تابستان و اوقات شب ماه هست شب روی اختیار فرمایند و شتران را مع تمامی احمال
بصوابدید ملا علی خان تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریده شده بعدِ مغرب کوچ باید کرد و
تمامی شب راه باید برد و روز بمقامِ محفوظ در بغلِ کوه باید گذرانید و بهمین طریق خود را نزد اینجانب باید رسانید
و چند کس را از ضعفائے برائے حفاظت و خدمت شتران تعین نمایند و اسلحۂ ایشان را هم همراه خود بیارند انشاءالله
بسعی آدمان بهرام خان همه جمال مع تمامی احمال باینجانب خواهند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین آن
شتران مع اسباب
دیار و مخلصین آن اقطار را تسلّی نمایند انشاءالله تعالیٰ اینجانب در عرصۂ بست روز یا یکماه تخمیناً بسمت پشاور
عزم خواهد نمود هرگز هرگز با منافقین مصالحت نموده ام و اصلا راه موافقت نه پیموده چنانچه خط ملک فیض الله خان
درین ایام نزد اینجانب رسیده بود جوابِ آن نوشته شد نقل هر دو در لفِ این رقیمه بخدمتِ سامی میرسد
ملاحظه نمایند و تسلی همه ها به خیر بایند و ملا علی خان را ضرور بالضرور همراه خود آرند زیاده والسلام مع الاکرام۔
مرقومۂ چهاردهم محرم سنه ۱۲۴۴ هجری

(نمبر ۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه صبغة الله سندهی

بسم الله الرحمٰن الرحیم ٭ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سجّاده نشینِ محافلِ ارشاد و تلقین رهنمائے
اربابِ صدق و یقین مرجعِ مستفیدین ملاذِ مسترشدین هادیِ راه آگه مخدومی حضرت شاه صبغة الله صاحب
مد الله ظلال هدایته علی رؤس الطالبین الی یوم الدین۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکه رقائم کرائم مشتمل بر کمالِ وفور رغبت و علوِ همت و تاکد عزیمت در بابِ افشائے ملّت و احیائے سنت و
اقامتِ جهاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامینِ مندرجه اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از
بیانِ آیندگان و روندگان واضح گردید الحق که رغبت به سرانجام دادن این امرِ عظیم و اختتامِ این مهم فخیم
از امثالِ آن هدایت مآب که از مقبولان سرفراز و هادیان ممتاز و اربابِ همت بلند پرواز زیبد بمصرعه این کار
از تو آید و مردان چنین کنند ٭ هرچند اگر خارستان کوه و دشت را بقدمِ عالی بپیمایند و محفلِ فقرا را بقدوم
جلالت لزوم رشک افزائے چمنِ جنان و رونق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از همتِ عالیه و عزیمت
سامیه نخواهد بود لاکن صوابدید وقت چنان می نماید که مخلصین محبین را خصوصاً و سائر مومنین صادقین
عموماً ترغیب فرموده و مشاهیرِ آن دیار را بلکه جماهیرِ آن اقطار را رفیق گردانیده در مقامیکه از گزندِ مخالفین
مصئون باشد و از دستبردِ معاندین مامون و بحدودِ کفار اقوام سکه متصل باشد و از مضرتِ متعدیان ستمگار

منفصل شل و داخل وغیره اقامت فرمایند و اهل و عیال این فقیر را مع اهل و عیال خود در موضع مذکور یا غیر آن
از موضع محفوظ مقیم نمایند و بال همت و پر آن مقام بکشایند و معرکهٔ جهاد و بر اهل کفر و فساد باظهار جلادت و شجاعت
بیارایند و دست همت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را مواکب مجاهدین و مشرف بکوکب دین متین گردانند
و تا هر جا که ممکن باشد صیت اقامت جهاد و غلغلهٔ استیصال کفر و فساد رسانند بالجمله جب واست در میدان
شهامت بیارند و بیوت کفار را بتخریب اشرار بسان لاالذار فرمایند حتی که ظلمت شرک بشوارق سیوف الماس رنگ
و بوارق تیر و تفنگ مفقود گردد و تمامی این حدود ممتلی بتوحید رب معبود شود و شب کفر بزاویهٔ عدم رود و آفتاب
عالمتاب هدایت و متانت از افق شجاعت و شهامت طلوع کند هرچه که منتهائے طاقت باشد در صرف آن سعی
بلیغ بجا آرند و اتمام آنرا از درگاه واهب العطیات امیدوارند کار بندگان عبودیت شعار همین است که در تقدیم
انقیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجا آرند و اتمام آنرا بتقدیر گذارند لذا اعلام عام بخدمت جماهیر
اهل اسلام بخدمت عالی میر سید نقول انرا گرفته در اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمسامع علماء و فقراء و سادات
و ضعفاء این دعوت عامه باید رسانید انشاء الله در عقب این رقیمه شخصے از رفقائے خود که از مؤمنین راسخ الاعتقاد
و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب همت بلند و بخت ارجمند باشد بخدمت سامی روانه خواهم نمود و او را نائب
خود در باب اخذ بیعت امامت خواهم گردانید که مؤمنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را باین معنی ترغیب نماید
که بیعت امامت این فقیر بر دست او بجا آرند هرچند اولی و انسب چنان می نمود که خود آنجناب را درین باب
نائب خود گردانم و آوازهٔ این نیابت بگوش کافهٔ مؤمنین آن دیار رسانم لاکن انما سجا که بحکم و احضرت الانفس
الشح اگر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول باند و صفائی لوح قلب از ایشان غیر مامول پس محتمل که بعضے اعزهٔ آن
دیار که در زعم خود دعوی همچشمی آنجناب میدارند و جان خود را همسر آن والاجناب می شمارند پس بجا آوردن
بیعت امامت اگرچه بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و باین باعث امر مسنون را بجا نیارند بناءً
علیه شخصے اجنبی برائے نام بنا بر سر انجام این افضل اسلام تعین کرده شد حالانکه فی الحقیقت منصب نیابت
اینجانب بآنجناب می رسید باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی میان
محمد قاسم واضح خواهد گردید آنچه از کلام مصلحت التیام ایشان مفهوم گردد آنرا قرین صدق و صواب فهمیده

بعمل آرند - زیاده والسلام مع الاکرام *

(نمبر ۳۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاه فولاد جنگ بهادر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت
و فرمانروائی کشور شهامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکه پیرائے میادین صولت و شجاعت

عظمت مآب ابهت انتساب نواب سکندر جاه فولاد جنگ بهادر زاد اقباله وضاعف اجلاله و وفقه الله لما یحب
و یرضاه و اوصله الی ما یتمناه - بعد ازادای تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون برای جلالت پیرای
واضح آنکه ازانجاکه حمیت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش است و حمایت شرع مبین دثار محمدیان
خیراندیش و تذلیل کفرهٔ متجبرین از علامات صولت ایمانی است و تحقیر ظلمهٔ متغلبین از امارات سطوت سلطانی -
اهانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است و اعانت اخیار مجاهدین افضل عادات حکام - کافرکشی در
جنگ و پیکار از متممات غیرت دین است و لشکرکشی از مهمات سیرت سلاطین - مخالفت اعدای دین متین
عین مدعای احکام نبوت است و مرافقت انصار شرع مبین اصل مقتضای فتوت - فاما سداد یان بقوت
سیف و سنان ثمرهٔ قوانین انبیاء کبار است و کسر شوکت اهل فساد باستیصال ارباب بغی و عناد نتیجهٔ آئین رؤسای
ذوی الاقتدار و از بسکه دودمان عالیشان آن عظمت نشان زمان مقر جاه و جلال و مرکز عز و اقبال - معدن
معالی اخلاق و همم و منبع ینابیع جود و کرم مرجع ارباب سیف و قلم بوده از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب
متکبرین زمین و زمان می لرزید و از نهایت صولت اعلام آن دودمان زهرهٔ متجبرین دوران می ترقید لیکن
از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبهٔ مشرکین اقوام سکه بر ممالک اکثر ارباب ناموس و ننگ صورت بسته جاه و جلال
ارباب علم و دیانت برهم گشته و عز و اقبال اصحاب حکم و ریاست درهم شده بناء علیه بجناب والاقباب نگارش
کرده می شود که آخر این جان ناتوان و مال سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و جاه و جلال فنا مآل روزی
گذشتنی و گذاشتنی است و در محکمهٔ حساب کتاب و سوال و جواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی - هرچند امروز
در حفاظت آن کمال جد و جهد بجا آریم لاکن لابد روزی آنهمه را بگذاریم و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت
سپاریم پس چرا بکمال علو همت و وفور رضا و رغبت بدست خود نثار مولای خود امروز نکنیم که فردا بکمال مسکنت
و ذلت و حسرت و ندامت بغیر خود بدهیم و متاع نکبت و نکال و معصیت و وبال همراه بریم پس بهتر همین است
که امروز باعلای کلمهٔ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و استیصال کفرهٔ متمردین کمر بسته سازیم و
علم تائید شرع مبین برافرازیم هرچند اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر ذمهٔ جماهیر اهل اسلام عموماً واجب است
اما بر مشاهیر حکام خصوصاً اوجب بناءً علیه نگارش کرده می شود که این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار بمقتضای
حمیت اسلام و مدعای تائید دین خیر الانام با چندی از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استیصال
هجرت و اقامت جهاد بر اقوام سکه اهل فساد برخاسته و بلاد هندوستان و خراسان دور و سیر نموده و کافهٔ
مومنین را بسوی امداد این خیر ترغیب داده باوطان یوسفزئی رسیدیم و در آنجا برفاقت مومنین آن دیار
و اعانت مخلصین آن اقطار مقدمهٔ جنگ و پیکار و حرب و کارزار با کفار زنگو نسار پیش کردیم الحمد لله و المنة که

علامات فتح و نصرت بر طبق وعدهٔ حضرت رب العزت یعنی وکان حقاً علینا نصر المؤمنین مظفر و منصور گردیدیم گو که در
بعض اوقات بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بجنود مؤمنین رسید فاما اصل شجرهٔ اقامت
جهاد و اساس بنیان استیصال اہل کفر و عناد بوجہے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از برگ و بار بنا بر مصادمت
صرصر شورش کفار شرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ و سنگ بنا بر تزلزل بعضے از نامردان بے ناموس و ننگ
اصل و آساس مؤسس نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از بیش در
جوش آمد و بر زبان مسلمین صادقین نعرهٔ نحن انصار الله از چار سو در خروش ہزاران ہزار بلکه خلائق بے حد و شمار
حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت
شجاعت و شہامت در بر ساختند و از محبت جان و مال و اہل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست
افشانده کمر ہمت چست بستند و در میدان اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران
بر جستند و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے علمائے کرام اقامت این عمده ارکان
اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا علیه جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاة
و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند
الحمد لله و المنة که بعد مرور دہور مقابلهٔ اہل کفر و عناد و صحت جمعه و اعیاد بر وجه مشروع صورت بست ہر چند
این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مستبشر بود و ثانیاً باتفاق جماہیر مؤمنین مشرف
گشت فاما عالم السرائر و الخفیات گواه ست از تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست این درازمویان مشرکین امرے دیگر مقصود
نداریم و آرزوئے تسلط بر بلاد و امصار و تملک خزائن بے شمار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و ریاست رؤسائے
عالی مقدار و استیثار خود از بندگان و امتیان سید الابرار گاہے بخیال ہم نمی آریم و ہرگز ہرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ ہوائے نفسانی باین داعیهٔ رحمانی مخلوط نگردیده و الله علی ما نقول وکیل پس ہرگاه این عاجز خاکسار و
ذرهٔ بمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار ماست و خلوت گزینی شعار ما بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً
لوجه الله و محض ابتغاء لمرضات الله کمر ہمت چست بسته بنا بر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت
قدم ثابت نهادیم و بقدر جهد و طاقت داد کوشش ہا دادیم بیقین واثق ہست که آن والا جاه که بغیرت ایمانی
و حمیت خاندانی موصوف اند و به سیرت عساکر کشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت خاتم النبیین
و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام
مجاری سیاست و عدالت بقوانین شرع مبین البته ہمت والا نہمت متوجه خواہند ساخت و علم شجاعت

وشهامت و لوای صولت و استقامت خواهند افراخت لاکن اگر توجه موکب اجلال بدین دیار واقطار متعذر و دشوار
نماید لازم که جمیع صغار و کبار و علمای اخیار و ارکین ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را
ترغیب فرمایند و جمعی را از لشکر ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین از خزانهٔ عامره بال همت
کشایند تا مشارکت آن والاقباب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال کفره و اهل ارتیاب باحسن
وجوه بر منصهٔ ظهور گراید و حظے وافی از منطوق آیت وفضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین
درجة بدست آید چنانکه بریاست و امارت آنجهان ممتاز بنی نوع اند همچنین بدرجات عالیهٔ جنت نعیم و مقعد
صدق در جوار رب کریم مباهی امثال شوند و انشاء الله بر طبق مواعید صادقه کلام ربانی وکان حقاً علینا
نصر المؤمنین و ان تنصروا الله ینصرکم ویثبت اقدامکم و هم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی که این فقیر
بآن مبشر است عنقریب فتح و نصرت جلوهٔ ظهور خواهد داد و خزائن بیشمار و بلاد کفار تنگو نسار از پشاور تا دریائے
ستلج در دست تصرف انصار اخیار خواهد افتاد این فقیر بتحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضے ندارد
بلکه از اخوان مؤمنین استخلاص بلاد از دست کفار مشرکین نموده در اجراے احکام رب العالمین و احیائے
سنت سید المرسلین کوشیده و قوانین شریعت غرا در سیاست و عدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت
و تیر سعی من بر هدف نشست درین مقدمه نیک تامل فرمایند و عقل دوربین را کار فرمایند و دولت
دو جهانی و سعادت جاودانی بدست آرند - والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیس انصار بنام محمد بہاول خان عباسی والی بہاول پور

بسم الله الرحمن الرحیم - بخدمت خان شهامت نشان شوکت عنوان عالی جاه رفیع جایگاه عظمت پایگاه
شجاعت آثار تهور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدوله محمد بہاول خان عباسی بهادر زاد الله حشمته -
بتاریخ سیزدهم ماه محرم الحرام ۱۲۴۲ هجری روز یکشنبه مخزن افاضات جزیل معدن افادات نبیل مادر
انام اهل اسلام مقرب بارگاه جلیل مولانا محمد اسمعیل از حضور فیض معمور سیدنا و سندنا حضرت امیر المؤمنین و امام
المسلمین اید الله الدین بنصره و بقائه با جمعیت لشکرے از غزاة ابرار و مجاهدین اخیار بطرف پکهلی رخصت شدند
والله الناصر والمعین - از مقام پنجتار

(نمبر ۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام درانیان عالیجاهان

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت مؤمنین مخلصین صادقین راسخین از قوم
درانی و غلزئی که در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون و دعا اجابت مقرون واضح آنکه
کسیکه دعوای اسلام می نماید و جان خود را در امت محمد رسول الله می شمارد لازم که در مقدمهٔ نصرت دین محمدی

کوشش بلیغ بجا آرد و در ہمیقدمہ جانب خدا و رسول را بر جانب منافقین و کفار ترجیح دہد و رفاقت دشمنان دین بگذارد و جان خود را شریک مجاہدین سازد بالفعل این عاجز خاکسار و ذرہ بیمقدار یعنی سید احمد کہ بندہ عبودیت شعار از بندگان قادر مختار و باعتبار نسب از اولاد نبی سید ابرار محض بنابر نصرت دین و احیائے سنت سید المرسلین کمر بستہ و استیصال کفرہ متمردین پیش نظر نہادہ و امّا العصاۃ از کلمہ گویان منافقین کہ محبت و خیر خواہی کفار در دل نفاق منزل مرکوز می دارند و بنابر بدخواہی جماہیر مسلمین عموماً و مشاہیر علما خصوصاً می نمایند و در حق مہاجرین و مجاہدین بجد سے داد عداوت میدہند کہ مضرت آنہا بنسبت مضرت کفار بمراتب زائد گردیدہ آخر شدہ شدہ عداوت آنہا بمرتبہ رسیدہ کہ مومنین را مانع از اقامت جہاد می شوند و مجاہدین را سد راہ می گردند درینصورت جہاد با ایشان بنسبت جہاد با کفار لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمان خود را عزیز می دارد و دین اسلام را فخر خود می شمارد و محمد رسول اللہ را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعت آنحضرت در روز جزا امیدوار د لازم کہ خود را شریک مجاہدین گرداند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بکار فرماید و خیر خواہی کفار و رفاقت منافقین را ترک کند و دل را از محبت این ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد و در عسکر مجاہدین داخل شود و آنچہ در رفاقت کفار یا منافقین از منفعت دنیاوی حاصل می شد زائد از ان بمراتب انشاء اللہ خواہد یافت و در دنیا و آخرت وجاہت و سرخروئی حاصل خواہد نمود بالجملہ ہر کس کہ ارادہ مشارکت مومنین صمیم دارد لازم کہ اینجانب را آگاہ نماید تا صورت حالش و طریق گذرانش معین کردہ شود۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ؂

(نمبر ۱۴۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ محمود بخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت شاہزادہ والا تبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالہ خاندان ارباب دیہیم و تخت شاہزادہ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالی و اوصلہم الی غایۃ ما یتمناہ۔ بعد از تحیات اکرام مشحون و دعوات اجابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمہ کریمہ سعادت نشان بوساطت سید عبد الرحمن ہمشیرہ زادہ این ضعیف صادر گردیدہ بود سید ممدوح صحیفہ عالیہ را بعینہ در رقیمہ خود ملفوف ساختہ نزد اینجانب ارسال نمود نزد اینجانب رسید مضامین لطف آگین واضح گردید آنچہ علاقہ مودت و خلت درمیان طرفین بتجدید استحکام و علاقہ مسوالات و مصافات درمیان طرفین کمال انتظام گرفتہ اظہار آن بمراتب تحریر و تقریر متعذر بلکہ بکمال ظہور مستغنی از اظہار و نہایت و بدایت آن غیر محتاج باخبار۔ از بسکہ از چند روز ابواب رسل رسائل از ین کوہستان دور دست تا بلاد پورب مسدود بود بنا بر علیہ ارسال مکاتیب مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال تسویف و امہال عارض گردید بالفعل در کار و بار خود مشغولیم و ظہور ثمرات آن از بارگاہ خالق انس و جان عنقریب مامول انشاء اللہ تعالی بوقت مناسب متصرع اوقات گردیدہ البتہ در آنوقت حرکت سراپا برکت بمرتبہ فیض ضمیمہ

له این عبارت بطور [illegible] در اصل مکتوب [illegible]

خواہد رسید بالفعل دعائے خیر مطلوب ست و ترقی دارین آنجناب بغایت مرغوب والسلام مع الاکرام ؁

(نمبر ۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادت مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادۂ اکرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین والمسترشدین۔ بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون برائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ عز ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچہ مضامین الطاف آگین مندرج بود بمرتبۂ وضوح انجامید علائق یگانگت و اتحاد محکم تر گردانید جوڑی قاصد کہ بمعرفت آنجناب روانہ شدہ بود در حین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگران گردید در وقتیکہ از پنجتار بسمت پشاور بقدر دو منزل کوچ کردہ بودم ہمان وقت با قاصدان مذکور دو چار شدم ہمان قدر دو منزل ایشان از قصر مسافت سفر بدست آمد و چہار روز قیام نمودند بعد از ان ہمان سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام ؁

(نمبر ۴۳)- مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان خانپوری بزبان عربی از مقامات رم

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علی سید ولد عدنان وعلی آلہ واصحابہ افاضل افراد الانسان - اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ ورقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی جدۃ بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالی علی ما وفقکم لافضل الاعمال وہو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ وہما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک وتعالی امرنا بامرہ لنبیہ سید المرسلین وثنی بکافۃ المسلمین فقال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین فنحن بحمد اللہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضاً تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر ونسأل اللہ ان یجعلکم صادقاً ما تدعون ویوفقکم بکرمہ لا یفاء ما تدعون ثم ما سمعنا من رسالاتکم بلسان الحبیب النجیب فتسمعون جوابہ بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم وعلی من لدیکم ؁

(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمات عالیات منابع ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین ناقلان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ و جمیع علماء بلدۂ پشاور سلمہم اللہ تعالی - بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد - درین ایام

چنان مسموع گردیده که بعضے از مجادلین بے انصاف ومکابرین با اعتساف چندے از وساوس فتنه انگیز و
شبهات عناد آمیز بنسبت ما فقرائے مهاجرین وضعفائے مجاهدین بر بافته در جمهور انام از خواص وعوام مشتعل
ساخته آتش عداوت درمیان مسلمین محض بلقلقه لسانی افروخته ومایه شقاوت پنهانی برائے خود اندوخته و بال کذب
و افترا بر گردن خود برداشته ونکال دروغ بیفروغ بروز جزا برائے خود مهیا ساخته معاذ الله من ذلک علاوه برین
آنکه بذریعه افترا و بهتان اضلال بعضے از اهل ایمان کرده وایشان را از راه رب العالمین که عبارت از مشارکت مهاجرین و
مجاهدین است دور تر برده در اذهان ایشان بنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداخته وراه راست جهاد را در
نظر ایشان راه کج ساخته آیه کریمه الا لعنة الله علی الکاذبین وکریمه الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله ویبغونها عوجا گاهے نخوانده اند واسپ نظر وفکر را در میدان انصاف نرانده هرچند ما ضعفا که محض
باستعانت رب العالمین اعتقاد میداریم فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم هرگز موافقت ومخالفت مخلوقین را
بخیال نمی آریم واشتهار نام نیک وبد را درمیان ابنائے زمان هیچ نمی شماریم وذم ایشان را همرنگ مدح
ایشان ساقط الاعتبار می دانیم ودائما منتظر نزول رحمت قادر مختار می مانیم اما بحکم حدیث اتقوا من مواضع التهم
دفع تهمت ایشان لازم دانستیم وبنابر توقع آنکه شاید کسے از مخلصین صادقین عزم مشارکت مجاهدین داشته باشد
وبار بسبب تهمت وافترائے ایشان رو تافته باشد شاید بکشف حقیقت الحال وحل عقده اشکال باز براه راست
معاودت نماید وبطریق اخلاص مراجعت فرماید بناءً علیه بیان واقع را در ینباب واجب شمردیم پس میگوئیم
که چنان شنیده ایم که از جمله مفتریات آن مفتریان آنست که این فقیر را بلکه زمره مجاهدین را به الحاد وزندقه نسبت
می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که این جماعه مسافرین هیچ مذهب ندارند وهیچ مسلک مقید نیستند بلکه محض راه نفسانیت
می پویند وبهر وجه لذات جسمانی میجویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف معاذ الله من ذلک پس باید دانست
که نسبت ما مردم باین امر شنیع افترائیست قبیح وبهتانیست صریح این فقیر وخاندان این فقیر در بلاد هندوستان
گمنام نیست الوف الوف انام از خواص وعوام این فقیر واسلاف این فقیر را می دانند که مذهب این فقیر اباً عن
جدٍ مذهب حنفی است وبالفعل هم جمیع اقوال وافعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیه وآئین وقواعد ایشان
منطبق است یکے از آن خارج از اصول مذکوره نیست الا ماشاء الله آنچه از بعض افراد ایشان بسبب غفلت ونسیان
صادر میگردد که بخطائے خود معترف می باشد وبعد از اعلام براه راست معاودت می نماید آرے در هر مذهب طریق
محققین دیگر می باشد وطریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر نظر بقوت دلیل توجیه بعضے عبارات
منقول از سلف وتطبیق مسائل مختلفه مدون در کتب وامثال ذلک وامثاله از کاروبار اهل تدقیق وتحقیق است
باین سبب ایشان خارج از مذهب نمی توانند شد بلکه ایشان از الب لباب اهل آن مذاهب باید شمرد هر که درین مقدمه

شبه داشته باشد لازم که نزد این فقیر آمده بالمشافه حل اشکال نماید یا خود بفهمد و یا این فقیر را بفهماند۔ و از جمله مفتریات
آن مفتریان مذکور آنست که این فقیر را بظلم و تعدی نسبت می کنند که این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجه شرعی
دست درازی می کند و در این باب چرب زبانی و حیله سازی می نماید سبحانک هذا بهتان عظیم۔ این فقیر گاهے
کسے را بلا وجه شرعی یک تازیانه هم نزده است بلکه زدن سگ هم بلا وجه از عادات این فقیر نیست هر که چند روز
با فقیر ملازمت کرده باشد لابد بر همین آگاه شده باشد فاما آنچه سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این فقیر
بمقدار به بعضے از مرتدان شرار و منافقین بد شعار رسید پس آنرا از اعاظم سعادات خود می شمارم و اقوی
علامات مقبولیت خود می انگارم بلکه غیرت در اعانت دین و رغبت در اهانت معاندین از لوازم ایمان است
هر که غیرت ایمانی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد کریمه قال تبارک و تعالی یا ایها
الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین
یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم (و ایضا) یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم و ماویهم
جهنم۔ و اگر بالفرض والتقدیر چیزے ازین قبیل از دست این فقیر صادر شده باشد پس این فقیر را بطریق
وعظ و نصیحت بر آن آگاه باید گردانید نه اینکه بطریق غیبت او را در میان محافل و مجالس مذکور نمایند و
فقیر را بآن سهو و نسیان مطعون سازند و بر همین خیال از رفاقت این فقیر در امر جهاد و مشارکت زمرهٔ
مجاهدین دست بردار شوند که حدیث الجهاد باق الی یوم القیامة لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل در میان
همه اهل حدیث مشهور بالجمله درخواست این فقیر از جمیع علمائے زمانه همین است که تمامی مسلمین را عموما و این
فقیر را خصوصا امر بالمعروف و نهی عن المنکر نمایند و براه راست هدایت امر فرمایند و آنچه اعتراض حق اشکال
در غیبت ذکر می نمایند آنرا بالمشافه بدلائل شرعیه بپایهٔ اثبات رسانند و این فقیر را بوعظ و تذکیر بجائے
خود پرستی براه خدا پرستی گردانند که مستعد بر همین امر است که اگر بر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع شود که
که مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از آن توبه نماید و براه راست مراجعت کند آینده اگر مجادلین
مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آنرا مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدرے رنج سفر کشیده آنرا بالمشافه بپایهٔ اثبات نرسانند پس وبال آن همه بر گردن ایشان
است و آنچه بعضے از سفهائے دروغگو و حمقائے فتنه جو مشهور گردانیده که هر که از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام
این فقیر را امر بالمعروف و نهی عن المنکر می نماید این فقیر با ایشان بقهر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشان
مضرت می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجه من الوجوه می رنجاند پس این امر باطل محض و افترائے بحت
بار ها جواسیس کفار و منافقین را در اینجا آوردند و با ایشان کلام ضعیف هم نگفتیم بلکه از ایذائے ایشان بالکل

دست برداشته و بسلامت و عافیت فروگذاشته چون با جواسیس کفار و منافقین این معامله کرده باشد آیا هیچ
عاقل تجویزش خواهد کرد که این با علمائے عظام و فقرائے کرام که محض بنا بر امر بالمعروف نزد این فقیر آمده باشند
کلام عنیف و سخن سخیف درمیان آرد که این امر بعید از خلقِ ایمانی و دور از مروتِ انسانی است معاذ اللہ من
ذلک و از جملہ مفتریاتِ مفتریانِ مذکورین آنست که آنچه دار و گیر ربِ قدیر از دستِ این فقیر بسجادے خان
و یار محمد خان رسید و از ان باب این مہاجرین و مجاہدین را بر جانبِ ظلم و تعدی می شمارند و آن طاغیان و
باغیان را حق بجانب می انگارند حتیٰ کہ حکم بر بغاوتِ مجاہدین می کنند و شہادتِ معاندین مذکورین۔ سبحان اللہ
شخصے بترکِ رسومِ جاہلیت حکم پیغمبر نماید و بقبولِ شرعِ محمدی دعوت می نماید و جہالِ معاندین با و بر ہمین
امر مخالفت نمایند و با کفار موافقت۔ و راهِ ردِّ شرعِ شریف و انکارِ احکامِ ربِ لطیف پویند و در راهِ اہانتِ
آن ہادیِ راهِ دین استعانت از کفار و معاندین جویند و بعضے از ایشان از دستِ ہادیانِ دین و غازیان
مجاہدین در درکاتِ نار بدار البوار برسند باز بعضے از معاندینِ دیگر بنا برحمیتِ آن معاندینِ دین بحکم کافر
لعین بر سرِ زمرۂ مجاہدین لشکرکشی کرده فتنه و فساد برپا کنند و بنائے قتل و قتال و جنگ و جدال ابتداءً از
طرفِ خود نہند و آن مجاہدینِ ابرار و مہاجرینِ اخیار این منافقینِ بدکردار را از جملہ عساکرِ کفارِ شرار شمرده
بطریقِ مدافعت با ایشان مقابلہ نمایند و در ہمان مقابلہ منافقینِ بدشعار بغضبِ ملکِ جبار گرفتار شوند و
بانتقامِ منتقمِ حقیقی دنیا و آخرتِ خود را برباد دہند و مصداقِ کریمہ ذٰلک لہم خزیٌ فی الدنیا ولہم فی الآخرة عذابٌ
عظیم گردیدند و باز حکم بہ شہادتِ آن مرتدین و منافقین کرده شود و بہ بغاوتِ این مجاہدینِ صادقین این مسئلہ
از کدام ملت و مذہب است از مسائلِ ملتِ محمدیہ نیست البتہ از مسائلِ ملتِ اقوامِ سکھ باشد و یا از ملتِ مجوس
و ہنود بلاشک این مفتیانِ مفتریان بروزِ جزا بحضورِ ربِ العزت و بحضورِ سید الورٰی الشفیع المذنبین خوار و تباه و
ذلیل و روسیاه خواہند گردید و ترى الذین کذبوا على اللہ وجوہہم مسودة الیس فی جہنم مثوى للمتکبرین
بارے این مدعیان دروغ زن چرا مردانه وار در معرکۂ مناظره بالمشافہ نمی آیند و دعوائے خود بحجتِ شرعیه بپایۂ
اثبات نمی رسانند آیا اینجا کسے تکبرِ فرعون و تجبرِ نمرود دارد که ارادۂ قتل آمرین بالمعروف نماید و اگر بالفرض بنا بر
جبن و نامردی بے پرده گفتگو نمی توانند پس اعلامِ این فقیر را که سابق بخدمتِ علمائے پشاور ارسال داشته بود
ملاحظه نمایند و جواب از انجوبی بنگارند لاکن چنانکه اعلامِ مذکور بدلائلِ اربعہ مدلل است ہمچنین جواب آن را
نیز باصولِ مذکوره مبرہن سازند تا بوجہے که عاقل پسند و قابلِ مطالعۂ ہوشمند باشد در معرکۂ قیل و قال و بحث
و جدال بیایند و بر محکِ امتحان و قواعدِ میزان آن را بسنجند و از طولِ قیل و قال و از کثرتِ جواب و سوال ہرگز
نرنجند تا اینقدر لازم است که خدائے ملکِ جل جلالہ را حاضر و ناظر دانسته و علیمٌ بذاتِ الصدور انگاشته آنچه از

از زبانِ قلم برآرند جانبِ حق را سرِ مونگهدارند و اگر دلیلِ معقول که عند الله و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند بمجرد
سینه زوری زبانِ طعن و لعن می کشایند پس این امر بخوبی بفهمند که کلمهٔ حق بمجرد قیل و قالِ ایشان باطل
نخواهد گردید و ما بندگانِ الٰهی که اخوان و اوطانِ خود را برائے خدمتِ دینِ متین فروگذاشته ایم و از سر و مالِ
خود درین راه گذشتیم از خوفِ ملامتِ ایشان از کار و بارِ خود عاطل نخواهیم شد۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ
بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۔ بالجمله این طعن و لعنِ ایشان بدین و خادمانِ این
بوجهٍ من الوجوه مضرت نخواهد رسانید۔ آرے انواعِ وبال و نکال بدنیا و آخرت بهمین مکابرین بے انصاف
عاید خواهد گردانید درینصورت علمائے ربانی و فضلائے حقانی را که در بلدهٔ پشاور سکونت می دارند و به نیابت
سید الانام هدایتِ خواص و عوام را از اعظمِ سعاداتِ خود می شمارند لازم و مؤکد است که حکمِ حق را واشگاف
گویند و بلا تکلف راهِ انصاف پویند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤساء المضلین گردیده مصداقِ اللصوص الدین
شده اند همچنین علمائے حمد و حین امیر المهتدین گردیده مصداقِ العلماء ورثة الانبیاء شوند و اگر راست پرسی
حقیقت الامر اینست که مجادلینِ مذکورین حقیّتِ زمرهٔ مجاهدین در دلِ خود بروجهٔ احسن می شناسند مگر بطمعِ
دنیاوی می پوشند و مثلِ احبارِ یهود راهِ راست را بخوبی می دانند و بنا بر اتباعِ هوا و هوس در راهِ کج می کوشند
الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔ پس
چنانکه احبارِ یهود و قسیسینِ نصاریٰ حقیّتِ اسلام را بخوبی می شناختند فاما بنا بر حفاظتِ جاه و عزتِ خود
و پاسداریِ سلاطین و ملوکِ خود همه دانش و دین را می باختند و به توجیهاتِ نامعقول تمامی رؤساء و ضعفاء
را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاریٰ و یهود در بیابانِ ضلالت افتاده اند و منتظرِ ظهورِ فارقلیط (احمد) نشسته پیر
آن مضلینِ سابقین در وبالِ این همه ضالینِ لاحقین الیٰ یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین
ناحق شناس و مکابرینِ ناسپاس بر حقیّتِ این زمرهٔ مجاهدین مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرارِ این
باعثِ زوالِ عزت و جاهِ خود و موجبِ ناخوشیِ سلاطین و خواقینِ خود می شمارند بنا علیه دیده را نادیده
میکنند و شنیده را ناشنیده و بلقلقهٔ لسانی و بچرب زبانی این باطل را بتوجیهاتِ غیر مسموعه ملمع می کنند و
رؤساء و ضعفاء را به تلبیس و تدلیس از راه می برند پس وبالِ ضلالِ ایشان تا روزِ قیامت بر گردنِ این
مضلین خواهد ماند همچنین کسیکه از علمائے ربانی و فضلائے حقانی درینوقت اظهارِ حق نماید پس آنچه تکثیرِ
جنودِ مسلمین و توفیرِ جیوشِ مؤمنین از مساعیِ او متحقق خواهد گردید ایشان هم تا وقتِ بقائے جهاد شریکِ اجر
و ثواب خواهند ماند۔ پس لازم که هر کس از علمائے کبار این صحیفهٔ لطیفه را خود هم ملاحظه فرماید و دیگران را هم بر آن
آگاه نماید تا بر همه صغار و کبار حجة الٰهیه تمام شود لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۔ والسلام

علی من اتبع الہدیٰ - بتحریر نوزدہم ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ ہجری

(نمبر ۴۵) مکتوب از جانب امیر المؤمنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب
وارباب والاقباب عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اللہ خان سلمہم اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ - رقیمۂ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چار قطی انگور و چار عدد سیب و بہی و بکورہ
سپردہ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجۂ رقیمۂ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر اینست کہ از روزیکہ خواص خان
باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بردست این فقیر ادا نمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با
ایشان اظہار کردم و باین طریق مامور ساختم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درینصورت اگر این طریق
پیش گیرم کہ بر ایشان برخلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانیدہ و من در پے اصلاح آن کوشش
نمایم و تمام لشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس درین امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد و ہم خلاف شرع زیراکہ شارع
جل و علا امام را متبوع ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت اوامر فرمودہ نہ بالعکس بالفعل مناسب ہمین است
کہ خان ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز جان خود را نگاہدارند - انشاء اللہ عنقریب این فقیر ہم تدبیرے موافق
عقل خود درست کردہ بہ نہجے مقدمہ برپا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد و محض باستعمال در امرے قدم نہادن و عواقب
امور ملحوظ نداشتن خلاف عقل و نقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل پابند کدام امر نباشد پس مناسب کہ
تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذہن خود راست کردہ ام
بالمشافہ در آن گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آوردہ دران دست اندازیم در استحکام بنیاد جہاد و در قلع و قمع
اصل مفسدین سعی باید نمود و در پے ہر فرع دویدن و ہر شعبہ را پیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث حیرت
و سرگردانی مجاہدین میگردد خان ممدوح را بالفعل تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے در اکوڑہ خواہیم نشانید
کہ باز بسبب ظاہر عقل بحکم آنکہ تزلزل الاقدام نشوند زیادہ والسلام - از محمد اسمعیل بعد از سلام محبت التیام واضح
آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آن بس تحقیقاتے
لطیف و تدقیقاتے بغایت نظیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظۂ کاغذ مذکور چنان واضح گردید کہ مردمان
مذکور یا اصلاً از زمرۂ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض
فتنہ انگیزی است بنا علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بظاہر ضائع می نمود لہذا چند طلبہ علم در میان خود بطریقے
گفتگو می نمایند بر ہمون طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ سامی خواہد رسید
لاکن درین مقام تامل باید نمود کہ در اینجا دو مقدمہ ہست یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین و تفریع اباحت

قتال و حلت اموال ایشان کرده شود قطع نظر از آنکه این معنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغی ایشانست یا بر
دیگر سبب یا مختلف که بنسبت بعضے ارتداد ثابت شده باشد و بنسبت بعضے بغی و بنسبت بعضے سبب دیگر هر چند
طریق اول هم درست محقق و منقح نزد ما زیرا که مفسدین مذکورین را با ضعفاء فی الواقع از جنس مرتدین بلکه از جنس
کفار اصلی می شماریم و ایشانرا از قبیل کفار اهل کتاب می دانیم چنانچه اهل کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند
و بما جاء من عند الله علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند
که آیهٔ کریمهٔ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کاشف حال ایشانست و همین مذهب مرکب را از
ازایمان و کفر مشربیت یهود و نصرانیت می دانستند و آنچه از فضائل و مناقب یهود و نصاری در توریت و انجیل
مذکور بود جابجائے خود را محل مناقب مذکوره می شمردند حق جل و علا در رد ایشان این آیت فرستاد و قالوا لن
تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون
بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون پس چون تفصیل درباب
قبول بعضے احکام باعث تکفیر ایشان گردید و ایمان اجمالی ایشان هیچ بکار نیامد همچنین این مفسدین هم اگرچه
اجمالا لما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکام شرعیه قبول نمی دارند و بسیارے را از منهیات شرعیه
بطریق استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج ما فوق الاربع میکنند و آن عقد زنا را نکاح می نامند و آنرا در
در اعلان و تشهیر و عقد مجالس و محافل طرب و تقسیم ولائم (جمع ولیمه ۱۲) و اظهار مبارکبادی مثل نکاح می کنند و اولاد متولده
را از همین زنا مثل اولاد نکاح درباب استحقاق اموال و ریاسات و در دیگر علائق [illegible] می شمارند مثلاً
فرزند و دختر زنائی را مثل فرزند و دختر نکاحی و پدر و جد زنائی را مثل پدر و جد و برادر و برادرزاده زنائی را مثل
برادر و برادرزادهٔ نکاحی و عم و عمزادهٔ نکاحی می پندارند و همچنین در ابطال مواریث دختران و تقسیم ازواج میت
درمیان برادران و دیگر رسوم جاهلیت مثل کفار سابقین عمل می کنند لاکن این قانون کفر را بمثابه قوانین شرع
بلکه ازان واجب الاتباع تر می دانند و بر ترک آن درمیان خود ها انقدر ملامت می کنند و تارک آنرا انقدر مطعون
می سازند که بر تارک شرع عشر عشیر آن طعن متوجه نمی کنند و در لبس حریر و شرب خمر انقدر بیباکی می کنند بلکه
تفاخر برین امور قبیحه بحدے میدارند که حاجت بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بسیارے را از احکام شرعیه
قطعیه مثل خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیل آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر جمله ازان در
تکفیر اینها دلالت خواهد نمود لاکن از انجا که این طریق بغایت طویل است و قیل و قال مکابرین را در آن بسیار
مجال بنا بر علیه طریق ثانی که نهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیر المومنین را باین مفسدین
دو معامله درپیش گردیده یکے معاملهٔ [illegible] و دیگر معاملهٔ هند که همان معامله بجنگ یار محمد خان و لشکر کشی

سلطان محمد خان و جنگ مایان رسیده اما معاملۂ آتمان زئی پس بیانش آنکه در ممالک سرداران پشاور بلاشک
انواع ظلم و فسق و رسوم جاهلیت آشکارا بود و تا حال موجود است و هر مملکتے که مشتمل برین مفاسد بود لشکرکشی
بر آن مملکت امام را جائز است و زیر و زبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر تیمور درباب قتال با اهل
هندوستان همین استفتاء نموده بود و علماء کبار که حضار آن زمان بودند فتویٰ داده اند چنانچه استفتاء مذکوره و اسامی
علماء مجیبین مع حوالۂ نقل آن بر کتاب معتبر بخدمت سامی میرسد تا در آن تامل باید فرمود که بعضے ازان
رسوم که در استفتائے مذکور نوشته است اگر بخصوصها در ممالک پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازان بعینها
متحقق باشد و بعضے دیگر از رسوم جاهلیت در عوض آن رسوم مفقوده موجود باشد پس آنهم در ثبوت حکم مذکور
کافی است چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن انتشار مطلق ظلم و فسق و اشتهار مطلق رسوم
جاهلیت است خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل آن و اما تعذر هنڈ پس میگوئیم که خادیخان بیعت
امامت بر دست حضرت امیر المؤمنین به اشتهار بعمل آورده بود چون از اطاعت آنجناب منحرف گردید و بمکان
محفوظ خود که عبارت از قلعۂ هنڈ است اعتماد نموده و استعانت بکفار کرده و بر مخالفت حضرت امام همام کمر بست
پس آنجناب او را به سزائے او رسانیده و مال او را تقسیم فرمودند بلکه سلاح و خیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند
و دیگر مال او را حبس کرده بنابر حفاظت بر مجاهدین تقسیم نکردند بنا و علیک و لهذا قاعدۂ تقسیم غنیمت را در آن
رعایت نفرمودند که خمس آن جدا کرده و باقی را علی السویه بر جمیع غازیان بطریق پیاده ها و سوار ها تقسیم فرمایند و نیز
ورثا او را بار بار ترغیب فرمودند که بیائید و اطاعت قبول کنید تا اموال موروثه بشما بدهیم اما آن اشقیا هرگز
با طاعت امام وقت گردن نه نهادند بلکه درباب بغی و فساد تقلید همان باغی کردند و این معامله سراسر موافق
روایات فقه است قال شارح الوقایة - البغاة قوم مسلمون خرجوا عن اطاعة الامام دعاهم الی العود و کشف شبههم
فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بداء و نحبس اموالهم الی ان یتوبوا و نستعمل سلاحهم و خیلهم عند الحاجة اما آنچه عذر میکنند
که خادیخان امامت قبول کرده بود باز بیعت تامه صحیح نگردید سبحانک هذا بهتان عظیم این سفها اینقدر حیا
نمیدارند که اینچنین کلام بیهوده بر زبان می رانند ضلع یوسف زئی در تمام عالم بباغیان ملقب است که گاهے
اطاعت کسے از سلاطین هم قبول نکرده اند چه جائے اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین اند و
نه کسے ایشان را از جملۂ سلاطین می شمارد بلکه در خانۂ خود هم گاہے ادعائے سلطنت نکرده اند چه جائے امامت
است بالجمله این کلام بیهوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم بر سر اصل مقصود که بعد از واقعۂ هنڈ یار محمد خان
بلا داعیۂ شرعی و عرفی بل به محض عناد ذاتی و اشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکرکشی کرد و بر مخالفت حضرت
امیر المؤمنین کمر بست اما اینکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاهر است که بنا بر انتقام باغی بر امام کمر بستن

سراسر خلاف شرع است اما اینکه بلاوجه عرفی بود پس بیانش آنکه در میان یوسف زئی و دُرّانی ملک افغانی
اصلاً معروف نیست بسیار از مردمانِ یوسف زئی از دستِ میمن زئی و کدون و ترکان کشته شده اند و
گاهے کسے از دُرّانیان بر ملکِ یوسف زئی کمر نه بسته بالجمله یار محمد خان بلاشک درین مقدمه بادی بالظلم
بود قتل بادی بالظلم و اخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر بادی بالظلم و اموال جمیع عسکر او و انواع تصرف دران از
استعمال بیع و تقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمة الله در رساله غزویه ناقلاً عن فتاوی الغرائب
فرموده المسلم اذا کان بادیاً بالظلم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین و یجوز اخذ مال البادی بالظلم والتصرف فیها
پس ازین روایت واضح گردید که قتالِ یار محمد خان و لشکرِ ایشان و تصرف در اموالِ ایشان شرعاً مباح
بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مالِ مذکور از جنس فئ است یا از جنسِ غنیمت و بهر تقدیر تقسیم آن بطریق
غنیمت جائز است که اگر در نفس الامر غنیمت است فبها و اگر فئ است پس تقسیمِ فئ بر طریقِ غنیمت بلاشبه
جائز است و چون واقعهٔ قتالِ یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلاوجه شرعی
لشکرکشی کرده جمعے را از ساکنان همه بلاوجه زیر و زبر کردند پس ایشان درین نوبت بادی بالظلم گردیدند
چه برائے انتقامِ بادی بالظلم کمر بستند و نیز اقاغنهٔ مذکورین را محض بلاوجه ایذا رسانیدند که ایشان نه عاملانِ
یار محمد خان بودند و نه دوستان حضرت امیر المومنین بلکه در زمانِ فتنهٔ یار محمد خان ایشان بدل و جان دوستانِ
ایشان بودند پس بلاشک سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند و مستحق قتل و نهب گردیدند اما چون به تقدیرِ
الٰهی ایشان بسزائے خود نارسیده برگشتند بعد چندے حضرت امیر المومنین بنا بر اجرائے حکمِ شرعِ مبین بر ایشان
عازم پشاور شدند لشکرِ مفسدین در اثنائے راه بحکم الله بسزائے خود رسید و چون باز اظهار توبه کردند بر مجرد قولِ
ایشان اعتماد فرموده و بر تعظیمِ ظاهر همین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده
مراجعت نمودند اصلاً معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدودِ شرع
شریف واقع گردیده چه جائیکه این جهال زبانِ طعن بجدے کشوده که نوبتِ تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من
شرورِ انفسنا و من سیئاتِ اعمالنا ـ و اما آنچه مردمانِ پشاور میگویند که بعد زمانِ برکت نشانِ آنحضرت صلعم
اصلاً نفاق متحقق نیست و درینباب تمسک بموجبِ حدیثِ مشکوٰة می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوٰة
درینباب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قولِ حضرت عمرِ فاروق رضه و مضمونش همین است که حضرت
ممدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر صلعم بود فاما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را
محمول بر ظاهر میکنیم پس لازم می آید تعارض در میانِ این اثر و در میان آیات بسیار و احادیثِ بیشمار که
در بیانِ علاماتِ منافقین وارد گردیده و بزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالیٰ بشّر المنافقین بانّ لهم

عذاباً الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ۔ پس ازین آیت معلوم شد کہ مدارِ نفاق بر دوستیِ کفار است تخصیص بہ ہیچ زمانہ ندارد و قولہ تعالیٰ ان المنافقین یخادعون اللہ تا ہؤلاء پس ازین آیت معلوم شد کہ ہر کہ فریب باز باشد و در ادائے صلوٰۃ تکاسل کند و در عبادت ریا کند و اکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر اللہ کمتر کند پس ہمونست منافق در ہر زمان کہ باشد و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلٰثۃ اذا حدث کذب و اذا ائتمن خان و اذا عاہد اخلف پس درین حدیث معلوم گردید کہ ہر کہ بہ دروغگوئی و بخیانت در امانت و بہ نقض عہد عادت کردہ باشد پس ہمونست منافق و در بعضے روایات وارد شدہ و ان صلّٰی و ان صام پس معلوم شد کہ باوجود ادائے صلوٰۃ و صوم بوجودِ علامات مذکورہ منافق می شود و نیز در روایتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از حالِ حضرت مہدی اخبار فرمودہ اند این کلمہ واقع گردیدہ حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ و فسطاط نفاق لا ایمان فیہ پس معلوم شد کہ در زمانِ حضرت امام مہدی ہم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمانِ اول باطل گردید لابد کلام حضرت فاروق را تاویلے باشد مطابق آیات و احادیثِ مذکورہ پس میگوییم کہ معنی کلام حضرت ممدوح اینست کہ در دلِ این شخص تکذیبِ دینِ حق موجود است و ایں معنی بالیقین معلوم باشد و باز با او معاملہ مسلمین کردہ شود و در احکام این امر تخصیص بزمانِ پیغمبر ص بود کہ علام الغیوب احوال قلوب منافقین را بر پیغمبر خود ص بوحیے اظہار میفرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد کہ این شخص منافق ہست باوجود این ہیچ قولے و فعلے کہ موجب تکفیر او باشد بظاہر ازو صادر نشدہ باشد پس بحسبِ ظاہر با او معاملہ مسلمین میکردند حالانکہ او را بالیقین از اہل جہنم می دانستند چنانچہ عبد اللہ بن اُبَیّ و اتباع او کہ تکذیب ایشان در دعوای ایمان در قرآن مجید نازل گردیدہ قال اللہ تعالیٰ اذا جاءک المنافقون تا لکاذبون ۔ باوجود آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم با وے معاملہ مسلمین میفرمودند مثلاً بہ بینونۃ زوجۂ او حکم نفرمودہ و بتحریم ذبیحۂ او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز جنازہ برو ادا کردند و غسل و تجہیز و تکفین او مثل سائرِ مسلمین نمودند و در مقابرِ مسلمین او را مدفون کردند و متروکہ او را بوارث او دادند حالانکہ بالیقین آنجناب و سائرِ مسلمین را الی یومنا ہذا معلوم ہست کہ شخصِ مذکور مخلد فی النار بود پس این مختص بود بزمانِ پیغمبر ص کہ حالِ قلوبِ ناس بوحیے آشکارا میگردید فاما بعد ازان زمان پس تا وقتیکہ ہیچ علامتے از علاماتِ نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حالِ او کسے را معلوم نیست و وقتیکہ صادر گردید کافر مطلق شد حکمِ کفر برو جاری گردید پس بعد ازان زمان انسان یا کافر است یا مسلمان امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جملہ کفار است و منافق مستور الحال در اجرائے احکام از مؤمنین پس معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد زیادہ والسلام ۔ مورخہ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۶

استفتاءِ امیر تیمور در بابِ نہیبِ شہرِ دہلی

بسم الله الرحمن الرحیم - چه میفرمایند علماء دین محمدی و فقهائے شرع مصطفوی علیه الصلوٰة والسلام اندرین
مسئله که شهرے از شهرہائے مسلمانان که آنجا والی و قاضی و علماء و سادات هستند فسق و فجور و امور نامشروعه
باعلان و اظهار کنند و دارے سازند و خاتون خوبصورت و چهره را آشکارا کرده دُکان کرده آنجا بنشانند و روز
و شب آنجا زنا کنند و در مهاتبهائے ایشانرا بحضور مسلمانان و علماء و مفتیان با دہل و دف و نائے احضار کنند
و تغنی فرمایند و عورات مغنیه را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات دارند و بفساد مشغول شوند
و هر مهمانی (دعوت) که بر وفق سنت محمدی است چنانچه ولیمه بعد شب نکاح و عقیقه هفتم روز از ولادت نکنند
بلکه بر عکس آن بر مشابهت رسم کفار هند پیش از نکاح چند روز مهمانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از
ولادت چنانچه رسم کفار هند است عورات را غسل دهند و مزامیر و مغنیه را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار
را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفق دین محمدی ایشانرا منع کند منع نشنوند و هم بر آن مُصر باشند و گویند که بے چنین
طائفه مفسده و رسوم باطله این کار میسر نمی شود این محض کفر است و نیز دُکانهار اسپان چارسوے بازار
بنا کنند و آشکار آنجا جمیع چیز جائزه و ناجائزه فروشند و خوکانرا آشکارا در آبادی شهرها دارند و آن شعار کفر
است و نیز در بازارها و خرابها (شرابخانه) و گذرهائے آب (گھاٹ) شنگار را (عاملان محصول چونگی) تعین
کنند و باجها (محصول) در راهها بخلاف شرع انور وضع نمایند تا از تجار و عازیان و رعایا و اهل سوق ظلم و
تعدی شده تمام مالهائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محل آنچه من حیث الشرع می آید
چنانچه جزیه و جنس غنائم آنرا به رشوت بگذارند و آنرا اجر و احسان تصور کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضے
مستحقان از اهل کفار از اهل علم و جهل و عمل راصد چند کفایه زیاده دهند و از بعضے حقداران بآن مقدار که کفایت
اوست باز دارند و نیز عهده داران بعد کفایه از بیت المال چنانچه قاضی و محتسب و امیر شحنه و رئیس و کوتوال
اخذ رسومات و عقدانه و سجلات کنند و آن ناحق را از هوائے نفس و جهل مستحق و حق خود دانند و این کفر است
و نیز مردان لباس ابریشمی و انگشتری زرین (طلائی) به تفاخر بر خلاف سنت بر مشابهت کفار پوشند و بندند
دستار بر خلاف سنت بمشابهت اغنیا بر بندند و چون ایشانرا از ان منع کنند گویند که ما یان غازیان هستیم ممنوعات
شرعی بر ما مباح است و هم در آن مُصر باشند و این سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاه قاهره هر که در
دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می شد که این کارها می کنند و این رسوم باطله که از شرع دور و بتکفیر نزدیک است
می پردازند و ایشان منع نشنوند و هم بر آن کار مصر باشند بر این بادشاه قاهر با هر واجب است بلکه فرض است
که برائے اعزاز دین محمدی لشکرها کشند و بآن مسلمانان بر تیغ محاربه نمایند و ایشانرا بکشند و زنان و فرزندان
ایشانرا اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطله بالکلیه بر افتد و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بلادہاے دیگر خلق انتباہ شود و مسلمانان دیگر کہ ازین نوع میکردند متنبہ شوند و ازان باز مانند آن بادشاہ قاہر باہر درین کار مثاب باشد عند اللہ العظیم یا نہ۔ اجابوا جواب باشد و اللہ اعلم (دستخط و مہر عبد الرشید ابن قطب الدین الہروی) باشد و اللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری الماوراء النہری باشد و اللہ اعلم کتبہ عبد العزیز بن قطب الدین الہروی۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ علی بن عبد الکریم الاصفہانی۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ شیخی بن جنید الکوفی۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ ابوبکر بن ابی القاسم البغدادی۔ باشد و اللہ اعلم من کتاب الفتح المعین۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ عبد الجبار بن یوسف النجار۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی باشد و اللہ اعلم کتبہ احمد الہروی۔ باشد و اللہ اعلم کتبہ مظفر بن المنصور البلخی۔ باشد و اللہ اعلم۔ کتبہ نظام الدین بن تاج الہروی۔ تمام شد

(نمبر ۹۴) **اعلام عام برائے کافۂ انام از جانب امام ہمام امیر المؤمنین سید احمد صاحب**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حقیقت الحال این بندۂ ذو الجلال بر این منوال است نہ خود شاہم و نہ شاہزادہ ام و نہ امیرم و نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت۔ نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزینہ بادشاہی۔ بلکہ فقیر و فقیرزادہ ام معاش فقیرانہ را سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و خواقین عار می دارم نہ بالفعل مایۂ امارت میدارم و نہ آیندہ آرزوئے حصول آن در دل میدارم محض بنا برادائے فرض جہاد و خیر خواہی جمیع عباد و اعلائے کلمۂ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بمجرد غیرت ایمانی اختیار نماید زہے سعادت اوست و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجب شقاوت اوست کہ از بندگان خدا استیان حضرت مصطفےٰ[۱۲] جان خود را برکشید و در سلک منافقین و کفار منسلک گردید خزانۂ من ہمین توکل علی اللہ است و بس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء و سلاطین خزائن دراہم و دنانیر ہمراہ خود میدارم حاشا و کلا کہ در آئین و قوانین اہل دنیا بیزارم طریقۂ من طریق جد خود حضرت سید المرسلین است یکروز نان خشک سیر میخورم و شکر خدا بجامی آرم و دیگر روز گرسنہ می مانم و صبر میکنم و لشکر ما ہمین چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ و از طرف خود جان خود را بکشتن دادہ آیندہ حق جل و علا ایشان را بمنصب شہادت سرفراز کند و یا بنصرت و فتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب ایشان را در اوائل زمان ہجرت درپیش بود آرے بشارات بس عظیم از مولائے خود جل شانہ بسیار از بسیار میدارم بنا بر آن بجائے خزائن و لشکر می شمارم انشاء اللہ اثر آن بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی [illegible] داشتہ باشد و بر قدرت کاملۂ ربانی او را ایمان باشد کہ آن قادر علی الاطلاق در یک لمحہ

بیک حکم کن عالمے را تہ و بالا می تواند کرد و پیلے را بہ پشّہ می تواند کشت پس لابد بشارات مذکورہ قبول خواہد نمود و در رفاقتِ من سود دنیا و بہبودِ آخرت خواہد شمرد و کسیکہ محض بامیدِ اسبابِ ظاہرہ باشد و آنچہ بالفعل حالِ فقرا است بدحاویِ و بشارات را بر کند پس مارا از جملہ مجانین و دیوانگان شمرد غرض از تحریر این چند سطور آنکہ انشاء اللہ روزے مخذولیِ کفار و فتح بلدان و امصار و ظہورِ شوکتِ اسلام از ذاتِ ما فقراء و ضعفاء البتہ شدنی ہست لاکن بالفعل حال ما مناسبِ این نیست بلکہ مایۂ این دعویٰ ما محض توکل علی اللہ و بشاراتِ غیبی ہست اگر اینجانب را بخوبی فہمیدہ و سنجیدہ رفاقتِ اینجانب باعثِ سود و بہبودِ خود شمردہ طلب نمایند اینک میرسیم و اگر بنا بر ملاحظۂ ضعف و ناتوانی ظاہر در خاطرِ عاطر تردّدے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکہ از جائے دیگر این اقبالِ اسلامی ظہور کند کہ آخر این امر بحکم اللہ از جائے جاری شدنی ہست خواہ از مقامِ شما باشد خواہ از مقامِ دیگر اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواہند نمود و بجان و مال در خدمتِ من کمر بستہ خواہند شد یعنی بذاتِ خود ہم شمشیر زنی کنند و بقدرِ طاقتِ خود در مصارفِ غازیان کوشش نمایند پس درینصورت حق جل و علا ما فقراء ضعفاء را از جملہ تابعانِ مہاجرینِ اولین گردانیدہ ہمچنین شما را از تابعانِ انصار اختیار خواہد کرد این امر محض برائے ہمین معنی نوشتہ شد کہ شما در زمرۂ انصار اللہ داخل شوید و الّا حق جل و علا بکرمِ عمیمِ خود ما فقراء را گاہے محتاجِ مصارفِ اغنیاء نگردانیدہ بلکہ بسیارے را از اغنیاء بدستِ ما فقراء مشمول گردانیدہ باقی نیتِ پاک و ہمتِ بلند در اول امر شرط است کہ ہم جانِ خود در مقابلۂ اعداء اللہ پیش کنند و ہم مالِ خود را در مصارفِ جند اللہ صرف نمایند بعد ازان ثمرۂ آن مشاہدہ نمایند۔ والسلام مع الاکرام

(نمبر ۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین بجنابِ معلی القاب زیب افزائے اورنگِ عزت و جلال زینت آرائے چار بالش حشمت و اقبال صاحبِ عزت و بخت مالکِ دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ جم جاہ زاد اللہ اجلالہ و ضاعف اقبالہ۔ بعد از سلامِ مسنون و ادعیۂ ترقی مناصبِ کونین و مدارجِ دارین واضح آنکہ۔ اخلاص آئین زبدۃ المعتمدین شیخ جمال الدین کہ از طرف سرکارِ عالی باشقۂ خاص در اوائل رجب المرجب رسیدہ باداۓ مراتبِ خیر خواہی آنجناب بر حاقتِ این عاجزِ خاکسار تا این دم نہایت خوش گذرانیدند ہر چند رابطۂ یگانگت قدیمی و علاقۂ اتحادِ صمیمی از آن سابق ہم نہایت مربوط بود و بغایت مضبوط اما از آمدنِ این اخلاص نشان رونقے تازہ نمود برو فورِ رغبت فی سبیل اللہ و علو مراتب محبت و یگانگت لوجہ اللہ مع دیگر کیفیتِ حالات این برگزیدۂ اکابر عباد اللہ بہ نسبتِ زبانِ سابق ہم چیزے زیادہ تر آگاہ و شناسا گردانیدہ آنچہ در بابِ عزیمتِ آنجناب بنا بر استعداد خدمتِ دین

متین مع اظہارِ مراتبِ اشتیاق با این خادمِ شرعِ مبین کہ از وفورِ مراتبِ محبت و اخلاص گوناگون مدارج
مودت و اختصاص نوکریذ خامۂ خلت شمامہ شدہ بود ابواب فرحت و انبودہ مسرت بر مسرت افزودہ اللہ تعالیٰ
این علاقۂ مودت و یگانگت را کہ محض بنا بر تحصیل رضایش مستحکم گردیدہ مثمر ثمرات جمیلہ و جزیلہ گرداناد آرے
حقیقۃ الامر این است قدر یکہ اشتیاقِ ملاقاتِ این فقیر در دلِ آنجناب است زیادہ چندان ازان این فقیر را
مشتاقِ ملازمتِ خود شمارند و چنانکہ رابطۂ محبتِ قدیمہ و وفورِ مودتِ ضمیمۂ آنجناب را مشتاقِ ملاقاتِ
فقیر گردانیدہ است ہمچنین دہ چندان ازان این فقیر را بتمنائے ملازمتِ آن معلی القاب رسانیدہ لاکن چونکہ
این فقیر بجان و دل آرزومندِ ملاقات است ہمچنین بہر وجہ خیرخواہِ آن ذات آنچہ در بارۂ استشارۂ
تشریف آوریِ خود باین حدود در قم زدۂ کلک اتحاد سلک شدہ بود پس حقیقتِ آن برین منوال است کہ
تمنائے مواصلت بسیار میخواہد کہ بہر نوع در تشریف آوریِ آنجناب کمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے
مضمونِ نصیحت مشحونِ المستشار موتمن و تامل نظر در خیرخواہی عدم حصولِ امنیتِ طریق و بے امن
نہ از طرفِ خود باعث و مکلف شدن می توانم و از وفورِ اشتیاق تاخیرِ ملازمت را گوارا میدارم پیش
ازین در زمانِ سابق ہم ہمین اشتیاقہا دلِ نیاز منزل بسیار میخواست کہ بکدام صورت تشریف آوری
آنجناب صورت بندد اما از ہمین موانع و عوائقِ خیرخواہی از دو وجہ سدِ راہِ این مرام شدہ یکے آنکہ تا
آنوقت کدامی جائے قابلِ اطمینان بدستِ لشکرِ اسلام نرسیدہ بود کہ بعد تشریف آوردنِ آنجناب برائے
محلِ سکونت تجویز می شد۔ دوم آنکہ ہیچ راہے از راہِ امنیت پیدا نے کہ از گزندِ مخالفین مامون می شد
و بلکہ در شوالِ ہمان اشتیاق یوماً فیوماً در مرتبۂ زائد و بالا است بہ اعانتِ قادرِ مختار مکانے ہمچنین قابلِ
نشستنِ آنجناب بدست آمدہ است کہ اگر ہزار ہزار مخالفین اشرار و معاندینِ فجار شورش نمایند بحول اللہ عزیز
مراد مخذول گردند اما وجہ ثانی کہ امنیتِ راہ باشد پس بالفعل از قابوئے این عاجزِ خاکسار بیرون است
و لہذا این خیرخواہِ خلق بہ صددِ تشریف آوریِ آن عظمت پناہ مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است
کہ این خس و خاشاکِ عوائقِ راہ ہم عنقریب صاف می شود الحمد للہ کہ شوکتِ جنود اللہ ہر صبح و مساء در تزاید
و ترقی است و قوتِ اعداء اللہ ہر شام و صباح در قہقراء ادبار و ضلالت متواری است چنانچہ تفاصیلِ این
بیان از اخبارِ سابق کہ بدست قاصد سعید محمد روانہ شدہ بود مبرہن ضمیرِ منیر گردیدہ باشد و بالفعل در بارۂ
تیاریِ مقدمۂ جہاد آنچہ مہمات در نظرِ این بندۂ پروردگار می آید ہر چند مہماتِ متعدد و دائر می شود اما از انجملہ
مقدمہ مہم نشیبا در بغایت چیست می نماید و تدبیر سرانجامِ آن بحول و قوتِ ربانی بالفعل از سائرِ مقدمات
آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم کہ کارسازِ حقیقی و مالکِ تحقیقی عنقریب بحول و قوتِ خود

مارا مسلط می فرماید و بمجرد تسلط آن مقام تمام دور دور تا سند و شکارپور می گیریم و عمل اسلام بسیط می گردد ان شاء الله
تعالی در آنوقت بهر طوریکه آنجناب قصد اینجا نمودند خواهند فرمود از هر سو جماعهٔ محبین و گروه مخلصین خواهند افزود
بالجمله بمجرد اشتیاق ادراک ملاقات رأی الفور میخواهد و تامل خیر اندیشی تا حصول این طریق اندکے تاخیر
میفرماید پس درینصورت بعد ملاحظه این صوابدیدها اگر در رائے ملازمان خیرخواه هیئت راه قرار یابد فهو المرام
این خانه خانهٔ شماست بلا تکلف اقدام فرمایند اما اگر بنظر این مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف
آوردن آنجناب موقوف ماند و هم اشتیاق شراکت این سعادت کبری رخصت تاخیر ندهد پس
درین صورت نزد فقیر النسب و اولی چنانست که اگر خلاف مصلحت نباشد کسے
را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیده هرچه از تجهیز سامان انمقدمهٔ عظیمه
نزد آنجناب بنا بر تحصیل رضاء الله موفق و مهیا باشد همراه او داده رخصت فرمایند که مشارکت آن شخص هم به
نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواهد گردید و آن سعادت قابل
ترمقلح هر دو جهان خواهد گردانید باقی مراتب مفصلاً حواله زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمه
الوداد صاف صاف مبرهن خواهد گشت قرین صدق باشد که بنابر اظهار حال همین معتمد واضح البیان
را روانه کردن ضرور افتاد - والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - مورخه ۲۲ شوال سنه ۱۲۴۵ هجری -

(نمبر ۴۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم الله الرحمن الرحیم ؂ از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ عالی جاه رفیع جایگاه حشمت دستگاه رفعت
پایگاه شوکت نشان عجب خان سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکه تمام عمر خود را درهمین فتنه و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کردید آخر در مثل اینوقت که هم کار
خدا در پیش آمد از ان رسم کفر و نفاق دست بردار نشدید بلکه فتنهٔ عظیمه برپا کردید شاید ایمان بخدا و رسول درست
نمی دارید و در ذهن خود همین معنی تصور کرده اید که همیشه درهمین جهان باقی خواهید ماند یا سرداری شما روز محشر
هم روبروے خدا بخدے ظهور خواهد کرد که خدائے عزوجل هم پاسداری شما خواهد نمود - سبحان الله جائیکه سلاطین
جبارین را مثل فرعون و نمرود کسے نخواهد پرسید مثل شما جزو ضعیف را کے خواهد پرسید و این غرض نیست
که شما بر حق بودید یا بر باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد در مثل اینوقت اگر بر حق هم است عین
باطل است و اگر بر باطل است قریب بکفر بالجمله اگر مسلمان هستید و خدا و رسول را چیزے می شناسید بالفعل
با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نموده بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد آنجناب
برسانید اگر ذره از ایمان دارید نزد اینجانب بیایید و الا اینجانب هم چندان احتیاج بسوے منافقین و

وضعیف الایمان جلائی دارد- والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ +

(نمبر ۴۹) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاهزاده مرزا غلام حیدر صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم- از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالهٔ خاندان سلاطین عظام نقاوهٔ خواقین عالیمقام عظمت و جلالت مآب صولت و شهامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاه و اجلال مسند آرائے اریکهٔ عزت و اقبال شاهزادهٔ والاتبار عالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد الله لیاقته و ضاعف اجلاله- بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد- الحمد لله والمنة که امطار انعامات الٰهی برین خاکسار باران صفت باران و انوار کرامات نامتناهی براین ذره بمقدار خورشید وش تابان چه یارائے زبان که شکر یکے از هزار بگذارد و کجا گنجایش حرف و بیان که سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق و رغبت نصرت دین در قلوب هزاران هزار مؤمنین در جوش و صلائے استیصال کفار و مشرکین از چار سوئے این سرزمین نغمهٔ گوش انشاء الله در از منهٔ قریبه اخبار فرحت آثار فتح و ظفر جنود درگاه کبریا افروز مؤمنین اخیار و جگر دوز منافقین بدکردار خواهد گردید این فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان هدایت مآب عالی انتساب حامی سنت شهباء ماحی بدعت ظلماء مقرب بارگاه رب جلیل مولانا محمد اسمعیل صاحب و باز مجدداً از زبان لطف بنیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاه ذو المنن حکیم خواجه حسن مناقب حمیده و محامد برگزیدهٔ آن والاتبار از علو همت در استقامت بر شریعت غرا و سمو عزیمت در اتباع سنت بیضا و کمال جلالت در جهاد لسانی و وفور رغبت بجهاد سیفی و سنانی زیب گوش نموده تخم محبت و اخلاص غائبانه در مزرعهٔ سینه صفا گنجینه کاشت و فرط شوق و رغبت بجسمانی مواصلت دو بار برآن داشت که بے تکلف متکلف قدوم بهجت لزوم درین مرز و بوم گردد لاکن باز بفکر عمیق چنین اندیشید و بنظر دقیق همین پسندید که هر چند در مقدم ظفر توام هدا امر در دین منفعت نمایان اما در حق همچون آنعالی تبار اندیشهٔ مضرت بیش از آن پس مقتضائے حکمت آنست که بالفعل چندے حرکت نکنند و بجائے خود استقامت ورزند و بعنوان دیگر در نصرت دین و شراکت مجاهدین جهد فرمایند و پائے همت بلند درین راه بوضع دیگر کشایند انشاء الله عنقریب وقتے خواهد رسید که این داعی بالخیر داعی نهضت آن والا همت خواهد گردید باقی تفصیل حال بزبانی حکیم صاحب موصوف که بخدمت رفیع درجت رخصت نموده ام بوضوح خواهد انجامید- زیاده والسلام مع الاکرام-

مرقومه نهم ربیع الاول سنه ۱۲۴۳ هجری +

(نمبر ۵۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام حاجی علیخان

بسم الله الرحمن الرحیم- از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعهٔ خان عالی شان شهامت عنوان حاجی علیخان

سلمہ الله تعالی بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایجابت برکات و مرات در خلوات و جلوات باشما ملاقات یگانگی بامراتب اخلاص و اتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما بر ما بپایۂ وضوح رسیده الحال سوگند برب ذوالجلال بشما میدهم که همان پروردگار متعال و مالک لایزال را حاضر و ناظر دانسته و قطع نظر از قیل و قال دوست و دشمن نموده محض در دل خود تامل نمایند که آیا هیچ ذره از طلب مال و جاه و عزت و وجاهت و سلطنت و حکومت هیچگونه درین فقیر یافته اید خود بخود دل شما گواهی خواهد داد که هرگز در دل این فقیر ذره امور مذکوره متحقق نیست و آنچه مساعی بلیغه در جمع آوری کافۂ مسلمین از هندوستان تا خراسان می نمایم همه بنا بر اطاعت رب العالمین و خدمت دین سید المرسلین است فقط بے شائبۂ هوائے نفسانی و وسوسۂ شیطانی — و هرگز با کسے از رؤسا و ضعفاء بنا بر اغراض نفسانی هیچگونه ضدے و منازعتے نمیدارم با هر که مخالفت کردم محض لله کردم و با هر که موافقت نمودم محض لله نمودم و اینهم بر شما واضح و لائح است که مرا با والی پشاور اصلاً و مطلقاً هیچگونه معاملۂ دوستی و دشمنی نبود آنچه والی مذکور مراتب نفاق و شقاق بکمال رسانید بتفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نباشد اما بر شما بوجهے معلوم است یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنا بر آن بیان این امور پیش شما فضول است پس شما بخوبی می شناسید که اقامت جهاد بدون ازالۂ این منافق بدنهاد هرگز هرگز شدنی نیست محض بنا بر همین امور ارادۂ تسخیر پشاور میدارم تا اساس جنود مجاهدین محکم گردد و گزند منافقین برهم شود و بر کفار ملاعین یک گونه رعبے و هیبتے واقع شود پس درینوقت هر که دعوی اسلام دارد و جان خود را در مجاهدان می شمارد او ضرور بالضرور رفاقت من اختیار کند که فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکه رفاقت رب العالمین است و رفاقت جدّ من سید المرسلین و هر که امروز از رفاقت من پهلوتهی کرد صد حسرت و ندامت با خود برد — هرچند این چند روزه حیات مستعار بهر وجه که باشد بسر خواهد کرد اما آخر روزے ازین جهان فانی گذشته بمحکمۂ حساب و کتاب حاضر خواهد گردید و در آن محکمه بحضور رب العالمین روسیاه خواهد شد نمیدانم رو برو ئے جدّ من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواهد شد و بحضور احکم الحاکمین چه جواب خواهد داد و این وقت همان وقت است که مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقت من همین است عین اخلاص و ایمان و ترک رفاقت من همین است عین نفاق و شقاق — رفیق من لاریب از مجاهدان است و شقیق و مخالف من بلا شک از زمرۂ کفار و منافقین — رفیق من از جنود حسین بن علی علیهما السلام است و رفیق مخالف من از زمرۂ یزید شقی هر که ذره از ایمان دارد لابد رفاقت مرا سعادت خود و سعادت اسلاف خود می شمارد و علاوه بر این آنکه آن شجاعت شعار با والی پشاور هیچ علاقۂ قرابت و مصاهرت نمیدارند و در قومیت الوس

اصلاً بوجہ من الوجوہ شراکت نیست محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی را دست و پا درست باید سر او سلامت
ماند ہر جا علاقۂ نوکری برائے او موجود است پس محض بنا بر محافظت این علاقۂ ضعیفہ دین و ایمان خود را برباد دادن
و در جنود یزید پلید خود را شمردن ہرگز ہرگز بہ نسبت کسیکہ ادنیٰ امتیاز داشتہ باشد متصور نیست چہ جائیکہ مثل آن
شجاعت شعار دانائے ہوشیار و یگانۂ روزگار باشد خصوصاً وقتیکہ با شما وعدۂ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقت من اختیار
خواہید کرد آنچہ در رفاقت والی مذکور شما را حاصل می شود مضاعف آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت
پس ہم آخرت خود را معمور خواہید نمود و ہم این دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و گوئے
نیکنامی از خراسان تا ہندوستان خواہید برد و اگر رفاقت من اختیار نخواہید کرد و برفاقت والی مذکور اصرار خواہید نمود
پس بیقین بدانید کہ من بقوت خود مخالفت کسے از رؤسا و ضعفاء نمیکنم بلکہ محض بقوت ربانی و قوت یزدانی
مقابلہ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید می نمایم آیا در دل خود خوب غور نکنید کہ تاب مقابلہ خالق انس و جان و مالک
زمین و زمان میدارید یا نہ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلۂ آن مالک علی الاطلاق است و کرا تاب معارضۂ آن مالک
بالاستحقاق آنچہ او جل و علا خواستہ است البتہ ضرور بالضرور شدنی است خواہ کسے سعادت رفاقت برائے
خود حاصل نماید خواہ شقاوت ترک رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجہت ہمین نوشتہ ام کہ شما را راستگو
و راستباز میدانم نہ منافق مکار و فریب باز غدار ہر چہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان
خواہید گفت لابد او را مردانہ وار بانجام خواہید رسانید درینصورت اگر شما را رفاقت اینجانب یکسو و یک رو شدہ
منظور است پس آنرا صاف صاف بر نگارند تا آنچہ مناسب وقت است بشما نوشتہ شود و اگر رفاقت اینجانب
آرزوئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بر نگارند و آنچہ بنویسند خدائے پاک را کہ عالم السرائر
و الخفیات است حاضر و ناظر دانستہ بر نگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ✣

(نمبر ۵۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت صاحبزادہ والاتبار مولانا محمد اسحٰق صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بتاریخ دہم ماہ رمضان ہنڈوی
مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید لیکن بجز پرچہ کاغذ یک خر مہرہ ہم نرسید موجب آن دریافت نیست
لازم کہ سبب تعویق آن برنگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ✣

(نمبر ۵۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام فیض اللہ خان مہمند مشیر و دبیر والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک

فیض اللہ خان سلمہ اللہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوند جیوا ولاً و زبانی
نعمت خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشانرا گمانے بس بعید بہم رسیدہ کہ خطیکہ شما نزد اینجانب در اضلاع سوات
شتمل بر مراتبِ اظہارِ اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدستِ اغیار حوالہ نمودم۔ سبحان اللہ این عجب خیالیست
پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینتِ منافقین نکوہیدہ خصال و
از سیرتِ مفسدین بدمآل است نہ از عادات مومنین صادقین و معاملاتِ مخلصین راسخین اگرچہ فیما بین ما و
شما انواعِ معاملاتِ شکوہ و شکایت متحقق گردد اما این امر قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر
بانی منافی خیر خواہی و سینہ صافی است۔ بالجملہ از امثال این مقدمات از طرفِ اینجانب اطمینان کلی دارند و ہر کہ
خلافِ آن نقل کند آنرا از جملہ مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینانِ قلب خط مسرت نمط کہ مزین بمہر خاص
است بخدمت سامی بدستِ نعمت خان ارسال داشتہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ عالی خواہد رسید بخدمت
سردار سلطان محمد خان از طرفِ اینجانب بطریقِ پیغام ہمیں معنی رسانند کہ شاید استبعاد سر انجام شدنِ مہم جہاد از
دستِ ما ضعفاء بے سر و سامان بخاطرِ عاطر مرکوز گردیدہ احتمالِ دوام شوکت و صولتِ مخالفین بہم رسیدہ حالانکہ
انقلابِ زمان و تغیرِ دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر والتوالی متحقق میگردد۔ اسلافِ شما کہ ذرہ
از عزت و جاہ نداشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارجِ عزت و مکنت رسیدند۔ نادر کہ بگردن زنی و
دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردش دون و تغیرِ زمانۂ بوقلمون منفعل و خجل شد بیت بیک گردشِ چرخِ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نے نادری + حشمت و عظمتِ ظاہری را از فتح و نصرت می شمارید و حکمِ تقدیر را کہ قاہر تدبیر است
بخیال ہم نمی آرید شعر ما از برونِ در شدہ مغرورِ صد فریب + تا خود درونِ پردہ چہ تدبیر می کنند + بر رائے فطانت
پیرایے ایشان معاملۂ این خاکسار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکار است کہ بجہادِ اہلِ عناد قومِ سکھ مامورم
و بفتح و نصرت موعود۔ احتمالِ خلف در مواعیدِ ملکِ منان از اوہامِ اہلِ کفر و طغیان است نہ از افہامِ اہلِ دین و
ایمان کہ مَن اَوفیٰ بعہدہٖ مِنَ اللہ نصیبے است از کلامِ ملکِ علام و کان حقًّا علینا نصر المومنین وعدہ آن راست
از کلامِ ہدایت التیام ہمیں معنی را بغور تمام دریابند و بسردارِ ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فہمانند۔ دیگر آنکہ خانِ
عالیشان را لازم کہ در رسانیدنِ مجاہدینِ ہندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میدارند نزد فقرا از
طریقِ مامون سعیِ بلیغ بجا آرند انسب آنست کہ بنا بر پاسداری سردارانِ معلوم ایشانرا از قرب و جوار پشاور دور نمایند
بلکہ براہِ موضع ہیجنئی عبور کنانیدہ خدمتگذاری ایشانرا بانواعِ مشاورات و معاونات از افاضلِ عبادات شمارند
زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مورخہ ۹ محرم سنہ ۱۲۴۶ ہجری۔ از موضع پنجتار +

(نمبر ۵۳) عہد نامہ در اطاعت امامِ وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - این ذکریست در بیانِ آنچه کمترین بندگانِ درگاهِ حضرتِ رحمان اضعف العباد فتح خان رئیسِ پنجتار و غیره عهدے بست بس چست و میثاقے بغایت درست و آمیختی مکمل و مستحکم نمود که ما بندگان بحمد اللہ مسلمان و مسلمان زاده ایم آئینِ شرعِ متین و دین سید المرسلین بسر و چشم قبول میداریم و آنرا بهرهٔ افتخارِ خود می شماریم آنچه از احکام معاملات فیما بین الوسات خلافِ شرعِ شریف رواج یافته از همه رسوم مذکوره دست بر داشتیم و همین احکامِ شریعتِ غرّا و راسخات خود ساختیم و در جمیع معاملات و مناقشات در مقدمه اجرائے احکامِ شرعیه جناب قدسی القاب امام همام خلیفهٔ ملکِ علام نائبِ سید انام علیه الصلوٰة والسلام یعنی سید احمد امیر المؤمنین سید احمد مدّ اللہ ظلّه را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعتِ امامت بر دستِ آنجناب بجا آوردیم و اطاعتِ آنجناب را بموجب کریمهٔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم عینِ اطاعت خدا و رسولِ خدا شمردیم و همین التزامِ بیعت و اطاعت دینِ اسلامِ خود را مکمل کردیم هر چند این بیعت از مدتِ مدیده بجا آورده بودیم فاما فی الحال بنا بر تذکیرِ ما سبق و تاکید با تحقیق این معنی در محضر علمائے دین و مجمع فضلائے شرعِ متین اظهار نمودیم و آن بزرگان را بر عهود و مواثیقِ خود گواه گردانیدیم و از ایشان دعائے استقامتِ خود بر همین عهد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و ممات ما بر قانونِ اسلام و آئینِ سنتِ سید انام واقع گردد واللہ علیٰ ما نقول وکیل - این چند کلمه بطریقِ عهدنامه نوشته شد تا عند الحاجت حجت باشد - بعد از ان بروزِ جمعه دیگر فتح خان جمیع رؤسای الوس خود را حاضر نموده از ایشان طلب بیعتِ امامت و اجرائے احکامِ شریعت و ترکِ رسوم جاهلیت نمود و آن همه مخلصان بعد از نمازِ جمعه بیعتِ امامت بجا آوردند و بهر دو امر مذکور را اقرار نمودند و در همان مجمع یک فاضل جلیل را منصبِ قضا سپرده شد و دستارِ قضا بر سرِ او بسته و منشورِ قضا با و داده شد بعد از ان بحمد اللہ احکامِ شرع جاری گردید و فصلِ خصومات و قطعِ منازعات بر قانونِ شرعِ شریف در اضلاعِ متعلقهٔ پنجتار شروع شد چنانچه چندے از معاملاتِ عمده بنا بر تمثیل مناقشه بیان می شود از انجمله امام ملا قطب الدین ساکن موضع ننگرهار را از مدتِ مدیده بنا بر نیتِ امامتِ جهاد و بر رفاقتِ آنجناب سالها بسر برده و در دیانت و تقویٰ بے نظیر برآمده خدمتِ احتساب بر تارکینِ صلوٰة سپرده شد و قریب شصت مردم تفنگچی کاری از قندهاریان همراهِ او متعین کرده شدند چنانچه ملا ممدوح با رفقائے خود در دیهاتِ قرب و جوار تا بکوه بند دوره و سیر نموده چندان ضرب و شلاق بر اعزه و نوجوانانِ افاغنه که تارکِ صلوٰة بودند قائم گردانید که هر صغیر و کبیر از دیهاتِ مذکوره که تارکِ صلوٰة باشد باذن اللہ یافته نمی شد و بر اهلِ دیهات چندان هیبتِ تعزیرات واقع گردیده که اگر کدام از هندوستانیان یا قندهاریان بنا بر بعضے حوائجِ خود به بعضے دیهاتِ مذکوره میرود در تمامی دیه بحدے شور و غوغا برپا می شود که رؤسای ده حاضر گردیده اظهار می نمایند

که درین دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست و از انجمله آنکه از عادات افاغنه است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنس حقوق الله و خواه از جنس حقوق العبد باز از قریهٔ خود گریخته بقریهٔ دیگر رود و نزد رؤسای آنجا بنشیند پس رؤسای بالضرور بجدے اعانت می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر پادشاهی بر سر ایشان تاخت آرد و جان و مال ایشانرا تباه گرداند هیچگونه از رفاقت آن عاصی دست بردار نشوند و جان و مال خود را بے تکلف برباد می دهند بنابرهمین قاعده چندے از مردمان دیهات مذکوره در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات و فواحش گردیده از مقامهائے خود گریخته بدیهات دیگر رفته بودند آنجناب بنابر سد باب این فتنه در یکشب جماعات را از غازیان مذکورین شباشب بر سر آن عاصیان فرستاده آنهارا گرفتار کرده آوردند و آنجناب بعضے را از ایشان بحبس و بعضے را بضرب و بعضے را به آویختن بشاخهائے درخت کلان بر سر شارع عام تعزیر رسانیدند و بحمد الله کسے از روسای دیهات مذکوره باعانت ایشان نه برخاست همچنین معاملات رنگارنگ که از فروع اجرائے احکام شرع است شب و روز میگذرد الحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرف امام همام است و ریاست و سیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمهٔ قضاء رجوع می شود و فتح خان مثل دیگران یکے از رعایا است هیچگونه بر ملک مذکور تصرف ندارد انشاء الله بروقت تحصیل عشور هم جاری خواهد شد و مامول از بارگاه واهب العطایا آنست که درین استحکام بنیان دین را یوماً فیوماً ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یا رب العالمین ؎

(نمبر ۵) استفتاء درباب صحت امامت جمعه و اعیاد باذن امام باوجود عدم اجرائے جمیع احکام بالاستیعاب

بسم الله الرحمن الرحیم — چه میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین در صورتیکه در یک مکانے اذن امام وقت درباب اقامت جمعه و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیه بالفعل در آن مقام جاری نیست پس درین صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعه و عید میرسد یا نه (جواب) مسلمین مذکورین را اقامت جمعه میرسد زیراکه هرچند فقهاء را درین مسئله اختلاف است بعضے میگویند که نفاذ جمیع احکام شرعیه شرط اقامت جمعه است و نزد بعضے فقط اذن امام کافی است و نفاذ جمیع احکام شرعیه ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار صحیح است و نهایت قوی زیراکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم پیش از هجرت خود مصعب بن عمیر را که از اعظم اصحاب بودند بمدینهٔ منوره برائے هدایت اهل مدینه فرستاده بودند چون ایشان بمدینه رسیدند با چندے از مومنین مخلصین در آن مقام اقامت جمعه نمودند حالانکه در آنوقت اکثر اهل مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائے نفاذ حکم شرعی و چون پیغمبر صلی الله علیه وسلم بذات پاک خود در مدینهٔ منوره تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر را

بلکہ خود ہم اقامتِ جمعہ فرمودند حالانکہ تا آنوقت حکومتِ اسلام در مدینہ ہم مستحکم گردیدہ بود حتی کہ جہاد ہم آنوقت
قائم نگردیدہ بلکہ در آن زمان بہ تدبیرِ جہاد مشغول بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر شروط از شرائط جمعہ موجود
نبودند مگر در ہمانوقت اقامتِ جمعہ نمودند و نیز در عہدِ عبد الملک کہ بدتر ازین وقت بود بسیارے از صحابہ و اہلِ بیت
و اکابر تابعین اقامتِ جمعہ میکردند حالانکہ جمیع احکام شرعیہ در آنوقت جاری نبودند و ہمچنین در عہود منصور و
ہارون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامتِ جمعہ میکردند حالانکہ بادشاہان
مذکورہ بالا ہرگز جمیع احکام شرعیہ را جاری نمیکردند و لہذا امام اعظم در آنوقت (ظلم و فتنہ) منصبِ قضا قبول
نکردند و باوجود آن گاہے ترکِ نماز جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قولِ ثانی صحیح است کہ مؤید بہ فعلِ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابِ مکرمین و اہلِ بیتِ مطہرین و اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین است پس بر ہمان قول
عمل باید نمود و در کسے حال ہرگز در اقامتِ جمعہ توقف نباید کرد و ہمین حکم شرعِ اول جاری باید کرد تا جمیع احکام
شرعیہ ببرکتِ آن تدریجاً جاری گردند۔ فقط

(نمبر ۵۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رام پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمتِ فیضدرجت منبعِ ینابیعِ علوم و حکم معدنِ یواقیت
معانی اخلاق و ہم مخزنِ اسرارِ معقول و منقول مصدرِ احکامِ فروع و اصول مؤسسِ بنیانِ ہدایت مشیدِ
ارکانِ افادت سلالۂ خاندانِ سیادت نقاوۂ دودمانِ سعادت موردِ الطافِ ربانی مہبطِ انوارِ رحمانی مقرب
بارگاہِ ربِ قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رام پوری مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین و متع ببرکاتہ
المسترشدین۔ بعد از سلامِ مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم
خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سر و سامان را بوجہے مشمولِ رحمت گردانیدہ و در نظرِ مشاہیرِ مؤمنین
و جماہیرِ مسلمین و متجبرانِ گردن کش و متجلدانِ دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیدہ کہ حالِ مذلت اشتمال ما عاجزانِ
خاکسار و خاکسارانِ بمقدار تماشا کردنی است کہ افواجِ مجاہدین ابرار بسانِ امواجِ بحرِ زخار در جمیع بلاد و امصار
این اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامتِ جہاد و استیصالِ اربابِ بغی و فساد و اصحابِ کبر و عناد درین
اطراف و اکناف در خروش اطباقِ کون و مکان و بساطِ زمین و زمان از انوارِ اہلِ اخلاص و ایمان معمور گردیدہ
و مغز گردونِ دوار از صیتِ مردانِ جنگ و پیکار و غازیانِ شہامت آثار پر شور۔ از انجا کہ آنجناب ہدایت مآب
در جہادِ لسانی و حمیتِ ایمانی یعنی بہ ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلامِ ایشان در میانِ جماہیر
اہلِ ایمان مقبول۔ بنا ؟ علیہ بخدمتِ فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ بہمین طریقِ مرضیہ و دعوتِ خفیہ و
جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و این کلامِ ہدایت التیام بگوشِ ہوشِ ایشان رسانند کہ در ورودِ این ہانِ مسح مود

دآوانِ مسعود را درحقِ ظہورِ اخلاصِ مخلصین و بروزِ ایقانِ موقنین بمثابۂ ورودِ موسمِ بہار درحقِ گل و بلبل و
ایامِ برشکال در بارۂ اشجار و سائرِ نباتات تصور فرمایند گلے کہ در موسمِ بہار نہ خندید او را بمثابۂ خار باید فہمید و
دانہ کہ در ایامِ برشکال نچمید از ورود آن الی ابدالآباد طمع باید برید و درختیکہ در آوانِ ربیع سرسبز نگردید بسانِ
ہیزمِ خشک او را از بیخ باید کند بید خصوصاً صحائفِ افکارِ دانشورانِ عبودیت کیش و زبانِ اورانِ خلاص
اندیش این مضامینِ ہدایت آگین بنوکِ زبان برنگارند و بچشمِ دوربینِ ایشان این عروسِ حجلہ نشین
خمول را بزیورِ خوش بیانی بیارایند کہ بر ذمۂ ایشان واجب موکد و لازم متحتم است کہ زبانِ عذب البیان
را در بابِ ترغیب و ترہیب بکشایند و سعیِ بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل نمایند تا بمنصبِ جلیل
و مقامِ سبیل بحکمِ علماءُ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدتِ اذہان و قوتِ بیان امروز بکار نیاید
ہیچ کار آمدنی نیست سنانِ لسان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیتِ قلم در میدانِ تحریر باید جہانید زیادہ
تطویلِ کلام بخدمتِ آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است کہ در امثالِ این مقدمات خود تجربہ کار
اند و عاقل و ہوشیار۔ زیادہ والسلام مع الاکرام مرقومۂ پانزدہم محرم ۱۲۴۳ہجری ۰

(نمبر ۵۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہِ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجنابِ خلائق مآب معلّی القاب رونق افزائے اورنگِ
جلالت فرمانروائے کشورِ شہامت مسند آرائے محافلِ سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادینِ صولت
و شجاعت مقبولِ بارگاہِ الٰہ مروجِ دینِ رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ادام اللہ
جلالہ و ضاعف اجلالہ۔ بعد از اتحافِ تحائفِ اسلام و اہدائے ہدیۂ مرضیۂ اسلام کہ سنتِ سید الانام
است علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہودِ ضمیرِ خلّت تخمیر گردانیدہ می آید رقیمۂ کریمہ مودّت شمیمہ باعث ازدیادِ
مراتبِ خلّت گردید حقا کہ ہر نقشے از نقوشِ مشکینش مثلِ خالِ عذارِ خوبان و ہر سطرے از سطورِ عنبر بیزش بمثابۂ
زلفِ محبوبان زینت بخشِ چہرۂ قرطاسِ خلّت اساس بوجہے بودہ کہ رشحاتِ مودات از سحائبِ کلمات
اتحاد آیات باران صفت می بارید و قلمِ محبت رقم وثائقِ اخلاص و اختصاص بمدادِ محبت و وداد بر لوحِ
سینۂ یگانگت گنجینہ می نگارید علاوہ برآین آنکہ آنچہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کنہر و یک چلمن ارسال فرمودہ بودند
آن مضامینِ صداقت آگین را دو بالا گردانید و صدائے تہادوا تحابوا بگوشِ دلِ خلّت منزل رسانید۔
الحمد للہ کہ حق جل و علا بکرمِ عمیم خود آن خلائق مآب را باین سعادتِ عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ کہ عبارت از محبت
فی اللہ و سنت تہادوا ست و آن معلّی القاب را بتائیدِ دینِ متین و رفعِ اعلامِ شرعِ مبین از سائرِ اخوان و
اقران ممتاز ساختند و ابوابِ التطاف ابن توفیق را روز افزون گرداناد و ہر چند مفاخر و مناقبِ آن

اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص و عوام این دیار و اقطار عموماً و از زبان فضلت مآب ملا فیض محمد
و ملا نصر الله خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوش بکرات و مرات رسیده بود و باعث استحکام روابط خلت و
علائق محبت گردیده لیکن درین ایام خجسته فرجام خان اخلاص نشان محبت عنوان آدینه خان بخشی
که بنابر استفادهٔ اشغال طریقت نزد این فقیر رسیده تمامی حال خیر اشتمال آن خجسته خصال مفصلاً بیان
نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار علو همت و وفور رغبت آن عالی منزلت درباب اعلائے کلمة الله
و احیائے سنت رسول الله و کسر شوکت ظلمهٔ متعدین و کفرهٔ متمردین و کمال شهامت و جلادت آن
والا منزلت در میدان سطوت و معارک صولت استحکام سلاسل محبت و اخلاص و اختصاص دوبالا گردید
الحق ما مردم ضعفا را که محض بجان خود را از جمیع ماسوی الله منقطع گردانیده و سینهٔ اخلاص گنجینه را از محبت
جمیع من دون الله مطهر کرده بنابر نصرت دین متین و اعلائے کلمهٔ رب العالمین کمر بسته ایم و از محبت
اخوان و اوطان و محبان و دوستان رو گردانیده در محبت محبان حضرت حق و عداوت اعدائے آن
قادر مطلق بالکل مشغول شده ایم نه با کسے محبت میداریم نه عداوت آرے با متثال آن ناصر دین متین و
ماهر احکام رب العالمین و ناشر سنت سید المرسلین لازم که علاقهٔ محبت مستحکم تر گردانیم و بملاقات فرحت
آیات آن برگزیده خالق السموات محض لله و فی الله خود را رسانیم نهایت تمنائے قلبی بود که ملاقات جسمانی
میسر شود اما از بسکه درین خجسته زمان جمیع مومنین ضلع سوات و بنیر و مهمند و خلیل و خلجانی و درانی و ساکنان
بلدهٔ پشاور و سپاهیان عسکر و سادات اندیار بر همین معنی اتفاق کرده اند که بغیر برهم زدن دولت پایندهٔ خیل و کسر
شوکت ایشان هرگز باب جهاد مفتوح شدنی نیست و این فقیر را بر همین معنی ترغیب دادند که بعد انقضای
ماه رمضان المبارک بنابر استیصال منافقین مخذولین متوجه شویم یعنی پاک کردن بلدهٔ پشاور از الواث
منافقین مذکوره عزم نمائیم چنانچه این معنی نهایت پسند خاطر این فقیر و جمیع مومنین این دیار گردید لهذا
منتظر انقضائے ماه صیام در ضلع سوات نشسته ایم همین که ماه مبارک منقضی گردید متوجه بکستن غازیان
در رسید هر چند عروض این معنی بظاهر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود اما بایک وجه ازدیاد اشتیاق ملاقات
گردید که دل خلاص منزل این فقیر چنان تقاضا نمود که آن برادر عزیز را هم درین دولت دو جهان و سعادت
جاودان شریک حال خود نمائیم ایشان را هم بانواع ترغیبات و ترهیبات بسر انجام این مهم عظیم کشان کشان
آرم تا که اگر بنفس نفیس خود شریک این امر عظیم شوند پس زهے سعادت ایشان والا بر این قدر البته چار ناچار
ایشان را مستعد نمائیم که پارهٔ از لشکر ظفر پیکر و قدرے از مصارف مجاهدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور
نزد این فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکه درین جهان فانی

به سلطنت و مملکت معروف اند همچنین در ملکِ جاودانی بوجاهت و ریاست و علو مدارجِ جنت موصوف شوند
و در میان جمیع اقران و اخوان اهلِ زمان نیکنامی و صیتِ عالی و ثنای جمیل بدست آرند و استحکامِ علاقهٔ
محبت لله و فی الله که سعادتِ جانبین و شرافتِ طرفین است شهرهٔ جمهور انام و زبان زدِ هر خاص و عام گردد
بنابرین مصالح میخواستم که ملاقاتِ جسمانی حاصل نمایم و چیزی از فیوض ربانی و رحمتِ رحمانی که این عاجزِ خاکسار
و ذره بمقدار بمحض قدرتِ قادرِ مختار بآن فائز گردیده آن برادرِ عزیز را بنابر استحکامِ علاقهٔ اخوت تعلیم نمایم
در همین معنی متردد بودم که اگر عازمِ ملاقاتِ آن برادرِ عزیز شوم اجتماعِ مومنین برهم می شود و اگر از ان
پهلو تهی نمایم مشارکتِ ایشان درین امرِ عظیم از دست می رود بنا علیه بزرگی از اعز عزیزان و اعظم رفقای
خود که حاملِ اسرارِ طریقت باین فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالاتِ این ضعیف ملاقاتِ ایشان
بعینه ملاقاتِ این فقیر باشد و استفاده از ایشان در حکمِ استفادهٔ این ضعیف و کلامِ ایشان در جمیع متعلقات
منسوب باین نحیف یعنی جنابِ هدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصرِ دینِ متین ناشرِ
سنتِ سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خانِ ممدوح یعنی آدینه خان بحضورِ آن اقبال معمور
روانه کرده شد و یک قطعهٔ اعلامِ عام برای ترغیبِ جمهور اهلِ اسلام بجنابِ معلی القاب بصحابتِ شیخ ممدوح
فرستاده شد تا آنرا در مجامعِ اهلِ اسلام و مشاهیرِ خواص و عوام منتشر فرمایند هر کسی را از مومنین مخلصین مضمون
نصیحت مشحون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنا بر ترغیبِ خود آن برادرِ عزیز می خواستم که دفتری بس
عریض و طویل نگارش کنم لیکن فهمیدم که هر چند مضامینِ ترغیب و ترهیب در البتهٔ رنگارنگ و قوالبِ گوناگون
اظهار نمایم اما هرگز هرگز در جنبِ کلامِ ملکِ علام یعنی قرآنِ مجید و فرقانِ حمید که سراسر مشتمل بر همین مضمونِ هدایت
آگین اعنی اعانتِ مجاهدین و اهانتِ معاندین بجوی معدود نخواهد گردید لهذا بهمین قدر اکتفا نموده ام که مصحفی
نهایت واضح الخط بخدمتِ شیخ ممدوح برای تلاوتِ ایشان فرستادم تا در همان مصحفِ مجید تلاوت نمایند
و آنرا فرمانِ واجب الاذعان خلاقِ زمین و زمان تصور فرموده بر منطوقِ لازم الوثوق عمل فرمایند که بر اقامتِ
جهاد و اعانتِ مجاهدین و ازالهٔ کفر و فساد و اهانتِ مفسدین چه قدر تاکیدِ بلیغ می فرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریراتِ
رنگارنگ می فهمانند آیا هیچ یکی را از بندگانِ انقیاد شعار میرسد که باوجود اینقدر تاکید مولا تغافل و تساهل
نماید و پاسداریِ جان و مال و جاه و جلال در مقابلهٔ امتثالِ احکامِ ذوالجلال بخیال آرد والله یهدی من یشاء
الی صراط مستقیم - زیاده بجز دعای ازدیادِ مراتبِ جاه و جلال و ترقی مدارجِ عز و اقبال چه بنگارد - والسلام مع الاکرام

(نمبر ۵۷) مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدوله بهادر والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب مناقب

اکتساب شہامت نشان جلالت عنوان نواب وزیرالدولہ محمد وزیر خان بہادر زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ

بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج وہاج و مدارج مسرت بہجت

بخشید الحمد للہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از

حب فی اللہ ست موفق و مشرف گردانید چنانکہ این تخم شجرۂ سنت سنیہ در سینۂ بے کینہ کاشتہ اند ہمچنین این

شجرۂ مبارکہ را شب و روز سرسبز و شاداب داشتہ مثمر ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلہ دارین گرداناد و این

فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارۂ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مقاطر

را از طرف این فقیر و سائر مجاہدین مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل آلہی جمیع رؤسا و ضعفاء این نواحی در مقدمہ

اعلائے کلمۂ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار و رفاقت این عاجز خاکسار بحدے چست و چالاک اند کہ

حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی ست انچہ مراتب محبت و اخلاص محبان ہندوستان با این فقیر

مصروف میکردند از بیدا ازان در حق جمیع اقوام افغان عموما و قوم یوسف زئی خصوصا تصور باید کرد آرے

اینقدر تفاوت است کہ اگرچہ صرف جان خود را در مقدمہ بجوے نمی شمارند اما در بذل مال لاچار اند کہ استطاعت

ندارند بنا بر علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفا اند حمیت اسلامی و غیرت

ایمانی موصوف اند و در خدمتگذاری مہاجرین و مجاہدین مصروف ہرچند جد و جہد میکردند کہ در خدمتگذاری

حزب اللہ شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے

نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادۂ یگانۂ آفاق مولانا محمد اسحاق بر آن اطلاع میدارند بنا بران مخلصین

مذکورین بجان و دل کوشش نمودند و بقدر استطاعت خود شل انصار کبار از خر مہرہ و فلوس گرفتہ تا روپیہ و

اشرفی قدرے جمع نمودہ ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضے ازان انشاء اللہ خواہد رسید باجملہ ہر کہ نزد مولوی

محمد اسحاق صاحب چیزے خواہد فرستاد نزد اینجانب بلا تکلف خواہد رسید و آنچہ مولانا ممدوح سابق الکار چند

مرسولۂ محبین ہیچ نمودند محض بنا بر ہمین معنی بود کہ ایشان را طریق ارسال بدست نیامدہ بود الحال کہ بدست آمد

انشاء اللہ انکار ہم نخواہند فرمود اطلاعا نوشتہ شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون مانند و از طرف ما فقرا ترددے

و تفکرے لاحق حال نشود کہ از طرف خرچ ہم عسرتے نیست و آنچہ مصارف بنائے مقدمۂ جہاد ضروری است

عنقریب خواہد رسید - برادر مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابۃً از طرف آن حشمت مآب بیعت امامت

بجا آوردند حق تبارک و تعالی قبول فرماید برادر ممدوح اظہار نمودند کہ آن حشمت مآب با ایشان باینمعنی فرمودہ

بودند کہ اگر خلافے یعنی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بیعت او بجا آرند و اگر آوازۂ این دعوی

محض از زبان رفقا سر بر می زند پس چندان اعتبارے نمیدارد - مہربانا من حقیقت الامر اینست کہ این

مشتمل بر مراتب اخلاص و اتحاد و خلت و وداد رسید مضامین خلت آگین بر منصۂ ظہور رسید مراتب فرحت بے نہایت

فقیر محض از زبانِ خود ہم دعویٰ مذکور نمیکند بلکہ این عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار را بلاشک و ریب از پردۂ غیب
برین منصب شریف از مدتِ مدیدہ منصوب گردانیدہ اند و بالفعل باظہارِ آن مامور ساختہ خدائیکہ عالم الجہر والکتمان
والسر والاعلان ست گواہ است برین معنی کہ این بندۂ درگاہِ قادرِ مختار و عاجزِ عبودیت شعار بحقِ صادق ست ا
اصلاً و مطلقاً کذب را در آن مدخل نیست و این معنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدائے قلب ہر کہ اقرارِ این منصب
میکند مقبولِ بارگاہِ لایزال است و ہر کہ بانکار پیش می آید بیشک مطرود بارگاہِ رب ذوالجلال۔ روزیکہ ہمہ اولین
و آخرین بحضورِ مالکِ من کہ مالکِ عالمین ست بمحض کرم خود مرا منصب بخشیدہ و روبروئے جد من کہ سید المرسلین
است کہ ببرکتِ اتباعش این منصب یافتہ مجتمع خواہند گردید رفیقانِ من کہ باین منصب اقرار کردہ اند بکدام مناصب
عزت و وجاہت خواہند رسید و مخالفان من کہ از منصبِ من انکار می دارند در مہالک مذلت خواہند کشید
فردائے قیامت بیشک آمدنی است و بلاریب این ہمہ تماشا ظاہر شدنی ہرگز نمیخواہم کہ کسے از مخلصین باین بلیت
گرفتار شود لاکن چکنم کہ استطاعت نمیدارم کہ ہر کس را کشان کشان در متابعتِ خود آرم زیادہ والسلام
مع الاکرام۔ تحریر بتاریخ بست و ششم ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۳ ہجری از مقام خار ضلع سوات

(نمبر ۸۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاہ اعلیٰ جایگاہ ریاست
و سیاست دستگاہ جلالت نشان سرفرازِ سرداران سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ مع التوفیق والہدایۃ۔ بعد از
سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ از روزیکہ علاقۂ اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیما بین ما
و شما در دار السلطنتِ کابل متحقق گردیدہ و آثارِ آن از جانبین بر منصۂ ظہور رسیدہ از ہمان روز علاقۂ مذکورہ از
طرفِ این ضعیف در مراتبِ استحکام روز افزون است و در مدارج التیام از حد افزون چنانچہ این ضعیف
فی الحال ہم بر ہمان منوال خواہانِ ترقی مدارجِ دارینِ آنجناب است و جویائے بہبودی کونین آن عالی قباب
است شب و روز بدعائے خیر در حق شما مشغول ام و ہدایت و استقامت شما از بارگاہ واہب العطایا [illegible]
ہر چند درین چند ایام راہ رسل و رسائل منقطع شدہ اما خیالِ بدخواہی شما در دلِ اخلاص منزل نرسیدہ
و سبب انقطاع مکاتیب ہمین بود کہ چنان مسموع شدہ کہ ورودِ رقائم و ودادِ این ضعیف بنا بر پاسداری
سردارِ کلان باعثِ تکدر خاطرِ عاطر می گردید بنا علیہ راہ رسل را مسدود گردانیدہ بر مجرد دعائے غائبانہ اکتفا
کردہ می شود اما الحال کہ بمنصب سرداری پشاور رسیدہ و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لابد بحکم کریمہ
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ و کریمۂ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ
بَعْضُہُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ تجدید دعوتِ پارینہ بملاحظۂ اتحادِ دیرینہ لازم

اکنون اے برادر عزیز این نصیحت بگوش ہوش بشنود این مضمون بغور تمام دریاب کہ این دنیا و کاروبار دنیا
ہمہ گذشتنی وگذاشتنی است و این جاہ وجلال وعز و اقبال ہمہ بربادشدنی ہوشیار تجربہ کار ہمان است کہ خیال
خود پرستی باین متاع قلیل الانتفاع در دل او نہ نشست و جان خود را باین زندگانی فانی نہ بست فرد مجو
درستی مجو از جہان سست نہاد + کاین عجوزہ عروس ہزار داماد است + اینک سرداران کلان را چہ قدر غرور
ونخوت وخیال عزت وعظمت در دل نشستہ وخیالات خود پرستی دماغ ایشان را گرفتہ با چندین شور وشغب
بکمال جد وتعب بمخالفت رب العالمین محض بپاسداری خاطر کافر لعین گرفتہ و فساد و عداوت و عناد بر بستہ
بر سر چند از فقرائے بے مہاجرین و غربائے مجاہدین کہ محض تارک دنیا وطالب دین وخادم حکم رب العالمین
وسنت سید المرسلین اند چہ لشکرکشیہا نمودند و راہ عداوت وبدخواہی پیمودند از آنجا کہ ایشان بر لشکر و توپخانہ و
شاہین خانہ خود مغرور بودند و ما فقرا بر تائید مالک خود مسرور بنا بر علیہ غیرت ایمانی بجوش آمد و تائید یزدانی
در خروش بچشم انصاف ببین کہ چنان در یک لمحہ شعبدۂ تقدیر آسمانی بظہور رسیدہ و روز اقبال آن مغرور
بشب ادبار در طرفۃ العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت وخواری ونہایت شرمساری تنہا بحضور مالک
علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بجان خود حاضر گردید نہ آنجا آن کافر لعین یار بود و نہ کسے از محبوبان منافقین
غمخوار پس شما را لازم کہ فی الحال ہوشیار شوید و از خواب غفلت بیدار کہ آخر روزے پیک اجل بشما ہم
خواہد رسید و در محکمۂ حساب وکتاب بحضور رب الارباب حاضر خواہید گردید و دوستی کافر لعین و خوشامد
وتملق منافقین بیدین و سخن سازی شریران بدراہ و توجیہات ملایان گمراہ ہیچ منفعتے بشما نخواہد بخشید ہر چند اکثر
عمر گرانمایہ خود در مخالفت رب العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافر لعین صرف نمودید و راہ نفس پرستی
ودنیا طلبی شب و روز پیمودید و ہر بار عہد و میثاق بر اطاعت مالک علی الاطلاق بر بستید فی الحال بیا استوار برادر
نمود شکستید اما آنکہ نائب رسول مقبول ام و بدعوت بندگان الہی براہ راست شب و روز مشغول بزبان حال و
قال ہمین کریمہ میخوانیم قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ + و شب و روز ہمین بیت در مخاطبۂ شما بزبان می رانم **بیت** باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ +
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + بالجملہ اگر ذرہ از ایمان می دارید و باز پرس آخرت را یقین می شمارید و خدائے خود
را مالک خود می شناسید و خدمت دین خود را از لوازم بندگی می انگارید از دوستی کفار دست می بردارید پس
آنچہ راہ راست بے کم و کاست بشما نشان میدہیم کہ باعث ترقی مناصب دنیوی باشد و ہم موجب علو
مدارج اخروی کمر خود را در نصرت دین رب العالمین و موافقت زمرۂ مجاہدین و مقابلۂ کفرۂ بیدین چست

بہ بندید و این بندۂ درگاہِ الٰہی را بالیقین از ہوا خواہانِ خود تصور کنید و اگر دست از صحبتِ کفار نخواہند برداشت و باز مرۂ مجاہدین کہ خدامِ دینِ رب العالمین اند علم مخالفت خواہند افراخت و نبرد و دغا و دغل با ایشان خواہند باخت و بنیادِ تعدی و ظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید کہ ہر چند ما عاجزان ناتوانیم و فقرائے بے سر و سامان اما مددگار ما ہمان قادرِ ذوالجلال ہست و قدرتِ کاملۂ او لم یزل و لایزال کہ پشۂ ناچیز بحکم او شیلِ نر و در اکشتہ و ضعیفِ بے تمیز رشتۂ حیات جنید را باذنِ او گسستہ اگر با من راہ دوستی می پیمائی پس ہمان یار دیرینۂ توام و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالکِ من بترس کہ مالکِ من نہایت غیور ست و بغاۃ پر زور ہرگز مقابلۂ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت ہیچ نخواہی برد آخر مردی ہستی ولافِ مردانگی میزنی اگر این مردانگی در راہِ خداوندِ خود صرف کردی مردی ورنہ الا از ہمہ نامردی و در حسرت و ندامت مردی انہمہ قیل و قال کہ بار بار با تو میکنم خدا آگاہ است کہ محض بنا بر خیر خواہیِ شما ہست و الا پروائے کسے ندارم و التجا پیش کسے نمی آرم کہ عنایتِ مالکِ خود مرا بس است باقی جملہ ہوس است آنچہ شما را در مقدمۂ موافقتِ رب العالمین و مخالفتِ کافرِ لعین یا بالعکس منظور باشد از در جوابِ این رقیمۃ الوداد مفصل بر نگارند۔ و السلام علی من اتبع الہدیٰ بتحریر بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۴۴ھ

(نمبر ۵۹) مکتوب در سلسلۂ پیران طریقت امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین و علی آلہ و اصحابہ السالکین ۔ اما بعد پس ہر کہ بشرفِ بیعت (بدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب) مشرف شدہ و در سلک طریقۂ عالیۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسطِ فقیر سید احمد منسلک گشت بدانند کہ این فقیر را در اخذ برکات این طرق دو وجہ ہست وجہ اول اویسیہ و آن در طریقۂ چشتیہ از روح مقدس حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و در قادریہ از ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقۂ نقشبندیہ از روح مقدس حضرت امام الشریعۃ و الطریقۃ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہم اللہ متحقق گردیدہ و در طریقۂ مجددیہ و محمدیہ پس بلا توسطِ احدے از جناب حضرت حق مستفید گردیدہ و این حصولِ مقامِ اویسیہ اگرچہ محض بفضل الٰہی متحقق شدہ لیکن آنرا سببے از اسباب ظاہرہ نیز می باید و آن سبب در حقِ این فقیر دعائے حضرت پیر و مرشد خود ہست و وجہ ثانی انسلاک بطریقِ بیعت و اجازت در سلک مشائخ طرق مذکورہ و آن برین وجہ ہست این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوۃ العلماء و المحدثین و وارث الانبیاء و المرسلین و حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز است و ایشان را بجناب والدِ ماجدِ خود شاہ ولی اللہ و ایشان را بجناب والدِ ماجدِ خود حضرت شیخ

عبد الرحیم است و ایشان را نه شیخ رفیع الدین و ایشان را شیخ قطب عالم و ایشان را شیخ نجم الحق جائین
لده و ایشان را شیخ عبد العزیز و ایشان را به قاضی خان یوسف ناصحی و ایشان را شیخ حسن طاہر و ایشان را بسید
راجہ حامد شاہ و ایشان را شیخ حسام الدین مانکپوری و ایشان را بخواجہ نور قطب العالم و ایشان را شیخ علاء الحق
و ایشان را شیخ اخی سراج و ایشان را بسلطان الاولیا حضرت نظام الدین و ایشان را به امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج و ایشان را بخواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را بجناب حضرت خواجہ
معین الدین چشتی و ایشان را بخواجہ عثمان ہارونی و ایشان را بحاجی شریف زندنی و ایشان را
بخواجہ مودود چشتی و ایشان را بخواجہ یوسف چشتی و ایشان را بخواجہ محمد چشتی و ایشان را بخواجہ ابو احمد چشتی
و ایشان را بخواجہ ابو اسحق چشتی و ایشان را بخواجہ شیخ علو دینوری و ایشان را به ابو ہبیرہ بصری و ایشان را به
حذیفہ مرعشی و ایشان را بسلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشان را به فضیل بن عیاض و ایشان را به عبد الواحد
ابن زید و ایشان را بخیر التابعین حسن بصری و ایشان را به امام الاولیا قدوۃ الاصفیا حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ و ایشان را بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم - وہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہا انتساب بیعت و اجازت در طریقہ
قادریہ بسید عبد اللہ اکبر آبادی است و ایشان را به سید آدم بنوری و ایشان را بجناب امام ربانی قیوم زمانی
مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی است و ایشان را بجناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشان را به شاہ
کمال و ایشان را بشاہ فضیل و ایشان را بسید گدا رحمن و ایشان را به سید شمس الدین عارف و ایشان را
بسید گدا رحمن بن ابی محسن و ایشان را بشیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را به سید عقیل و ایشان را به سید
بہاء الدین و ایشان را به سید عبد الوہاب و ایشان را بسید شرف الدین قتال و ایشان را به سید
عبد الرزاق و ایشان را بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشان را به شیخ ابو سعید
مخزومی و ایشان را به شیخ ابو الحسن القریشی و ایشان را به شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشان را به شیخ ابو الفضل
عبد الواصلی و ایشان را بشیخ عبد العزیز یمنی و ایشان را به شیخ ابو بکر الشبلی و ایشان را به سید الطائفہ جنید
بغدادی و ایشان را بشیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را به شیخ معروف کرخی و ایشان را به شیخ علی رضا و ایشان
به امام موسی کاظم و ایشان را به امام جعفر صادق و ایشان را به امام محمد باقر و ایشان را به امام زین العابدین
و ایشان را به سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ و ایشان را بسید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ و ایشان را بسید انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .
ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد حضرت شاہ عبد العزیز صاحب) را قدس سرہ انتساب بیعت و اجازت در

درطریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ بہ سید عبد اللہ اکبرآبادی است وایشانرا بہ سید آدم بنوری وایشانرا بہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وایشانرا بخواجہ باقی باللہ وایشانرا بخواجہ امکنگی وایشانرا بمولانا درویش محمد وایشانرا بہ مولانا زاہد وایشانرا بخواجہ عبید اللہ احرار وایشانرا بمولانا یعقوب چرخی وایشانرا بہ امام الشریعۃ والطریقۃ خواجہ بہاء الدین نقشبند وایشانرا بخواجہ محمد بابا سماسی وایشانرا بخواجہ رامیتنی وایشانرا بخواجہ محمود انجیر الفغنوری وایشانرا بخواجہ عارف ریوگری وایشانرا بخواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی وایشانرا بہ خواجہ یوسف ہمدانی وایشانرا بخواجہ ابوعلی فارمدی وایشانرا بہ امام ابوالقاسم قشیری وایشان را بہ شیخ ابوعلی دقاق وایشانرا بہ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی وایشانرا بہ شیخ ابوبکر شبلی وایشانرا بہ سید الطائفہ جنید بغدادی وایشانرا بہ شیخ ابوالحسن سری سقطی وایشانرا بہ شیخ معروف کرخی وایشانرا بہ امام علی رضا وایشانرا بہ امام موسیٰ کاظم وایشانرا بہ امام جعفر صادق وایشانرا بہ رئیس الفقہاء والتابعین قاسم بن محمد وایشانرا بہ سلمان فارسی وایشانرا بہ امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء والراشدین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وایشانرا بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جملہ برادران دینی راکہ بردست این فقیر یا خلفاء این فقیر بشرف بیعت وتوبہ مشرف گردیدند ودر سلک طریقہ چشتیہ قادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ ومحمدیہ بتوسط اینجانب منسلک گشتہ اللہ تعالیٰ نعمتہائے این ہمہ طریقہ ہا نصیب ایشان گرداناد ودر اتباع شریعت غرا استقامت عطا کناد۔ آمین

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ میں بعد حمد باری تعالیٰ جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالائق بےعلم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام کو پورا کرا دیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اُسکے بعضے فوائد متعددیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہون

اوّل یہ کہ ناظرین با انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار بلکہ اُنکا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانون کا ایک نمونہ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ بلکہ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کے موعود ابرار کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگون کے حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلون کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہین بلکہ قابل تتبع ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگون کے کارنامجات اور حالات زندگانی در و بست تحریر ہوکر آجتک شائع نہین ہوئے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگون کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی بھی اس دُنیا سے رحلت کر جائین اُنکے بعد ان بزرگون کے عمدہ حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین نسیًا منسیا ہو جائینگے اسواسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ

جمع کرکے شائع کردوں تاکہ روز قیامت تک لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہیں دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور
دوسرے متعصب مؤلفوں نے سید صاحب جیسے خیرخواہ اور خیراندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل سدل کر
ایسے مخالفت کے پیرایہ میں دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری سرکار انگریزی آپکے پیرو لوگوں سے سخت نفرت ہو گئی
ہے پس اس دھوکہ بازی اور غلط فہمی کے دور کرنے کی غرض سے میں نے یہ سمجھا کہ سید صاحب کے کل سوانح عمری
اور مکاتیب کو جمع کرکے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات [illegible] کے سامنے پیش کرکے اُس خیال
باطل کو اُنکے دل سے دور کردوں - آپکی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے
ہیں جہاں کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے [illegible] اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت
سے منع کیا ہے سوم بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصاً ولایتی لوگ جو سید صاحب کے صحیح خیالات اور
واقعی حالات سے واقف نہیں ہیں [illegible] اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خود اختیاری
اسوقت تک بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہو جاتے ہیں اسواسطے بھی مجھکو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری
مع مکاتیب اُن متعصبوں کے سامنے پیش کرکے یہ دکھلاؤں کہ سید صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے اُن ظالم
سکھوں پر تھا جو [illegible] اُسوقت پنجاب کے مسلمانوں پر [illegible] اور کبھی بھی نہ تھا کہ سرکار انگریزی سے پس اس امر
میں بھی انکو سید صاحب کی پیروی کرنی ضرور ہے اور [illegible] چہارم حضرت آدم سے لیکر سید صاحب تک جسقدر
ہادی [illegible] علیہ السلام ہمیشہ وہی سے تعلیم پاکر اس دنیا میں آتے رہے [illegible] کی شرافت قومی (خالباً اسرائیلی یا قریشی) اور
حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت اور سادگی تحریر و تقریر و طریقہ تعلیم و رشد و ہدایت
اور فیض باطنی اور قوت جاذبہ اور نفرت از اسباب دنیا و طلب جاہ اور غلبہ ایثار اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت
اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ویسے ہی ہوتے رہے ہیں جیسیکہ سید صاحب کی ذات
بابرکات میں اُن خوبیوں کا جمع ہونا اس سوانح میں بیان ہوا ہے (لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیلًا) پس اب یا آئندہ جو
کوئی ہادی تعلیم یافتہ اُسی مدرسہ کا دنیا میں آویگا اُسکی ذات مقدس میں یہی علامات جمع ہونگی جب
سے اُنکی شناخت میں کچھ دھوکہ نہیں ہو سکتا - چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں
ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک بیسیوں آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ
یا بغرض طلب دنیا دعویدار کاذب نبوت و مہدویت و مسیحیت کے ہو کر آخر بموجب آیہ کریمہ (جاء الحق وزہق الباطل)
ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہیں اور یہ بھی جائے تعجب نہیں ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویداروں پر بھی
ہزاروں بلکہ لاکھوں فاضل اور جاہل [illegible] بھیڑ چال ایمان لاکر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہیں
پس اس سوانح کی تحریر سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ اس سوانح کو مطالعہ کرنیکے بعد ایک فہمیدہ اور سعید ازلی آدمی

محک مذکورہ بالا کو اپنا رہبر مقرر کر کے ایسے صادق اور کاذب دعویدار مین بخوبی تمیز کر سکیگا۔ جب کتاب
چھپ رہی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور
اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے
اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب مینے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیون مین جو
نسبت نزول مسیح کے ہین غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدمؑ مین ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی
آجتک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل مین لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کیوقت آسمان کی قوتین
ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتین چھاتی پیٹین گی اور
بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر مسیح کو آتے دیکھین گے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے
ساتھ مسیح اپنے فرشتون کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگون کو دنیا مین ایک حد سے دوسری
حد تک جمع کر دینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومین اور بادشاہ اُسکے آگے کئے
جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگون سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے
واسطے تیار کی گئی ہے میراث مین لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اُسوقت سب بدکار ہلاک کر کے
دوزخ مین ڈالدیے جاوینگے۔ مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح
حاکم عادل نزول فرما کر تمام دنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سؤر کو نیست و نابود
کر دیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اسلام باقی رہجاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے
جزیہ جہان سے موقوف ہو جاویگا اور لوگون کے دلون سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت
مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلاتے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نکریگا اور یہانتک لوگون
کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک آپکی نظر پہنچیگی
وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نرہیگا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری
دنیا کی بادشاہت کر کے صاحب اولاد ہو کر فوت ہونگے۔ پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال
کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ مینے کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے در اصل وہ بزرگ باشندۂ پنجاب ہی ہین تو چشم ما
روشن دل ما شاد بجائے نزول ایک عربی یا رومی یا شامی یا یورپین مسیح کے اگر ہمارا ایک ہمکار وطنی
آدمی اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر
بیٹھکر اُن پیشین گوئیون مذکورۂ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگون کو بھول نہ جاویگا۔ ایسے دعوے عظیم کے
ثبوت مین مسیح یا اُسکے حواریونکا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کر کے زبانی یا کاغذی جدال

قتال کرنا اور یہہ کہنا کہ مین مسیح موعود ہون مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی کہے
کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون اور فلان فلان دلائل میرے دعوے کے ثبوت مین میرے پاس
موجود ہین اور فلان فلان مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلان فلان کتاب سے
میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے - آے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد
واحد ہے اسکو اپنے دعوے کے ثبوت مین دلائل پیش کرنیکی حاجت نہوگی مشک آنست کہ خود
ببوید نہ کہ عطار گوید ٭ جو علماء بے بصیرت ایسے دعوی جلیلہ کی تردید مین اُس سے بحث کرتے
ہین وہ خود ہی نیم دیوانے ہین تھوڑا انتظار کیون نہین کرتے اگر دراصل وہ مسیح موعود ہے
توعنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا مین پھیل جاویگا اور وہ کُل پیشین گوئیون
مذکورہ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹھا اور مکار مُسَیلمہ کذّاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل
کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مارکر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے
بعد خود ہلاک ہوجاویگا اور ہزارہا مسلمانون کے ایمان کا خون کرجاویگا - میرے نزدیک ایک
عقلمند اور سعید ازلی کو اسیقدر بس ہے - واللہ یہدی مَن یّشاءُ الی صراطٍ مُستقیم

نظم

مجھ سے جو کچھ ہوسکا خدمت مین حاضر کردیا ❊ قدردانی منصفِ والاہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا ❊ خاتمہ بالخیر پر اہلِ کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین ❊ خاکسار جان نثار
قوم محمد جعفر تھانیسری نزیلِ کیمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا

خاتمۃ الکاتب

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ کتاب فیض انتساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری نزیل حال کیمپ
انبالہ مؤلف تاریخ و تواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالاپانی و برکات اسلام نے نہایت
جانفشانی و عرقریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح و تنقیح و تحشی مولوی محمد امجد علی صاحب دہلوی
مدظلہ بماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری مطبع نامی گرامی فاروقی دہلی مین طبع ہوکر سرمۂ چشم ناظرین
و نور افزائے دیدۂ اہل صدق و یقین ہوئی - مسکین محمد نیاز علی دہلوی کاتب کتاب ہذا

فقط

واللہ اعلم بالصواب